تیرا عشق بدذات سجن

digest novels lovers group@ Nadia Majid

ریحانہ آفتاب

"زینی ہوش میں آؤ۔" کشف نے شانوں سے پکڑ کر اس کو جھنجوڑا مگر وہ زرینہ ہی کیا جس کے کان پر جوں رینگتی۔ وہ اپنی بقراطی میں مگن رہی۔

"کاش کہ بل گیٹس میرے ڈیڈ ہوتے، کاش اوباما میرا پڑوسی ہوتا، کاش ٹائیگر شروف مجھے ڈانس سکھاتا، کاش بروک لیسنر اور رومن رینج میرے باڈی گارڈ ہوتے، کاش ناول کا ڈیشنگ ہیرو مجھ سے ٹکرا جائے......"

"کاش کی چلتی پھرتی فیکٹری بند کرو یہ الاپ۔" کشف نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اس کی آواز کا گلا گھونٹا، زرینہ نے اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"اس میں برا کیا ہے؟" وہ تنکی۔

"اچھا بھی کچھ نہیں ہے۔" کشف نے آئینہ دکھایا۔ وہ برا سامنہ بنا کے رہ گئی۔

"تمہاری دعوت پہ میں کمبائن اسٹڈی کرنے آئی تھی اور تم اپنی کاش کی پٹاری کھول کر بیٹھ گئیں۔" کشف نے کتابیں سمیٹنا شروع کر دیں جو اس بات کا اعلان تھا کہ وہ رخت سفر کا ارادہ کر چکی ہے۔

"ہاں تو کریں گے ناں کمبائن اسٹڈی۔" زرینہ نے دلاسا دیا۔

"تم کرو میں تو جا رہی ہوں۔" کشف نے اعلان کیا۔

"جا کے دکھاؤ۔" زرینہ نے دھونس سے کہتے چپس کا پیکٹ کھول لیا۔

"چائے کے ساتھ کچھ اسنیکس لوں گی خالی پیٹ مجھ سے کچھ پڑھا نہیں جائے گا۔" بے چاری سی شکل بنا کر زرینہ نے

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

digest novels lovers group

اسمارٹ فون اٹھایا۔

"راحیلہ چائے کے ساتھ سینڈوچ بھی بنالینا۔" زرینہ نے کچن کی طرف منہ کرکے آواز لگائی۔

"واؤ...... میرے اسٹیٹس کو 104 لائکس ملے ہیں۔" وہ فیس بک کھولے کشف کو دکھانے لگی۔

"زینی بی بی میرے گھر جانے کا وقت ہوگیا ہے اب میں چائے اور سینڈوچ بنانے لگی تو بہت دیر ہوجائے گی۔" راحیلہ منہ بگاڑے چلی آئی۔ وہ اسے گھورنے لگی۔

"کون سا کے ٹو سے چھلانگ لگانے کو کہا ہے جتنی دیر میں تم یہاں آئیں اتنی دیر میں چائے بن جاتی۔"

"مجھے کوکنگ کے پیسے نہیں دیتی آپ، یہ میرا کام نہیں ہے۔" راحیلہ ہری جھنڈی دکھا کے مڑگئی۔

"آنے دو مما کو، کرواتی ہوں تمہاری چھٹی۔" زرینہ نے دھمکی دی۔

"کریں پرواکس کو ہے۔" راحیلہ نے بھی ادھار نہیں رکھا اور سیڑھیاں اتر گئی۔ کشف کی ہنسی چھوٹ گئی۔ وہ بڑبڑا کر راحیلہ کو برا بھلا کہنے لگی۔

"ملازمہ بھی بالکل اپنی طرح کی رکھی ہے تم نے۔" وہ کشف کو دیکھ کے رہ گئی۔

"یہ گیٹ کیوں کھلا ہوا ہے نیچے کا۔" ارسم نے نیچے سے پوچھا۔

"لو ایک اور صوتا آگیا۔" اس نے دھیمی آواز سے کہا۔

"چاچی کہاں ہیں؟" وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا اور دونوں کو دیکھتا تفتیشی لہجے میں پوچھا۔

"مما بازار گئی ہیں۔" اس نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"جب تم گھر میں اکیلی ہو تو دروازے کا دھیان رکھنا چاہیے تھا کوئی گھس جاتا پھر......؟"

"آپ گھس تو آئے ہیں۔" زرینہ کی معصومیت پہ کشف کو ہنسی آنے لگی مگر اس نے ضبط کرلی۔

"اور میں اکیلی کہاں ہوں ذرا چشمے کا نمبر چینج کریں آپ کو ساڑھے پانچ فٹ کی میری دوست نظر نہیں آرہی۔" زرینہ کے اشارہ کرنے پہ ارسم نے دائیں جانب رخ کیا۔

"السلام علیکم!" کشف سے کچھ بن نہ پڑا تو سلام کردیا۔

"وعلیکم!"

"یہ وعلیکم کیا ہوتا ہے، سلامتی بھی پتھر مارنے کے انداز سے دیتے ہیں۔" ارسم نے اسے گھور کے دیکھا۔

"یہ مما نے بھیجا ہے، چاچی آئیں تو بتا دینا مما کو ان کے ساتھ کہیں جانا ہے۔" ارسم نے ڈبا اس کی طرف بڑھایا، جسے جھٹ تھام کر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ڈبا کھولنے لگی۔

"ارے بریانی......" اس کے منہ میں پانی آگیا۔ وہ جھٹ نوالہ لینے لگی۔

"ہاتھ تو دھولو۔" ارسم سے برداشت نہ ہوا۔

"ایں...... آپ گئے نہیں۔" نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے زرینہ نے ایسے دیکھا کہ اس کی جان جل گئی۔ کشف نے سر جھکا کر ہنسی چھپائی۔

"جاتے ہوئے دروازہ اچھی طرح بند کر دیجیے گا، کہیں پھر کوئی منہ اٹھا کر نہ چلا آئے۔" ارسم سیڑھیاں اترنے لگا تو پیچھے سے زرینہ بولنا نہیں بھولی۔

"تو یہ کس قسم کی روح ہے تمہارے اندر۔" کشف نے کب کی رکی ہنسی کو باہر آنے کا موقع دیا۔ "یہ غالباً تمہارے تایا زاد ہیں۔" کشف نے اندازہ لگایا۔

"ہاں وہی سڑیل تھے...... آؤ تم بھی کھاؤ بہت مزے کی بریانی ہے۔" زرینہ نے ڈبا بیچ میں رکھ دیا۔

❀ ❀ ❀ ❀

"یہ کون سی مخلوق آباد ہے؟" دیوار کی طرف اشارہ کرتے اس نے صمیم سے پوچھا۔ محظوظ کن تاثرات کے ساتھ حیرانگی بھی تھی لہجے میں۔

"ہے ایک پاگل۔" صمیم نے معلومات پہنچائی۔ "محترمہ ایڈونچر اور تھرل کے لیے اکثر اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتی رہتی ہیں۔" دھیمی آواز سے مزید معلومات دی۔

"بہت انفارمیشن ہے۔" اس نے مذاق اڑایا۔

"ظاہر ہے سالوں سے پڑوسی ہیں۔" صمیم نے فوراً وضاحت پیش کی۔

"چند دن میں تم بھی محترمہ کے بارے میں سب جان جاؤ گے...... اوشنل سوشل میڈیا پہ ان کے اسٹیٹس پڑھنے کے قابل ہوتے ہیں۔" صمیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فیملی بڑی شریف ہے...... ایک بھائی اور بہن ہے۔"

"ہوں۔" ہنکارا بھر کر اس نے فون اٹھایا۔

"تم ایڈ ہو اس کی فرینڈ شپ میں؟" کسی خیال کے آتے ہی اس نے صمیم سے استفسار کیا تو صمیم نے سر ہلایا۔

Scanned with CamScanner

"کیوں تم کیا کرنے والے ہو؟" صمیم نے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں...... تم نے محترمہ کے اسٹیٹس کی تعریف کی تو سوچا ہم بھی ایڈ ہو جائیں۔" اس نے ریکویسٹ بھیجتے ہوئے کہا۔

"یقیناً تیرے شیطانی دماغ میں کوئی شرارت کلبلا رہی ہوگی۔ جیسی وہ ایڈونچر کی دلدادہ ویسا تو...... خوب گزرے گی۔" صمیم ہنسا۔

"وال تو کافی انٹرسٹنگ ہے محترمہ کی۔" وہ مسکرا رہا تھا۔ زرینہ نے اسے ایڈ کر لیا تھا۔

"واہ کیا کوئیک رسپانس ہے بریانی کھاتے محترمہ نے ایڈ بھی کر لیا۔" صمیم سر ہلاتا نیچے جانے لگا۔

"کہاں؟" اس نے جاننا چاہا۔ "کچھ کھانے کو لے آؤں۔" صمیم نے کہا۔

"فیس بک پہ اتنا برا وقت بھی آ گیا...... اللہ خیر کرے فرینڈز ابھی مجھے بھٹکی روح کی فرینڈ ریکویسٹ آئی ہے اب بھٹکی روحیں بھی فیس بک کا رخ کرنے لگی ہیں۔" زرینہ کے اسٹیٹس نے اسے فلک شگاف قہقہہ لگانے پہ مجبور کر دیا اور قدرے اونچا ہو کر دیوار کے پار جھانکنے کی کوشش کی۔ تھی تو غیر اخلاقی حرکت مگر وہ صرف اسے دیکھنا چاہتا تھا۔

دونوں کی پشت دیوار کے ساتھ تھی۔ ایک لڑکی کتاب کھولے بیٹھی تھی۔ دوسری بال بکھیرے سیل فون میں لگی ہوئی تھی۔ وہ اس کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔

"اس وقت بھٹکی روح تو آپ لگ رہی ہیں۔" اس نے کمنٹ کیا۔ اس نے کمنٹ پڑھتے چونک کر ارد گرد دیکھا پر آس پاس کے ٹیرس بالکل خالی تھے۔

✿ ✿ ✿ ✿

کبوتر جا جا کبوتر جا جا جا......

چھت پہ کبوتروں کو پانی اور باجرہ ڈالتے وہ مسلسل گنگنا رہی تھی، اس کام سے فارغ ہو کر اس نے گانے کے ساتھ دوپٹا لہرا لہرا کر پرفارمنس دینا بھی شروع کر دی تھی۔ قدموں کی دھمک پہ دیوار پار اس کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"زرینہ......" کسی کی تیز آواز آئی، گانے کا عمل رک گیا۔ زرینہ نے مڑ کر دیکھا ارسم اسے گھور رہا تھا۔

"اس طرح یہاں کھلے آسمان تلے چھت پہ کیسی واہیات حرکت کر رہی ہو۔" اس نے لفظ چبا کے کہا۔

"آپ جیسے بورنگ بینکر کو ٹیلنٹ کی کیا قدر جو روز جمع ہی کرتے رہتے ہیں۔" اس نے سر جھٹکا۔ تب تک فردوس بھی اوپر آ چکی تھیں۔

"چاچی دیکھی آپ نے اس کی فضول حرکت۔" ارسم نے فردوس سے شکایت کی جنہیں وہ پہلے ہی اوپر آنے کی دعوت دے چکا تھا۔

"دیکھ رہی ہوں بیٹا نجانے یہ لڑکی کب بڑی ہوگی، ہر وقت کدکڑے لگائے رکھتی ہے۔" فردوس نالاں نظر آ رہی تھیں۔

"اپنی یہ ساری کارستانی یہ فیس بک پر بھی منتقل کرتی رہتی ہے۔" ارسم نے گھورا۔ زینی فردوس کی وجہ سے چپ رہی۔

"سیلفیز اپ لوڈ کرنے سے میں پہلے بھی کئی بار منع کر چکا ہوں مگر یہ مانتی نہیں، سوشل میڈیا پہ کیسے عجیب و غریب لوگ ہوتے ہیں جنہیں ایڈ بھی کر لیتی ہے اور کمنٹس کا بھی تبادلہ ہوتا ہے۔"

"آپ کو تو ان شاء اللہ آج ہی بلاک کروں گی۔" اس نے دل میں سوچا۔ ارسم اس کی اوٹ پٹانگ سیلفیز سے تنگ تھا جس کی شکایت کرنا اس نے ضروری سمجھا۔

"یہ کیا سن رہی ہوں زینی، تم نے اپنی تصویریں ڈالی ہیں نیٹ پہ۔" فردوس سخت تیوروں سے پوچھ رہی تھیں۔ زینی نے کھا جانے والی نظروں سے ارسم کو دیکھا۔

"چہرہ واضح نہیں ہے...... گردن کی تصویریں ہیں۔" وہ منمنا کے رہ گئی۔

"تم نے ڈالی کیوں؟" فردوس کی آواز تیز ہوئی۔ دیوار پار ان کی گفتگو بغور سنتے اس نے جلدی سے وائی فائی آن کیا۔ دیکھے تو سہی محترمہ کو، ایک تصویر میں دونوں ہاتھ سے چہرہ چھپا رکھا تھا صرف چڑاتی زبان نظر آ رہی تھی۔ اسے ہنسی آ گئی۔ کسی میں گردن کٹی ہوئی تھی۔ کسی میں صرف ہاتھ پاؤں تھے۔

"چند تصویروں کے لیے اتنا واویلا...... بس کر دی ڈیلیٹ اپنی وال سے۔" اگلے لمحے زرینہ کی غصے سے بھری آواز آئی۔

"آپ کو اور کوئی کام نہیں ہے جو روز میری شکایت کرنے آ جاتے ہیں۔ کیا بینک سیل ہو گیا ہے آپ کا؟" غصے کا رخ ارسم کی طرف ہوا۔

"زینی......" فردوس کی غصیلی تنبیہہ کرتی آواز آئی۔ ارسم نے اس منظر سے غائب ہونے میں ہی عافیت جانی۔

"کیا حرکت کی تم نے؟" فردوس اسے گھور رہی تھیں۔

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

"ٹھیک کیا...... جب دیکھو ماما بننے کو تیار رہتے ہیں، شکایتی ٹٹو...... جانے انہیں مجھ سے کون سا بیر ہے۔" وہ شدید غصے میں تھی۔

"بکواس مت کرو...... تمہیں پتا ہے تمہاری شادی ارحم سے ہی ہوگی۔ تمیز سے بات کیا کرو اس سے۔" فردوس سخت تیوروں سے گھور رہی تھیں۔

"مجھے نہیں کرنی اس پچاس سالہ بڈھی روح رکھنے والے جوان سے شادی۔" اس نے صاف جواب دیا۔

"ہمارے لاڈ پیار نے تمہیں ضرورت سے زیادہ بگاڑ دیا ہے آنے دو اپنے پاپا اور بھائی کو کرتی ہوں شکایت اور کرواتی ہوں یہ نیٹ۔" فردوس دھمکاتی چلی گئیں۔

"مر جاؤں گی مگر اس شکایتی ٹٹو اور بی جمالو سے شادی نہیں کروں گی۔" زینی کی آواز تیز ہوئی۔ اسے ہنسی آنے لگی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"مما میں آپ کی ہیلپ کروں؟" کچن میں آئی تو فردوس سالن بھون رہی تھیں۔ اسے شرمندگی ہوئی۔

"کیوں نیٹ بند ہوگیا تمہارا؟" فردوس نے پلٹ کر پوچھا تو وہ کھسیا سی گئی۔

"کام تو کرتی ہوں مما...... صبح سارے گھر کی صفائی کی تھی۔" اس کا صفائی دینے والا انداز ہوا۔

"ہاں آج ماسی نے چھٹی کی اس لیے۔" انہوں نے جتایا۔

"کرلیں شرمندہ۔" وہ منہ بنا کر کھڑی ہوگئی۔

"اچھا آٹا گوندھ کر روٹیاں پکالو، میں نماز پڑھنے جارہی ہوں۔" انہیں جیسے معصوم بھولی بھالی بنی پر ترس آ گیا۔ وہ سر ہلا کر آٹا نکالنے لگی۔ اس نے آٹا گوندھ کر رکھا اور برتنوں کو سلیقے سے ریک میں سجانے لگی اور فردوس بھی نماز پڑھ کر آ گئیں۔

"بھابی کب تک آئیں گی میکے سے؟"

"پتا نہیں...... کہہ کے تو دو دن کا گئی تھی، اب تو ہفتہ ہونے کو آیا، علشبہ کا بھائی آیا ہوا ہے انگلینڈ سے میں نے بھی بلوانا مناسب نہ سمجھا۔" فردوس نرم طبع ساس تھیں۔

"مجھے عمیس بہت یاد آ رہا ہے۔" اس نے اکلوتے بھتیجے کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں یاد تو مجھے بھی آرہا ہے، ارحم آئے تو پوچھتی ہوں کب تک آئے گی علشبہ۔" فردوس نے کام ختم کر کے توا چولہے پہ رکھا۔

"روٹیاں گن کر پکانا، بچ کر بھوسی ٹکڑے میں جاتی ہیں۔ رزق کی ناقدری مجھے قطعاً پسند نہیں، اسی رزق کے پیچھے آج کا انسان صحیح غلط کی تمیز بھلا بیٹھا ہے۔" فردوس کہہ کر چلی گئیں۔ وہ روٹی پکانے لگی، دوسری روٹی کی شکل پہ دھیان دیتے توا میں پڑی روٹی سے نظر ہٹی تو وہ آدھی سے زیادہ جل گئی تھی۔

"اوشٹ۔" چمٹے سے روٹی اتارتے ہوئے بڑبڑائی۔ "مما نے دیکھا تو صلواتیں سنائیں گی۔ کہاں چھپاؤں؟" وہ کچن میں نظر دوڑانے لگی پھر کسی خیال کے آنے پہ جھٹ سیل فون اٹھا کر روٹی کی تصویریں کھینچنے لگی۔

"پہلے صرف شیشہ ٹوٹتا تھا اب تو روٹیاں بھی میری خوب صورتی سے جلنے لگی ہیں۔" روٹی کی تصویر اپ لوڈ کر کے اس نے اسٹیٹس لگایا۔

"خیالی پلاؤ پکایا کریں...... کبھی خراب نہیں ہوگا۔" بجلی روح کا کمنٹ تیزی سے آیا تو منہ بنا کر اس نے سیل فون رکھ دیا۔

"یہ بجلی روح کچھ زیادہ ایکٹو ہے۔" دوسری روٹی توے پہ ڈالتے بڑبڑائی۔ ڈور بیل بجی تو وہ دروازے کی طرف بھاگی۔

"بھابی...... ارے میرا پیارا عمیس۔" دروازہ کھولتے علشبہ اور عمیس پہ نظر پڑتے ہی وہ ایکسائٹڈ ہوگئی۔ علشبہ کے "ارے ارے" کرتے کرتے اس نے عمیس کو گود میں لے کر چٹاچٹ پیار کرنا شروع کردیا۔

"اتنے دن لگا دیے، ابھی میں اور مما آپ دونوں کو ہی یاد کر رہے تھے، کتنا یاد آ رہا تھا یہ گپو۔" گیارہ ماہ کا عمیس گالوں پہ آٹا لگائے پھوپو کی آواز سے آواز ملا کر خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ علشبہ اندر آ چکی تھی علشبہ کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جسے وہ دیکھ نہ پائی۔

"ہیلو۔" آواز پہ اس نے چونک کے دیکھا۔

"یہ میرا بھائی جعفری ہے، چار دن پہلے انگلینڈ سے آیا ہے۔" علشبہ نے تعارف کرایا جو پرشوق نگاہوں سے زرینہ کو دیکھ رہا تھا۔

"جعفری یہ میری نند ہے زینی۔"

"السلام علیکم!" تعارف پہ اسے اخلاقیات نبھانا پڑے۔

"یہ دھواں کہاں سے اٹھ رہا ہے؟" علشبہ نے دھوئیں کے بادل دیکھتے تو پوچھا۔

"لو مر گئی...... دوسری روٹی بھی جل گئی۔ مما تو آج مجھے جان سے مار دیں گی۔" عمیس کو علشبہ کے حوالے کرتے اس نے کچن کی طرف دوڑ لگائی۔

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

❁ ❁ ❁ ❁

"دعوت کب کرنی ہے؟" عمیس کو کاٹ میں لیٹاتے ہوئے علشبہ نے ٹی وی دیکھتے احرم سے استفسار کیا۔

"کس کی دعوت؟" نظریں اسکرین پہ جمائے احرم نے بے دھیانی سے پوچھا۔ علشبہ نے تیکھی نظروں سے میاں کو دیکھا اور ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھ کر لوشن لگانے لگی۔

"میرا بھائی سالوں بعد انگلینڈ سے لوٹا ہے، میری شادی میں بھی شریک نہیں تھا اس کی دعوت۔" اس کے جتاتے لہجے پہ احرم نے سر ہلایا۔

"رکھ لو کسی دن اپنی فیملی کی دعوت۔" اس نے منظوری دی۔

"بہنوں کو بھی بلواؤں گی ان کی فیملیز کے ساتھ۔" علشبہ نے اب بالوں پہ برش پھیرنا شروع کردیا تھا۔ اس کے پروگرام نے احرم کو نظریں اسکرین سے ہٹانے پہ مجبور کردیا۔

"کیا مطلب؟ تمہاری پانچ بہنیں، ان کے شوہر اور پھر سب کے تین تین چار چار بچے...... یہ تو کوئی تیس چالیس بندے ہوجائیں گے تمہاری فیملی کو لے کر۔"

"مطلب؟" علشبہ تنک کر بیڈ پہ آ کر بیٹھ گئی۔ اپنی فیملی سے متعلق اعداد و شمار کچھ پسند نہیں آئے۔

"مطلب صاف ہے کہ مہینے کے آخر میں اتنے لوگوں کی دعوت سے بجٹ بہت آؤٹ ہوگا، ہم کیسے مینج کریں گی۔" احرم نے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا۔

"مجھے نہیں پتا۔" علشبہ نے ہاتھ جھاڑے۔

"کیا بچوں جیسی بات کررہی ہو، اگلے ماہ عمیس کی فرسٹ برتھ ڈے ہے اس میں بلالینا سب کو۔" احرم نے راہ دکھائی۔

"برتھ ڈے کی بھی خوب یاد دلائی آپ نے، پہلے بیٹے کی پہلی برتھ ڈے اور گھر کی چھت پہ......"

"کوئی بنکوئٹ یا ریزورٹ تو بک کرانے کی اوقات نہیں ہے ہماری۔" علشبہ چڑ گئی۔ پہلے بھی اس حوالے سے ان کے بیچ تلخ کلامی ہوچکی تھی۔ احرم نے لب بھینچ لیے۔

"جب تمہیں میری سیلری اور اس گھر کا بجٹ پتا ہے تو ان باتوں کا کیا مطلب؟" احرم کو غصہ آنے لگا۔

"کوئی مطلب نہیں، نہ کریں دعوت بھی۔" علشبہ چادر تان کر لیٹ گئی۔ احرم خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ علشبہ اس کی پسند تھی، فردوس اور ضیاء نے بیٹے کی پسند پہ سر جھکا دیا تھا۔ اکلوتے بیٹے کی پسند سے انکار کرکے اسے بددل نہیں کرنا چاہتے تھے، پھر زندگی اس نے گزارنی تھی، علشبہ کا تیز مزاج اور بدتمیز اب احرم کو چبھنے لگا تھا گوکہ فردوس یا گھر کے دوسرے کسی فرد نے کبھی کوئی شکایت نہیں کی تھی۔ احرم جانتا تھا اس کی فیملی کی اعلاظرفی تھی۔ اس میں علشبہ کا کوئی کمال نہ تھا۔ فردوس اس کی غلطیوں کو نظر انداز کردیا کرتی تھیں۔ وہ کام کرنے سے جی چراتی تو خود کھڑی ہوجاتیں یا زینی سے کروالیتیں۔ علشبہ ان سے اچھا رویہ رکھنے کی بجائے فاصلے پہ ہی رہتی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"فردوس آج میں خاص بات کرنے آئی ہوں۔" نبیلہ کی آمد پہ فردوس نے خوشی کا اظہار کیا، جس پہ نبیلہ نے آنے کی وجہ بتائی۔

"کیا خاص بات؟"

"ارے دم تو لینے دو۔" نبیلہ نے ہنستے ہوئے چادر اتاری۔ "اف توبہ، کتنی گرمی ہے۔" نبیلہ پنکھے کے نیچے کھڑے ہوکر پسینہ خشک کرنے لگیں۔

"گرمی تو واقعی بہت ہے، میں شربت بنواتی ہوں، زینی۔" فردوس نے آواز لگائی۔ علشبہ شربت کے گلاس ٹرے میں سجائے چلی آئی۔

"کیسی ہیں تائی جی۔" فردوس نے کسی قدر چونک کر علشبہ کو دیکھا پھر مسکرادیں۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا، بہت شکریہ۔" نبیلہ نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کو آتے دیکھ لیا تھا۔ اس لیے فوراً شربت لے آئی۔" علشبہ نے داد چاہی۔

"ماشاء اللہ بہت اچھی بہو ملی ہے تمہیں فردوس۔" فردوس مسکرائیں۔

"تمہارا چھوٹا کہاں ہے؟" نبیلہ نے شربت پیتے استفسار کیا۔ علشبہ نے ایک گلاس فردوس کو تھمایا اور دوسرا خود لے کر بیٹھ گئی۔

"چھت پہ ہے اپنی پھوپو کے پاس...... دونوں کو بڑا مزا آتا ہے چھت پہ۔" علشبہ کا انداز بظاہر سرسری تھا مگر اس کی ذومعنویت پہ فردوس چپ رہ گئیں۔

"فردوس، تم نے زینی کو اوپر کا کمرہ دے کر غلط کیا ہے۔ جوان لڑکی ہے، اوپر اکیلی رہتی ہے۔" نبیلہ فردوس سے ہمکلام ہوئیں۔ علشبہ نے اپنا کام کردیا تھا۔ اب وہ مزے سے ٹھنڈے ٹھار شربت کے گھونٹ بھر رہی تھی۔

Digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

''مجبوری تھی آپا...... پہلے تو یہ کمرہ احرم کے زیر استعمال تھا لیکن شادی سے پہلے علشبہ کو زیادہ گرمی، دھوپ نہ لگے اس خیال سے زینی کو اوپر والا کمرہ دے کر استعمال میں لانا پڑا کہ آدھی چھت کھلی ہے، دیواریں اونچی ہیں اور آس پاس جان پہچان والے اچھے لوگ ہیں اس لیے تسلی ہے۔'' فردوس کی سچائی پہ علشبہ نے پہلو بدلا۔

''تم اور ضیاء اوپر شفٹ ہو جاؤ، بھلے کتنے بھروسے کے لوگ ہوں مگر زمانہ بڑا بے اعتبار ہو چکا ہے۔'' نبیلہ نے رائے دینے کے ساتھ فکرمندی سے کہا۔

''بس آپا...... ضیاء کے گھٹنے کا درد ساتھ نہیں چھوڑتا جس کی وجہ سے وہ سیڑھیاں اتر چڑھ نہیں پاتے تو......'' فردوس چپ ہو گئیں۔

''صحیح بات ہے، متوسط طبقے کے تو سو مسائل...... سر درد ہکو تو پیر ننگا ہیر ڈھکو تو سر۔'' نبیلہ بھی آہ بھر کر چپ ہو گئیں۔

''بڑے دنوں بعد آنا ہوا آپ کا؟'' علشبہ نے موضوع بدلا۔

''ہاں میں تو بھول ہی گئی۔'' نبیلہ کا رخ فردوس کی طرف ہوا۔

''میں اور تمہارے بھائی اب زرینہ اور ارسم کی منگنی کا سوچ رہے ہیں بتاؤ تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟'' علشبہ کے منہ کا زاویہ تیزی سے بگڑا۔

''یہ تو پہلے ہی طے تھا بھابی...... میں ضیاء اور احرم سے پوچھ لوں پھر آپ کو بتا دوں گی۔'' فردوس کے چہرے سے خوشی چھلکنے لگی۔

''ہاں چلو یہ بھی ٹھیک ہے...... تم مجھے فون کر دینا۔'' نبیلہ مطمئن ہو گئیں۔

''یہ دیکھیں بھابی، نہلا کر کیسا تیار کیا ہے آپ کے صاحب زادے کو۔'' زینی فریش سے عمیس کو لیے چلی آئی۔

''میں نے عمیس کی سیلفیز بھی اپ لوڈ کر دیں۔'' وہ اپنا کارنامہ بھی گوش گزار کر رہی تھی۔ نبیلہ اور فردوس اس کی بچکانہ حرکت پہ مسکرائیں۔

''ارے تائی جان، السلام علیکم آپ کب آئیں؟'' وہ نبیلہ کو دیکھ کر خوش ہوئی۔ جتنی اسے تائی اچھی لگتی تھیں اتنا وہ ارسم سے چڑتی تھی۔

''تھوڑی دیر ہوئی۔ آؤ بیٹھو میرے پاس۔'' نبیلہ نے لگاوٹ سے کہا۔ علشبہ نے عمیس کو گود میں لے لیا تو وہ نبیلہ کے پاس بیٹھ گئی۔

''تائی کے لیے کچھ بنالو۔'' فردوس نے اشارہ کیا۔

''تکلف نہ کرو۔'' نبیلہ نے منع کیا۔

''تکلف کیسا میں نے پکوڑوں کا آمیزہ تیار کر رکھا ہے، اور اک نئی ڈش ٹرائی کر رہی ہوں آپ ٹیسٹ کر کے جائیں گی۔'' زینی نے پیار بھری دھونس سے کہا۔

''ایسی بات ہے تو چلو پھر ٹھیک ہے۔'' نبیلہ نے آمادگی دکھائی۔

''میں عمیس کو سلا دوں، اسے نیند آ رہی ہے۔'' علشبہ نے بیزاری سے کہتے ہوئے اپنے کمرے کی راہ لی۔

❁......❁......❁......❁

او میرے سپنوں کے سوداگر

مجھے ایسی جگہ لے جا......

''کتنی بار سنو گی یہ ٹریک۔'' کشف کیمائن اسٹڈی کے لیے آئی تھی۔ وہ مسلسل ایک ہی گانا چلا رہی تھی تو اس سے مزید برداشت نہیں ہو سکا۔ اس نے سیل فون اٹھا کر گانا بند کر دیا۔

''مسئلہ کیا ہے؟'' اس کے کھوئے ہوئے انداز پہ کشف کو حیرانی ہوئی۔ وہ چپ سی تھی۔

''گھر والے میری منگنی کر رہے ہیں ارسم کے ساتھ اور پیپرز کے بعد شادی۔'' اس نے دکھی لہجے میں کہا۔

''واؤ......! یہ تو ایکسائٹنگ نیوز ہے۔'' کشف اچھلی اس نے منہ بگاڑ کر اسے دیکھا۔

''مجھے نہیں کرنی یہ منگنی۔''

''لیکن کیوں؟'' کشف کو حیرانی ہوئی۔

''مجھے ارسم بھائی پسند نہیں۔'' اس نے منہ بنا کر صاف جواب دیا تو کشف چیخ اٹھی۔

''اللہ کو مان زینی اتنا اچھا بھلا بندہ ہے۔''

''تو پھر تم کر لو منگنی۔'' جواب حاضر تھا۔ کشف نے اس کو گھورا۔

''اگر تمہاری بات سالوں سے طے نہ ہوتی تو ضرور ٹرائی کرتی۔'' زینی نے کوفت سے ارد گرد دیکھ کر کہا۔

''ناپسندیدگی کی وجہ؟'' کشف اب کے سنجیدہ ہوئی۔

''میں جانتی ہوں، ارسم بھائی میں ہر خوبی ہے جو لڑکیوں کو اٹریکٹ کرتی ہیں مگر وہ میرے ٹائپ کے نہیں ہیں۔ ہم دونوں کے مزاج میں بہت فرق ہے وہ بہت سنجیدہ سوبر، ہر وقت جھاڑ

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

جھاڑ کرنے والے..... انہیں میری ہر چیز پہ اعتراض ہوتا ہے، ایسے کیوں کھا رہی ہو، یہ کپڑے کیوں پہنے ہیں، اتنا کیوں ہنستی ہو، اس سے بات کیوں کرتی ہو؟ وہ چاہتے ہیں میں بھی ان کی جیسی بڈھی روح بن جاؤں..... مزاج میں اتنا تضاد رکھنے والے اچھی زندگی نہیں گزار سکتے۔ میں اگر بڑوں کی بات مان کر شادی کر بھی لوں تو ساری زندگی کمپرومائز ہی ہوگا لیکن ان سب میں میرے اندر کی زینی مرجائے گی۔" اس نے سنجیدگی سے اپنے خوف کو زبان دی۔ کچھ پل کشف بھی بول نہ پائی۔

"تمہارا تردد بھی اپنی جگہ درست ہے مگر ہم جس سوسائٹی کا حصہ ہیں اس میں والدین کی پہلی چوائس پڑھا لکھا اور کمانے والا لڑکا ہوتا ہے، کئی والدین تو دل پہ پتھر رکھ کر کم پڑھے لکھے لڑکوں کو بھی بیٹی دے دیتے ہیں کہ اور کوئی چارا نہیں ہوتا۔ اچھے اور ہم پلہ رشتے کے انتظار میں لڑکی کی عمر نکلنے لگتی ہے تو اسی سوسائٹی کے لوگ باتیں بناتے ہیں کہ ساری خوبیاں ڈھونڈنے سے ایک شخص میں نہیں ملتیں اور جن والدین کو تمہارے جیسے اچھے رشتے مل جائیں تو وہ شکر ادا کرتے نہیں تھکتے..... جن خدشات اور تضادات کا تم ذکر کررہی ہو وہ میں اور تم تو انڈرسٹینڈ کرسکتے ہیں، ذاتی مطابقت نہ رکھنے والے شخص کے ساتھ نباہ آسان نہیں لیکن ہماری سوسائٹی اور ہمارے والدین کی سوچ ابھی اس اہم مسئلے کی طرف نہیں گئی۔" کشف کا لہجہ بھی تھکا ہوا تھا خود اس کی دو بہنیں کم پڑھے لکھے لوگوں میں بیاہی گئی تھیں، بہنیں پڑھی لکھی تھیں، اچھے لڑکے کے انتظار میں اس کے والدین گھر بٹھا کر بوڑھا نہیں کرسکتے تھے۔

"تم سمجھدار ہو، خود کو ذہنی طور پر تیار کرو، کم از کم ارسم بھائی تمہارے فرسٹ کزن ہیں، تمہیں اجنبی لوگ اور ماحول کا سامنا نہیں ہوگا اور ان شاء اللہ تم اچھی لائف گزارو گی۔" کشف نے اس کی فکر اور پریشانی دور کرنے کی کوشش کی۔ زینی نے کچھ نہیں کہا۔ اس کی خاموشی دیوار پار بہت شدت سے محسوس کی گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

علشبہ نے کچن کی طرف جھانک کر تسلی کی۔ فردوس اور زرینہ رات علشبہ کی فیملی کی متوقع دعوت کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں۔ علشبہ نے تھوڑا ہاتھ بٹا دیا تھا مگر زینی کے کالج سے آنے کے بعد علیس کو سلانے کے بہانے جو کمرے میں گھسی تو پھر نکلی نہیں۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے اسمارٹ فون اٹھایا اور کسی کو کال کرنے لگی۔

"السلام علیکم!" دوسری طرف سے کال ریسیو کی گئی۔

"وعلیکم السلام بے وقت آپ کو کال کی، آپ ڈسٹرب تو نہیں ہوئے ارسم؟" علشبہ کو موقع محل کے حساب سے گفتگو میں ملکہ حاصل تھا۔

"ارے نہیں بھابی، کہیے۔" ارسم بھی رشتے داری کے ناتے اس کی بہت عزت کرتا تھا۔

"ایکچولی سالوں بعد بھائی کینیڈا سے آیا ہے تو اسی سلسلے میں آج اکرم نے میری فیملی کی دعوت رکھی ہے، امی ابو کسی عزیز کی عیادت کو گئے ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا دعوت کی تیاری میں مدد کے لیے بہن کو بلوالوں، بے چاری امی اس عمر میں کتنا ہاتھ بٹائیں گی۔" علشبہ نے معصوم بن کر کہا۔

"بھابی زینی ہے ناں وہ آپ کی مدد کردے گی۔"

"وہ تو کالج سے آ کر سوگئی ہے جانے کب جاگے، گھر کی بات ہے، بہن آ کر ہاتھ بٹادے گی۔" علشبہ نے ہوشیاری سے کام لیا۔

"جیسا آپ بہتر سمجھیں۔" ارسم نے بات ختم کی۔

"آپ کو کال اس لیے کی تھی کہ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو آپ میری سسٹر کو پک کرلیتے تو بہت احسان ہوگا۔" علشبہ مطلب کی طرف آئی۔

"میں.....!" ارسم جھجک کے بولا۔

"اصل میں امی ابو کسی کی عیادت کو گئے ہیں، بھائی بھی نہیں ہے، اکرم بہت بزی ہیں مجھے ایک دم آپ کا خیال آیا تو کال کردی لیکن اگر آپ کو فرصت نہیں ہے تو....." علشبہ کا لہجہ افسردہ اور دھیما ہوگیا۔

"ارے نہیں..... میں پک کرلیتا ہوں آپ کی سسٹر کو..... آپ انہیں انفارم کردیں۔" ارسم کو مانتے ہی بنی۔

"بہت شکریہ اور احسان آپ کا۔" علشبہ کھل گئی۔

"غیروں والی بات نہ کریں۔" ارسم نے رواداری نبھائی۔

علشبہ کال ڈسکنیکٹ کرکے اب اپنی بہن کو کال کرنے لگی۔

❁ ❁ ❁ ❁

ڈور بیل کی آواز پہ فردوس گیٹ کی طرف بڑھی ہی تھیں کہ اپنے کمرے سے نکل کر تیزی سے علشبہ نے دروازہ کھول دیا۔

"آپی....." کیل کانٹوں سے لیس شرمین علشبہ کے گلے لگ گئی۔ فردوس اندر آتی شرمین اور اس کے پیچھے آتے ارسم کو دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ زرینہ بھی بیل کی آواز پہ

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

کچن کی دہلیز پہ آ کھڑی ہوئی تھی۔

"ارسم تم؟" فردوس نے حیرت کو زبان دی۔

"دراصل شرمین گھر میں اکیلی بور ہو رہی تھی تو میں نے ارسم کو کہا تھا شرمین کو پک کر لینے کو، آؤ شرمین، سانس لے لو میرے کمرے میں پھر ہاتھ بٹا دینا میرا۔" علشبہ بہن کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں لے گئی۔

"چاچی...... بھابی نے کہا تو میں انکار نہیں کر سکا لیکن ایک اجنبی لڑکی کے ساتھ بائیک پہ...... میں بہت آکورڈ فیل کرتا رہا آپ ارحم بھائی سے کہہ دیجیے گا بھابی کو مناسب الفاظ میں سمجھا دیں۔" ارسم کچھ پزل لگ رہا تھا۔

فردوس بھی خاموش سی ہو گئی تھیں۔ علشبہ کی اس حرکت نے انہیں کچھ سوچنے پہ مجبور کر دیا تھا۔ زرینہ نے شاید پہلی بار ارسم کو دھیان سے دیکھا تھا پھر کچن کے کام میں لگ گئی۔

"تم آف کر چکے تھے آفس سے؟"

"نہیں لنچ ٹائم تھا، بھابی کی کال آئی تھی۔"

"لنچ بھی نہیں کیا ہو گا؟" فردوس نے فکرمندی سے پوچھا۔

"جی۔"

"بیٹھو لنچ کر کے جاؤ، کھانا تقریباً تیار ہیں نا زرینی۔" فردوس نے زرینی کو کھانا نکالنے کا اشارہ کیا۔

"چاچی لیٹ ہو جاؤں گا۔" ارسم نے نکلنا چاہا۔

"نہیں ہو گے، کھا کر جاؤ، ورنہ سارا دن بھوکے رہو گے۔"

زرینہ کھانے کی ٹرے لا کر صحن میں موجود پلنگ پہ رکھ چکی تھی۔ ارسم نے اس کے تھکے چہرے کو دیکھا وہ کہیں سے بھی سوئی ہوئی نہیں لگ رہی تھی۔ فردوس کے اصرار پہ وہ کھانا کھانے بیٹھ گیا۔ جھانک کر باہر کا منظر دیکھتی علشبہ جل گئی۔

"اتنا اچھا موقع دیا تھا تمہیں ذرا موقع سے فائدہ اٹھانا نہیں آتا، لنچ باہر نہیں کر سکتی تھیں۔" علشبہ شرمین کو گھورنے لگی۔

"میں نے بہت کوشش کی آپی مگر یہ ضرورت سے زیادہ شریف ہے یا تمہاری نند پہ فریفتہ۔" شرمین جل ہی تو گئی۔

"ہاں جانے کیسا جادو آتا ہے اس لڑکی کو، کیسا ہیروں جیسا لڑکا نصیب بننے جا رہا ہے۔ مجھے تو تمہارے لیے بہت پسند ہے۔" علشبہ نے دلی خواہش ظاہر کی۔

"اچھا کچھ کھانے کو لا دیں، بہت بھوک لگ رہی ہے۔" شرمین ٹی وی کا ریموٹ اٹھاتی ٹانگیں لمبی کر کے نیم دراز ہو گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

دعوت بہت پرتکلف تھی۔ کھانے کے بعد چائے، ڈرائے فروٹ کے بعد علشبہ نے آئس کریم بھی منگوائی تھی، سب رات گئے تک بیٹھے رہے، زرینہ کو اسائنمنٹ بھی تیار کرنا تھا، وہ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس پہ سے جعفری کی نظروں نے اسے الگ پزل کر رکھا تھا، چیزیں سرو کرتے دانستہ کئی بار جعفری نے اس کے ہاتھ کو ٹچ کرنے کی کوشش کی تھی اسے غصہ تو بہت آیا تھا مگر پھر اس نے کچن میں ہی رہنے میں عافیت جانی، کچن میں برتنوں کے ڈھیر دھو کر اور کچن کی صفائی کر کے فارغ ہوئی تو دن بھر کی تھکان سے کمر دہائی دینے لگی۔ مہمان جا چکے تھے علشبہ بھی اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔

"بھائی چائے۔" چائے کا کپ لے کر آئی تو فردوس اور ارحم دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے ضیاء سو چکے تھے۔

"خوش رہو۔" ارحم کھل گیا۔ "بڑا دل چاہ رہا تھا چائے کا۔" وہ مسکرائی۔

"مجھے پتا ہے آپ کو عادت ہے دوبارہ چائے پینے کی...... مما میں اسائنمنٹ بنانے جا رہی ہوں آپ کو کچھ چاہیے تو نہیں؟" فردوس نے اس کے تھکے چہرے کو دیکھا، بھلے والا گھر کیا نہ حرکتیں کراتی تھی مگر ذمہ دار بھی بہت تھی، صبح سے لگی ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں چاہیے اسائنمنٹ کل بنا لینا، ابھی سو جاؤ تھک گئی ہو گی سارا دن کام کر کے۔" فردوس کو فکر ہوئی۔

"صبح لازمی جمع کروانا ہے، میں کر لوں گی۔" وہ مسکرا کر اوپر چلی گئی۔

"آپ ہر وقت پیچھے پڑی رہتی ہیں، دیکھیں تو کتنا کام کرتی ہے۔" ارحم نے بہن کی طرف داری کی۔

"جانتی ہوں اس لیے روک ٹوک کرتی رہتی ہوں کہ کل کو شادی بھی کرنی ہے، بھلے اپنوں میں جائے گی مگر میں نہیں چاہتی کہ کسی کو زینی پہ انگلی اٹھانے کا موقع ملے۔" ارحم سر ہلانے لگا فردوس کچھ دیر سوچتی رہیں جیسے لفظ کا انتخاب کر رہی ہوں۔

"ارحم...... بیٹا آج ارسم پیغام دے کر گیا ہے کہ تم علشبہ کو نرمی سے سمجھا دو کہ اپنی بہن کی ذمہ داری اس پہ نہ ڈالے۔" وہ جھجک کر چپ ہو گئیں تو ارحم چونکا۔

"مطلب؟" فردوس نے علشبہ کی کال اور شرمین کو ڈراپ کرنے کی روداد گوش گزار کر دی۔ ارحم کی پیشانی پہ بل آ گئے۔

"ارسم اس گھر کا ہونے والا داماد ہے، جب وہ مرد ہو کر خود

Digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

اس چیز کو اچھا نہیں سمجھ رہا تو علشبہ کو بھی خیال رکھنا چاہیے۔" فردوس بیگم کچھ پریشان سی تھیں۔ انہیں علشبہ کے ارادے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

"آپ پریشان نہ ہوں...... میں سمجھادوں گا اسے۔" ارحم نے چائے ختم کی۔

اسائمنٹ بناتے زینی کو سیل فون کی یاد آئی، صبح سے اسے فیس بک استعمال کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

"فیلنگ سک، باڈی پین، سر درد اور ادھورا اسائمنٹ۔" اسٹیٹس ڈال کر وہ دوستوں کے پیغامات پڑھنے لگی۔

"دوا لیں...... اسائمنٹ مکمل کریں، یہاں کون سا ڈاکٹر آپ کے انتظار میں بیٹھا ہے۔" بھٹکی روح کا فوری کمنٹ آیا، اس نے چڑ کے موبائل ہی بند کردیا۔

"واقعی میں بھٹکی روح ہے جو آدھی رات کو بھی منڈلاتی رہتی ہے۔ ہائے نہیں کیسی باتیں سوچنے لگی پھر سوتے ہوئے ڈر لگے گا۔" بڑبڑاتے ہوئے اس نے پھر سے اسائمنٹ کی طرف دھیان دیا۔

❀ ❀ ❀ ❀

"میں سو گیا تھا تو تم برتن دھونے میں زینی کی مدد کروادیتیں۔" ارحم کمرے میں آیا تو علشبہ آرام سے ٹی وی پروگرام دیکھ رہی تھی۔

"سارا دن میں بھی لگی رہی ہوں۔" علشبہ نے تنک کے کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں تم نے کتنا کام کیا ہے۔ میں اپنی ماں اور بہن کے ہاتھ کے کھانوں کا ذائقہ پہچانتا ہوں۔" ارحم کا لہجہ جتاتا ہوا تھا۔

"ہاں تو باقی کے کام بھی ہوتے ہیں کٹنگ، صفائی وغیرہ۔" علشبہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔

"تم نے ارسم کو کال کیوں کی تھی؟" ارحم کا پوچھنا تھا کہ علشبہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"تو لگادی شکایت آپ کی ماں نے؟" اس کا لہجہ تیز ہوا۔

"آواز آہستہ کرکے بات کرو ورنہ تمہارا طنطنہ ختم کرنے میں مجھے ذرا دیر نہیں لگے گی۔" ارحم دھیمی لیکن سخت زبان میں بولا۔

"ارسم میرا کزن اور ہونے والا بہنوئی ہے کس رشتے سے تم نے اپنی بہن کو اسے پک کرنے کو کہا، تم مجھے بھی کہہ سکتی تھیں یا تمہارے گھر سے کوئی چھوڑ دیتا۔" ارحم غصے سے بولا۔

"گھر میں کوئی نہیں تھا۔" علشبہ نے دوٹوک کہا۔

"تو اپنی بہن کو کہتی رکشا یا ٹیکسی میں آجائے۔"

"اکیلی لڑکی رکشہ میں آئے۔" علشبہ چمکی۔

"اکیلی لڑکی جب اجنبی کے ساتھ بائیک پہ بیٹھ سکتی ہے تو رکشہ میں بیٹھنے میں کیا حرج ہے۔" ارحم برہم ہوا۔

"میں پہلی اور آخری بار سمجھا رہا ہوں آئندہ اس طرح کی حرکت ہوئی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔" ارحم کو غصہ کم آتا تھا مگر وہ علشبہ کی سازش بہت اچھی طرح سمجھ گیا تھا، سمجھ تو فردوس بیگم بھی گئی تھیں مگر انہوں نے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ علشبہ سلگتی رہی۔

❀ ❀ ❀ ❀

"کیسی ہیں زینی؟" کال ریسیو کرتے اجنبی لب ولہجے پہ زرینہ نے حیرانی سے فون کو دیکھا۔

"کون؟"

"جعفری بات کررہا ہوں۔" مسکرا کر تعارف کرایا۔

"میں بھابی سے آپ کی بات کرواتی ہوں۔" وہ پیچھے جانے لگی۔

"علشبہ سے بات کرنا ہوتی تو اس کے نمبر پہ کال کرتا۔ آپ اتنا بھی نہیں سمجھتیں۔" اسے ایسے کسی جواب کی توقع نہیں تھی تب ہی اس کے قدم تھم گئے۔

"مطلب؟" اب کے اس کا لہجہ سخت ہوا۔

"میں نے آپ سے بات کرنے کے لیے کال کی ہے۔"

"کیوں......؟" زرینہ کے ماتھے پہ بل پڑنے لگے۔

"ہم میں رشتہ داری ہے، وہ کہتے ہیں نا شادی دو فرد کی نہیں، دو خاندان کے درمیان ہوتی ہے۔" اس کا انداز لبھانے والا ہوا۔

"معاف کیجیے گا مجھے اجنبی سے بات کرنا پسند نہیں۔" اسے غصہ آگیا۔

"زینی میں آپ کو پسند کرنے لگا ہوں، آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔" اس کی بات نے اس کا فشار خون بلند کردیا۔

"میں جانتا ہوں آپ ارسم کو پسند نہیں کرتیں، آپ کا جیون ساتھی میرے جیسا بندہ ہونا چاہیے جو آپ کو سمجھ سکے۔" وہ جانے اور کیا کیا بکواس کررہا تھا زرینہ نے کال کاٹ دی۔

"اس کی اتنی ہمت کہ ایسی فضول گوئی کرے کیا کروں؟" وہ سر پکڑ کر رہ گئی۔

"مما کو بتاؤں؟ نہیں وہ پریشان ہوں گی، بھائی کو......

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

نہیں وہ بھابی پہ غصہ ہوں گے پہلے بھی پچھلے واقعے پہ کئی دن دونوں کے بیچ سرد جنگ رہی...... میں بھائی کو بتاتی ہوں...... وہ اپنے بھائی کو خود سمجھالیں گی۔'' سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے علشبہ کے کمرے کا رخ کیا۔ وہ حسب معمول آرام کررہی تھیں۔

''میں آجاؤں بھابی۔''

''ہاں آجاؤ۔'' علشبہ نے بادل نخواستہ کہا۔

''طبیعت کیسی ہے اب عمیس کی؟'' اس نے سوئے عمیس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔

''موسمی بخار کا شکار ہے دوائی کے سو رہا ہے، بہتر ہے۔'' علشبہ نے اسے بغور دیکھا۔ ''کوئی کام تھا؟'' وہ بہت کم آتی تھی تب ہی پوچھا۔

''جی بھابی۔'' اس نے جھجکتے ہوئے جعفری کی کال اور باتوں کے متعلق بتایا۔ علشبہ سیدھی ہوئی۔ جب بولی تو لہجے میں دنیا جہان کی محبت اُمڈ آئی۔

''تمہارا بہت شکریہ کہ تم نے یہ سب مجھے بتایا...... یونو اگر مما یا ارحم کو بتاتی تو ارحم مجھے کھڑے کھڑے طلاق دے دیتے۔''

''اللہ نہ کرے بھابی کیسی فضول باتیں کررہی ہیں۔'' زرینہ دہل گئی۔ علشبہ نے مکاری سے رونا شروع کردیا۔

''تم بہت اچھی ہو زینی لیکن تم نہیں جانتیں اس دن شرمین کو ارسم نے ڈراپ کیا تب ہی ارحم نے مجھے طلاق کی دھمکی دی۔ تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں تم بھولے سے بھی مما یا ارحم سے یہ ذکر نہ کرنا...... میں خود جعفری کے کان کھینچوں گی۔ امی، ابو سے بھی اس کی شکایت کروں گی۔''

''جی بھابی جیسا آپ بہتر سمجھیں۔'' زینی سر ہلا کر چلی گئی۔

''یہ کیا حرکت کی تم نے؟'' اگلے لمحے علشبہ نے جعفری کو کال کرکے غصہ کیا۔

''تو بتادیا نند نے؟'' وہ ہنسا۔

''شکر کرو مجھے بتایا اگر اس کی ماں یا بھائی کو بھنک بھی پڑ گئی تو ارحم مجھے فارغ کردیں گے۔'' علشبہ جل گئی۔

''مجھے تمہاری نند اچھی لگنے لگی ہے تو کیا کروں؟'' اس نے بے چارگی سے کہا۔

''تو مجھے بتاتے میں کوئی حل سوچتی۔'' اس نے راہ دکھائی۔

''تو اب سوچ لو۔''

''ہاں سوچتی ہوں لیکن اب کوئی فضول حرکت مت کرنا۔'' علشبہ نے سختی سے کہا۔

❁......❁......❁......❁

''جانے مما سے یہ سب چھپا کے میں نے ٹھیک کیا یا نہیں لیکن مما پریشان ہوتیں اور بات ارحم بھائی تک جاتی تو یقیناً رشتے پہ فرق پڑتا۔ میری وجہ سے بھائی کا گھر خراب ہو یہ میں کبھی نہیں چاہوں گی۔'' سارا دن وہ خود کو تاویلیں دے کر سمجھاتی رہی۔

''تم ہر وقت چھت پہ ہی کیوں رہتی ہو، کبھی نیچے بھی بیٹھ جایا کرو۔'' جانے ارسم کب وہاں آ گیا تھا۔ اسے سوچوں میں گم دیکھ کر بولنا نہیں بھولا۔

''آپ کو بھی ہر وقت مجھ پہ نکتہ چینی کی کیوں عادت ہے۔'' وہ چڑ گئی۔ ارسم نے اس کے پھولے چہرے کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

''تاکہ تم انسانوں والی حرکتیں کرو۔''

''آپ نے مجھ میں کون سی جانوروں والی حرکتیں دیکھ لیں۔'' اس نے جرح کی۔

''ہر وقت بلی کی طرح پنجے تیز کرتی ہو یہ کیا کم ہے۔'' اس نے چڑایا۔ وہ منہ بنا کے رہ گئی۔

''نیچے جاؤ امی، بابا آئے ہیں، ہماری انگیجمنٹ کی بات کرنے۔'' ارسم نے مسکراتے لہجے میں اطلاع دی۔ وہ چونک گئی۔

''خوشی نہیں ہوئی۔'' اس نے چھیڑا۔

''آپ جیسے ہٹلر کے ساتھ منگنی پہ کون لڑکی خوش ہوگی۔'' وہ نیچے جانے لگی۔ ارسم بھی نیچے آ گیا۔ جہاں سب خوش گپیوں میں مصروف تھے علشبہ کا موڈ کسی قدر آف تھا۔ وہ سب کو سلام کرکے کچن میں آ گئی۔

''پانی مل سکتا ہے؟'' ارسم کچن کے دروازے پہ تھا۔ زینی نے فریج سے پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں پانی نکال کر گلاس تھمایا۔

''تمہیں مجھ سے شکایت کیا ہے؟'' وہ شاید کچھ زیادہ فرصت سے تھا۔

''آج آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔'' اسے اس کی موجودگی سے الجھن ہونے لگی۔

''ظاہر ہے ساری زندگی ساتھ رہنا ہے فکر تو ہوگی۔'' اس نے چپ رہنے میں عافیت جانی۔

''تمہیں شاید میری ہر وقت کی روک ٹوک سے چڑ ہے، وہ صرف اس لیے کرتا ہوں کہ ابھی تم بے وقوف ہو۔'' زینی نے

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

اسے گھور کے دیکھا۔

"پرسنل کمنٹ میں برداشت نہیں کرتی۔"

"سچ ہی کہا ہے۔" ارسم نے زور دے کر کہا۔

"تم نہ صرف بے وقوف بلکہ بے حد ان میچورڈ ہو۔" ایک اور خوبی سے آگاہ کیا گیا۔

"جی اور آپ نہایت چالاک اور ہوشیار انسان ہیں اور میں بے وقوف خوش...... "وہ حسب عادت چڑ گئی تو ارسم ہنسنے لگا۔

"اوہو...... یہاں تو رومینس چل رہا ہے۔" علشبہ کی آواز قریب سے آئی تو دونوں چونکے۔

"میں پانی پینے آیا تھا۔" ارسم کو اس کا جملہ برا لگا۔

"میں کب کہہ رہی ہوں تم کوئی ایسی ویسی حرکت کررہے تھے۔" علشبہ نے بظاہر مسکرا کر چھیڑا مگر ارسم کو گراں گزرا، وہ باہر چلا گیا۔ زینی بھی اس کا انداز سمجھنے کی کوشش کررہی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"اگر تمہیں ارسم پسند نہیں تو انکار کردو۔" علشبہ نے ہمدرد بن کر زرینہ کو سمجھایا۔

"ارسم تو واقعی تمہیں سوٹ نہیں کرتا کہاں تم شوخ و چنچل کہاں وہ خاموش طبع۔" علشبہ نے تاسف سے کہا۔

"یہی پریشانی تو مجھے لاحق ہے بھابی کہ میری ارسم بھائی سے ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے، انہیں مجھ میں صرف خامیاں ہی نظر آتی ہیں۔ ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ...... اب کیا شادی کے بعد بھی میں ان کی جھڑکیاں کھاتی رہوں گی۔" وہ بددل تھی۔ ہر حساس لڑکی کی طرح اس کے بھی کچھ احساسات تھے، وہ بھی تعریف و توصیف کی متمنی تھی، کوئی خوش کن احساس، گنگناتا جملہ مگر ارسم ان احساسات سے کوسوں دور تھا۔ شاید ہی اس نے کبھی زینی کو کوئی تحفہ دیا ہو، نبیلہ خود لے آتی تھیں مگر ارسم نے آج تک اسے برتھ ڈے تک وش نہیں کیا تھا۔ وہ بددل نہ ہوتی تو کیا کرتی۔ لڑکیاں اپنے منگیتر کے اتنے سنسنی خیز قصے سنا کر جب اس سے پوچھتیں تو وہ اپنا سامنہ لے کر رہ جاتی کہ سالوں سے "ارسم کی دلہن" کا خطاب سننے والی کے پاس کوئی دلچسپ قصہ نہیں تھا۔

"ایسے ہوتے ہیں کزن اور منگیتر...... بھلے منگنی نہیں ہوئی مگر زبانی تو سب طے ہے۔ انہیں مجھ سے لگاؤ ہے نہ محبت۔" وہ کوفت سے سوچتی اور اس کا برملا اظہار بھی کئی بار فردوس سے کر گئی تھی مگر انہوں نے ہمیشہ اس کا بچپن ہی سمجھا اور اب علشبہ اس سے جانے کیا اگلوانا چاہ رہی تھی۔

"ان فضول سوچوں کو ذہن سے نکال دو گی تو بہت اچھا ہوگا۔ اگر ارسم چیپ لڑکوں کی طرح کوئی سستی حرکت نہیں کرتا تو یہ اس کے اعلا کردار کی دلیل ہے۔" فردوس، عمیس کو اٹھائے چلی آئیں۔ انہوں نے زرینہ کا جملہ سن لیا تھا۔ جس پہ برہمی کا اظہار کرنا نہیں بھولیں۔

"بھوک سے رو رہا ہے۔" فردوس نے عمیس کو علشبہ کے حوالے کیا علشبہ ان کی نظروں سے خائف ہوکر عمیس کو لے کر نیچے چلی گئی۔

"تم ابھی کم عمر اور بھولی ہو کہ تمہیں ہمارے فیصلے کی ابھی سمجھ نہیں آئے گی، لڑکیوں کی ذاتی ترجیحات یوں بھی شادی کے بعد بدل جاتی ہیں، اولاد کے بعد ان میں بہت تبدیلی آتی ہے۔ ارسم سمجھدار بچہ ہے تم خوش قسمت ہو کہ تمہیں اپنوں کے درمیان رہنا ہوگا۔" فردوس نے سمجھایا۔

"اور آئندہ میں تمہیں علشبہ سے اس حوالے سے کچھ ڈسکس کرتے نہ دیکھوں۔" ساتھ ہی تنبیہ بھی کی جسے وہ نہ سمجھ سکی۔

❁......❁......❁......❁

عمیس کی پہلی سالگرہ تھی، کئی دن سے زرینہ اور ارحم تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔ علشبہ کی پوری فیملی مدعو تھی۔ فردوس نے نبیلہ، وقار اور ارسم کو بھی بلایا تھا۔ رات کافی ہوگئی تھی۔ زینی چھت کو سجانے میں مگن تھی جب علشبہ اس تک آئی۔

"زینی تمہارا فون مل سکتا ہے وہ ایکچولی میرا بیلنس ختم ہوگیا۔ ضروری کال کرنا تھی۔"

"جی ضرور بھابی، تکیہ پہ رکھا ہوا ہے سیل فون۔" وہ کارٹونز چپکاتے ہوئے مصروف انداز میں بولی۔ وہ اتنی سادہ لوح اور معصوم تھی کہ علشبہ کی حرکتوں کو آج تک سمجھ نہ سکی تھی۔

"نمبر تو مجھے یاد نہیں، میرا فون نیچے رہ گیا میں فون نیچے لے جاتی ہوں۔" علشبہ نے اجازت چاہی۔ اس نے مسکرا کر اجازت دے دی اور اپنے کام میں لگ گئی۔

"آج کل جس کو دیکھو نائٹ پیکج میں لگا ہوا ہے، اور ایک ہمارے ہونے والے منگیتر صاحب ہیں جو بھولے سے کال کرلیں تو تفتیشی کال ہوتی ہے۔" بڑبڑا کر خود پہ افسوس کرنے لگی۔

"ٹھیک ہے شادی کے بعد بھی باتیں ہوتی ہیں مگر ان

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

چیزوں کا حسن تو شادی سے پہلے ہے ہیں، لڑکیاں ڈیٹ پہ جانے کے لیے کیسے کیسے جھوٹ بولتی ہیں، تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے، ہر تہوار پہ سب سے پہلے وش کرنے کی چاہ ہوتی ہے اور ایک میرا نصیب ہے۔" لہجہ گلوگیر ہوا جب سے منگنی کی تاریخ طے ہوئی تھی وہ کچھ زیادہ ارسم کی لاتعلقی و بے نیازی کو سوچنے لگی تھی۔

یہ نہیں تھا کہ ارسم کو اس سے محبت نہیں تھی یا وہ اسے پسند نہیں تھی۔ مزاج میں سنجیدگی اور بردباری تھی اور کچھ وہ ان چھچھوری حرکتوں کو پسند نہیں کرتا تھا۔ جب ماں باپ نے سالوں سے رشتہ طے کر دیا تھا کہ زینی اس کی دلہن بنے گی تو وہ مزید پرسکون ہو گیا تھا۔ وہ جانتا تھا زینی کو اس سے بے حد شکایتیں ہیں اس کی نظر میں وہ بورنگ اور احساسات سے عاری تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا تھا، بس اظہار کا قائل نہ تھا۔ نہ ہی ہوٹلوں، پارکوں کا شیدائی جو اسے لے کر پھرتا رہتا۔

عمیس شیروانی اور پگڑی میں غضب ڈھا رہا تھا۔ کیک کٹ چکا تھا۔ علشبہ کی فیملی تمام بہنیں اپنی فیملی کے ساتھ مدعو تھیں۔ زرینہ کا کمرہ چونکہ چھت سے متصل تھا سو وہ حشر کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ گھڑی گھڑی کوئی میک اپ ٹھیک کرتی تو کسی کو اپنا ہیئر اسٹائل بدلنے کا خیال ستانے لگتا۔ علشبہ کی امی نے کمر درد کا رونا رو کر بیڈ پہ قبضہ جما رکھا تھا۔ جعفری کی نظریں زینی سے ہٹ نہیں رہی تھیں۔ بلیک شاکنگ پنک سوٹ میں وہ محفل کی جان لگ رہی تھی۔ شرمین ارسم کے ارد گرد اٹھلا رہی تھی۔

"جب گھر میں ہی چھوٹی سی تقریب تھی تو اس قدر تیار ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ کوئی شادی تھوڑی ہے۔" ارسم اسے کہنا نہ بھولا۔ زرینہ کا دل بے حد برا ہوا۔ بجائے اس کے کہ وہ اسے سراہتا تعریف کرتا الٹا طنز کر رہا تھا۔

"میں نے آپ سے کہا کہ آپ نے بالکل اچھی ڈریسنگ نہیں کی پھر آپ نے کیوں زحمت کی۔" اسے غصہ آ گیا۔ دل اتنا برا ہوا کہ وہ پیچھے چلی آئی۔

"حد ہوتی ہے، بھائی کی بہنیں کتنا تیار ہوئی ہیں۔ انہیں میری ہی چیزیں چبھتی ہیں۔" اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ نازک دل پہ چوٹ سی پڑی تھی۔ قریب تھا کہ ٹشو سے رگڑ کر لپ اسٹک صاف کر دیتی لیکن کسی کی غیر متوقع آواز پہ اس کے ہاتھ رک گئے۔

"یہ نہ کریں پلیز۔" وہ جعفری تھا۔

"آپ یہاں؟" اس کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

"آپ سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔ آپ اتنی حسین لگ رہی ہیں کہ تعریف کیے بغیر چلا جاتا تو ساری رات اس کسک سے نیند نہ آتی۔" وہ قریب آتے ہوئے بولا۔ زینی نے ایک طرف سے نکلنا چاہا۔

"اتنی بھی کیا بے رخی۔" جعفری نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ آگ بگولہ ہوئی۔

"ہاتھ چھوڑو۔"

"نہیں چھوڑتا۔" مسکراتے ہوئے وہ ہاتھ سہلانے لگا۔ زینی نے دوسرے ہاتھ کا طمانچہ جعفری کے منہ پہ رسید کر دیا۔ جعفری ہکا بکا رہ گیا۔

"تمہاری اتنی جرأت کہ تم میرے بھائی پہ ہاتھ اٹھاؤ۔" علشبہ چلائی، اس نے سارا منظر دیکھ لیا تھا۔

"بھائی یہ بدتمیزی کر رہے تھے۔" وہ ذرا نہیں ڈری۔

"بدتمیزی یہ کر رہا تھا یا تم اسے بدتمیزی پہ مجبور کر رہی تھیں۔" علشبہ تیز آواز سے چلائی، آناً فاناً سب لوگ پیچھے جمع ہو گئے۔

"کیا ہوا؟" فردوس پریشان سی زینی کے پاس آ گئیں۔

"اپنی بیٹی سے پوچھیے جو میرے بھائی سے عشق فرما رہی ہے اور اس کے منع کرنے پہ واویلا کر رہی ہے۔" علشبہ تمسخر سے بولی۔

"علشبہ کیا بکواس کر رہی ہو؟" ارسم بھی پیچھے آ گیا تھا۔

"میں بکواس کر رہی ہوں ہاں آپ لوگوں کو تو اپنی بہن بھی سچی لگے گی۔" وہ حیرت کی تصویر بنی علشبہ کی غلط بیانی سن رہی تھی۔

"علشبہ رہنے دو۔" جعفری نے اداکاری کی۔

"کیسے رہنے دوں۔" علشبہ نے مزید ڈرامائی رنگ بھرا۔ "کچھ دن پہلے بھی جعفری نے مجھے شکایت کی کہ زینی نے اسے کال کر کے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور اسے مسلسل کال کرتی ہے۔"

"بھائی ــــ آپ مجھ پہ بہتان لگا رہی ہیں، کال آپ کے بھائی نے کی تھی جس کی شکایت میں نے آپ سے کی تھی۔" وہ اس سفید جھوٹ پہ دنگ رہ گئی۔

"بہت خوب۔" علشبہ نے مذاق اڑایا۔ فردوس، ضیاء، ارسم سب جیسے پتھر کے ہو گئے تھے۔

"بھائی جھوٹ کہہ رہی ہیں بھائی۔" وہ ارسم کی طرف بڑھی۔

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

"اچھا میں جھوٹ کہہ رہی ہوں تو کل تم نے دو گھنٹے جعفری سے بات نہیں کی...... ثبوت ہے جعفری کے کال ریکارڈ کا۔" علشبہ نے جعفری کا فون لے کر سب کو دکھایا۔

"پوچھیں ذرا اتنی رات کو یہ میرے بھائی سے کیا باتیں کررہی تھی۔ اس نے جعفری سے کہا کہ وہ ارسم سے شادی نہیں کرنا چاہتی وہ اس کے مزاج کا نہیں، جعفری اسے سمجھاتا رہا اور آج بھی اسے سمجھا رہا تھا جس پہ آپے سے باہر ہوگئی۔" علشبہ نے کہانی کو ایسا رنگ دیا کہ سب ساکت رہ گئے تھے۔ زینی کے آنسو بہنے لگے۔ ارسم سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ممایہ سب جھوٹ ہے کل بھابی نے مجھ سے سیل فون لیا تھا کہ انہیں ضروری کال کرنا تھی پھر گھنٹوں بعد لوٹایا...... میرا یقین کریں۔" وہ فردوس کا ہاتھ پکڑ کر شدت سے رو پڑی۔

"تم نے ہمیں پہلے کال کے متعلق کیوں نہ بتایا؟" ارسم غصے سے بولا۔

"بھابی نے کہا تھا کہ آپ نے یہ سب سنا تو انہیں طلاق دے دیں گے۔ میں نے اسی لیے مما سے بھی یہ ذکر نہیں کیا۔" زینی کا ذلت و شرمندگی سے برا حال تھا۔

"بھائی میں ایسی بالکل نہیں ہوں، جیسا بھابی ثابت کررہی ہیں۔" اس کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔

"ہمیں ہماری بچی پہ پورا بھروسا ہے، بہو، جب سالوں سے اس کا رشتہ ارسم سے طے ہے تو وہ کیوں اس طرح کی گھٹیا حرکت کرے گی۔" ضیاء سے مزید برداشت نہ ہوا۔ فردوس کو بھی حوصلہ ہوا۔

"آج سے پہلے ہمارے گھر میں اس طرح کا کچھ نہ ہوا۔ اگر زینی ایسی فطرت رکھتی تو راہ چلتے بہت لڑکے مل جاتے، اسے گھر میں بدنام ہونے کی کیا ضرورت تھی اور جو لڑکی خود غلط ہو وہ لڑکے کو تھپڑ نہیں مارتی۔" فردوس نے ایسی جتاتی نظروں سے جعفری کو دیکھا کہ وہ نظر چرا گیا۔

"میری بہن نا سمجھ ضرور ہے مگر لوز کریکٹر نہیں۔" ارسم نے زینی کے سر پہ ہاتھ رکھا۔ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ علشبہ منظر تبدیل ہوتے دیکھ کر چپ رہ گئی۔ باقی سب کو بھی جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

"ہم گھر آئے مہمان کی عزت کرتے ہیں اپنے مہمانوں کو کھانا کھلاؤ اور رخصت کرو۔" ارسم کے کڑے لب و لہجے نے علشبہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دیے۔ کمال سے چلی چال بھروسے اور اعتماد کی دیوار کے آگے ناکام ہوگئی تھی۔ ارسم کی خونی نگاہوں نے جعفری کو منظر سے غائب ہونے پہ مجبور کردیا۔ فردوس زینی کو لے کر اپنے کمرے میں آگئی تھیں۔

"چپ ہوجاؤ زینی ہمیں تم پہ بھروسا ہے۔" فردوس نے اس کے آنسو پونچھے۔ نبیلہ بھی ساتھ آبیٹھی تھیں۔ ارسم کمرے کے کونے میں کھڑا تھا مگر بے حد خاموش تھا۔

"جانے کون سا بدلہ لے رہی ہے علشبہ؟" فردوس روہانسی ہوئیں۔

"اس طرح کی سیاست اور لگائی بجھائی نہ مجھے آتی ہے نہ میری بچی کو۔" فردوس کی دہائی پہ ارسم کے لب بھنچ گئے۔ علشبہ کی فیملی کھانا کھائے بغیر ہی چلی گئی تھی۔ اس سازش میں شرمین، جعفری اور علشبہ شامل تھی، باقی سب پہ بھی کہانی کھلی تو سب نے ان تینوں کو ملامت کرنا فرض سمجھا اور اپنے گھروں کو چل دیے تھے۔

علشبہ کا غصے سے برا حال تھا۔ ارسم کے سامنے رو رو کر مظلوم بن رہی تھی۔ اپنی فیملی کی بے عزتی پہ دہائی دے رہی تھی مگر ارسم پہ کوئی اثر نہیں ہورہا تھا۔

"آج کے بعد تم نہ اپنے میکے جاؤ گی نہ تمہارے گھر سے کوئی یہاں آئے گا اور اگر تم نے اس دھمکی کو ہلکا لیا تو تم اپنے نقصان کی خود ذمہ داری ہوگی۔" ارسم نے علشبہ کے ساتھ برا کرنے سے خود کو بہ مشکل روکا تھا۔ علشبہ نے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔

❁ ❁ ❁ ❁

زینی کو جیسے چپ سی لگ گئی تھی۔ گو کہ سب نے مان کا احساس دلا کر اسے سرخرو کردیا تھا مگر علشبہ کی سازش نے اس کے معصوم بے ریا دل پہ گہرا زخم ڈال دیا تھا۔ لوگ اپنے مفاد کے لیے اتنے خود غرض ہوجاتے ہیں کہ انہیں دوسروں کے کچلے دل بھی نظر نہیں آتے۔ فردوس، ضیاء، ارسم سب ہی اسے بہلا رہے تھے مگر وہ خود کو بہلانے میں ناکام ہورہی تھی۔ ارسم نے بھی اپنے بھروسے کا یقین دلایا تھا۔

"زینی مجھے بھی تم پہ اعتبار ہے، جعفری کی نظروں سے خائف ہو کر میں نے تمہیں اتنا تیار ہونے پہ سرزنش کیا تھا لیکن مجھے یہ بات قطعاً اچھی نہیں لگی کہ ہمارے پرسنل میٹر زبان زد عام ہوں۔ تمہیں مجھ سے جو شکایتیں ہیں وہ تم مجھ سے کہو بھابی یا کسی اور سے نہیں...... میں جانتا ہوں تم مجھ سے خائف

رہتی ہو۔ روک ٹوک پہ چڑتی ہو لیکن یہ سب تمہارے بھلے کے لیے کرتا ہوں۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں یا نہیں مجھے جتانا نہیں آتا، مجھے ابھی یہ ضروری بھی نہیں لگتا، جب ہماری شادی ہوجائے گی تو تمہیں خود احساس ہوجائے گا کہ تم کتنی غلط تھیں۔'' ارسم کے انداز پہ اسے حیرت ضرور ہوئی مگر وہ پھر بھی کچھ نہ بولی۔ جانے کیوں ارسم اس کے دل میں نرم جذبہ نہیں بنا سکا تھا۔ جانے اس میں اس کی حد سے زیادہ احتیاط کا ہاتھ تھا یا اس کے جذبوں کی صداقت میں کمی تھی۔ علشبہ خود ہی فردوس اور زینی سے بات کرنے کی کوشش کرتی تھی ورنہ دونوں حتی الامکان اس سے بچتی تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

کشف آئی ہوئی تھی۔ جس دن وہ تماشا ہوا کشف نے خود سب کچھ ملاحظہ کیا تھا۔ وقتاً فوقتاً وہ اپنے انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر اس کی چپ کو اب زیادہ وقت گزرنے لگا تھا۔ کالج بھی بے دلی سے جاتی تھی، اکثر چھٹی کرلیتی، فیس بک بھی ان دنوں زندگی سے بہت دور ہوگیا تھا۔ اس کا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔

''آنٹی بتارہی ہیں منگنی کے دن تمہارا نکاح بھی رکھا گیا ہے؟'' کشف نے اسے بولنے پہ اکسایا۔ ''تم خوش ہو؟'' وہ مجروح ہنسی۔

''پتا نہیں۔''

''زینی ایسا کیوں کررہی ہو؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے، کیا ارسم بھائی سے متعلق تمہارا تردد اب بھی قائم ہے؟'' کشف نے جاننا چاہا۔

''میں نے لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنا چھوڑ دی ہے، لوگ ویسے نہیں ہوتے جیسا ہم انہیں سمجھتے ہیں۔'' اس کا اشارہ علشبہ کی طرف تھا، کشف سمجھ گئی مگر چپ رہی۔

''اب تو لفظوں پہ بھی اعتبار نہیں رہا، خوش ہوں یا نہیں یہ ابھی خود مجھ پہ منکشف ہونا ہے رہی ارسم بھائی کی بات ہوسکتا ہے وہ بہت اچھے ہوں مگر میں ان کے لیے اپنے دل میں کوئی احساسات نہیں پاتی...... شادی کے بعد میں خوش رہوں گی یا نہیں اس کا بھی نہیں پتا۔'' وہ بہت الجھی ہوئی تھی۔

''تم اچھا سوچو گی تو اچھا ہی ہوگا۔'' کشف نے سمجھایا۔

''میں کچھ سوچنا ہی نہیں چاہتی نہ اچھا نہ برا۔'' وہ سخت بےزار لگ رہی تھی۔

''فرض کرو اگر تمہاری شادی ارسم سے نہ ہو تو......'' کشف کسی کلیئر پوائنٹ تک پہنچنا چاہتی تھی۔

''تو شاید میں اس ماحول سے باہر آجاؤں مجھے ابھی تھوڑا وقت چاہیے، خود کو سمجھانے کے لیے پہلے منگنی تک بات ٹھیک تھی مگر اتنا اچانک نکاح رکھ کر سب نے جیسے میرا خود پر سے اعتبار اٹھا دیا ہے۔ میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں، گھر میں کسی سے بات کی تو سب ڈسٹرب ہوجائیں گے۔'' اس نے اندرونی کیفیت بیان کی۔

''فرض کرو نکاح ابھی نہیں ہوتا اور تمہیں تمہارے سپنوں کا سوداگر مل جائے تب تم ارسم سے شادی کرلو گی۔'' کشف نے موڈ بدلنے کے لیے سوال کیا۔

''میں پاگل ہوں جو ایسی بے وقوفی کروں گی۔'' اس کا کھلکھلاتا جواب کشف کو رنجیدہ اور کسی کو بے سکون کرگیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

''ہماری سوسائٹی میں یہ بات بہت بری ہے کہ لڑکی شادی کے لیے تیار ہے یا نہیں، اس کی فیلنگز کو کوئی نہیں سمجھتا، نہ جاننے کی کوشش کرتا ہے۔''

''کو ہنڈسم اب ایسا کیا ہوگیا جو تم سوسائٹی کو رو رہے ہو؟'' صمیم نے اس کی دکھ سے کہی بات پہ حیرانی کا اظہار کیا۔

''تمہاری پڑوسن بے چاری کھلم کھلا ہر کسی سے کہہ چکی ہے کہ اسے ارسم پسند نہیں ہے، دونوں کے بیچ انڈر اسٹینڈنگ نہیں ہے مگر کسی کے کان میں جوں بھی نہیں رینگی۔ پہلے منگنی ہورہی تھی اب اس کے ساتھ میں نکاح کی تیخ بھی لگادی...... لڑکی روئے گی نہیں تو کیا کرے گی۔'' وہ خاصا تپا ہوا تھا۔

''تمہارے دل میں کیوں درد اٹھ رہا ہے...... ان کا نجی معاملہ ہے۔'' صمیم نے لاپروائی سے کہا۔

''بھلے ہو مگر ہم بھی اسی سوسائٹی کا حصہ ہیں ہمارے گھروں میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، پوائنٹ بس یہ ہے۔'' وہ جھنجلایا تھا۔

''مسٹر ہینڈسم یہ مڈل کلاس فیملی ہے، مڈل کلاس فیملی کے اپنے اپنے مسائل ہیں کہ وہ انڈر اسٹینڈنگ جیسے چونچلے کو اہمیت نہیں دیتے۔ لڑکا کماتا، کھاتا ہو، شریف ہو، والدین سمجھتے ہیں انہوں نے بیٹی کو اس کے ساتھ رخصت کرکے تیر مار لیا۔'' صمیم نے کڑوا سچ کہا۔

''بھلے لڑکی گھٹ گھٹ کے ہی کیوں نہ مر جائے۔'' اسے غصہ آیا۔

’’کیا کہہ سکتے ہیں۔‘‘ صمیم نے سر جھٹکا۔ ’’ہم اپنے مسئلے پہ بات کریں؟‘‘ صمیم نے اجازت چاہی۔

’’بولو۔‘‘ اس نے اٹھ کر فریج سے پانی نکال کر پیا۔ غصہ کسی طور کم نہیں ہورہا تھا۔

’’تمہاری فلائٹ کب ہے؟‘‘

’’نیکسٹ ویک۔‘‘ وہ واپس آ کر کشن پہ بیٹھ گیا۔

’’سوری بڈی تمہیں سی آف کرنے نہیں آپاؤں گا کیوں کہ مجھے بھی ایک دن پہلے اسلام آباد انٹرویو کے لیے نکلنا ہے۔‘‘ صمیم نے پروگرام بتایا۔

’’نو پرابلم۔‘‘ اس نے دھیان ہٹانے کے لیے ایل ای ڈی چلالیا۔

✿ ✿ ✿ ✿

’’خواب ارسم کے مجھے دکھائے اور نکاح نند کا کروارہی ہیں بہت اچھے آپی۔‘‘ شرمین کو نکاح کی خبر پہنچی تو اس نے علشبہ کو لتاڑنے کے لیے فون کیا۔

’’مجھے کیا پتا تھا کہ میری چال مجھ پہ الٹ جائے گی۔ جعفری نے زینی کے لیے پسندیدگی ظاہر کیا تو میں نے سوچا ایک تیر سے دو شکار ہوجائیں گے مگر سب کو زینی پہ اعتماد بہت ہے۔‘‘ علشبہ جلی بیٹھی تھی۔

’’کتنے سال میں آپ ارحم بھائی کو نکیل نہیں ڈال سکیں اور مجھے مشورہ دیتی رہتی ہیں۔‘‘ شرمین کو ارسم کے ہاتھ سے نکل جانے کا کچھ زیادہ ہی دکھ تھا۔ تب ہی اگلا پچھلا حساب برابر کررہی تھی۔

’’تم بھی طعنے دو...... ادھر جعفری زرینہ سے انتقام لینے کو اتنی سیدھی بات کرکے میرا دل جلاتا ہے اور تم...... میں تم دونوں کا گھر بسانے چلی تھی کیا خبر تھی اپنا ہی داؤ خود پہ لگا بیٹھوں گی۔‘‘ علشبہ بہن کے طعنوں سے دل برداشتہ ہوئی۔

’’دل پہ پتھر رکھ کر تم لوگوں سے دور بیٹھی ہوں۔‘‘ شرمین کو جیسے ترس آ گیا۔

’’ایسا کب تک چلے گا؟‘‘

’’ابھی ارحم غصے میں ہیں جیسے ہی ان کا غصہ ٹھنڈا ہوجائے گا میں منالوں گی۔‘‘ علشبہ نے تسلی دی۔

✿ ✿ ✿ ✿

نکاح کا دن آن پہنچا تھا۔ تقریب گھر کے لان میں منعقد کی گئی تھی۔ صبح سے ہی گھر میں افراتفری تھی۔ سرشام زینی کو پارلر بھیج دیا گیا تھا جہاں سے تیار ہوکر وہ گھر کے لان میں آچکی تھی۔ قریبی تمام احباب مدعو تھے۔ فردوس نے ارحم کو سمجھا کر علشبہ کے گھر والوں کو بھی مدعو کرلیا تھا۔ علشبہ نکاح میں بے دلی سے شریک تھی۔ جعفری اور شرمین بھی کبیدہ تھے۔ ارحم کسی مہمان کو ہال کی لوکیشن فون پہ سمجھاتا ہال کے باہر آیا تھا۔

’’آپ یہ نکاح رکوادیں کیونکہ آپ کی بہن مجھ سے نکاح کرچکی ہے۔‘‘ بائیک میں سوار ایک شخص ارحم تک آیا۔ اجنبی نے ایک پیپر ارحم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ارحم فون کان سے ہٹا کر بے یقینی سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا جس نے ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔

’’کیا بکواس کررہے ہو؟‘‘ ارحم دھاڑا۔

’’ثبوت سامنے ہے۔‘‘ اجنبی نے پیپر لہرایا۔ ارحم نے پیپر جھپٹ لیا۔ اجنبی نے بائیک کو گیئر لگایا اور یہ جا وہ جا۔

’’کوئی رکو۔‘‘ ارحم چیخا وہ گم ہوچکا تھا۔ ارد گرد موجود لوگ متوجہ ہوکر ارحم کے قریب آ گئے تھے۔ ارحم نے ہاتھ میں موجود پیپر کو کھولا وہ نکاح نامہ تھا، جس میں زینی کے کوائف اور سگنیچر ز ارحم کا منہ چڑا رہے تھے۔ ارحم کا فشار خون بلند ہونے لگا۔ قریب موجود شخص اندر جا کر باقاعدہ اعلان کرچکا تھا۔

’’لڑکی نے تو پہلے ہی نکاح کرلیا ہے اپنے عاشق سے۔‘‘ آن کی آن میں ہر کسی تک یہ خبر پہنچ گئی۔ چہ میگوئیاں شروع ہوچکی تھیں۔ ارحم اندر داخل ہوا اسٹیج پہ موجود زینی کو گھورتے وہ قریب آیا۔

’’ارحم یہ کیسی خبر ہے؟‘‘ فردوس کے ساتھ نبیلہ بھی متفکر ہوئیں۔ ارسم بھی قریب آ چکا تھا۔

’’پوچھیے اپنی لاڈلی سے۔ جس نے ہماری بے عزتی کا اہتمام کررکھا ہے۔‘‘ ارحم نے نکاح نامہ لہرا کر کہا۔ ارسم نے اس کے ہاتھ سے نکاح نامہ لے کر دیکھا اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

’’کیا کہہ رہے ہو؟‘‘ فردوس روہانسی ہوئی۔ ’’کون ہے یہ راحیل؟‘‘ ارحم اسٹیج پہ بیٹھی زینی کے سر پہ پہنچ چکا تھا۔ وہ پہلے ہی کچھ سن گن ملنے پہ پریشان تھی۔ ارحم کے دھاڑنے پہ حواس باختہ ہوئی۔

’’مجھے نہیں پتا بھائی...... میں کسی راحیل کو نہیں جانتی۔‘‘ علشبہ اور باقی سب بھی اسٹیج پہ چڑھ آئے تھے۔ مہمان اسٹیج کے ارد گرد کھڑے ہوئے تھے۔ عجیب سی صورت حال ہوگئی تھی۔

’’تمہارے دستخط اور کوائف کیا کسی اور کو الہام ہوئے

Scanned with CamScanner

ہیں۔" احرم کسی طور بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ ارسم کے تاثرات جامد تھے۔ ضیاء احرم کو ٹھنڈا رہنے کو کہہ رہے تھے۔

"جس بہن نے بھائی اور ماں باپ کے منہ پہ کالک مل دی اس سے نرمی سے بات کروں؟" احرم غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ نکاح نامہ دیکھ کر زینی پہ جیسے بجلی گری تھی۔ بلاشبہ کوائف درست اور اسی کے سائن تھے لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا، اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"مما یقین کریں میں نے کسی سے نکاح نہیں کیا۔" وہ فردوس کی طرف بڑھی۔ وہ بھی آنسو بہاتی چپ تھیں۔ زینی کو حیرت کا جھٹکا لگا، سب کے چہرے بے اعتباری کی چادر اوڑھ چکے تھے۔

"میں تو پہلے ہی کہتی تھی اس کی حرکتیں ٹھیک نہیں، سارا سارا دن چھت پہ گزارتی تھی، میرے بھائی کے پیچھے پڑی رہی دال نہیں گلی تو اسے بدنام کر دیا۔" علشبہ کیسے اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیتی۔

"میرا یقین کریں۔" زینی اس ناگہانی آفت پہ ہراساں ہوئی۔

"علشبہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ تم پہ یقین کر کے ہم نے بہت بڑی بھول کی۔" احرم کو اس کے کسی لفظ پہ اعتبار نہ رہا تھا۔

"اگر تمہیں میں پسند نہیں تھا تو مجھے صاف کہہ دیتیں میں تمہارے انکار کو بچپنا سمجھتا رہا۔" ارسم نے لب کھولا تو احرم اور طیش میں آ گیا۔

"اس بے غیرت نے کسی کی عزت کا نہیں سوچا۔" قریب تھا کہ وہ زینی پر ہاتھ اٹھا دیتا ضیاء نے اسے روک لیا۔

"چلیں امی۔" ارسم نے نبیلہ کو کہا اور اسٹیج کی سیڑھیاں اتر گیا۔ ایک لمحے کے لیے لان میں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔

"بھابی۔" فردوس نے نبیلہ کا ہاتھ پکڑ کر التجائیہ انداز میں کہا۔

"رکنے کا جواز باقی نہیں رہا۔" نبیلہ ہاتھ چھڑاتی چلی گئیں، ان کے ساتھ آئے مہمان بھی چہ میگوئیاں کرتے جانے لگے۔ زینی لڑکھڑا کر گر گئی تھی۔

✿ ✿ ✿ ✿

"اسے گھر لانے کی بجائے بہتر ہوتا وہیں کہیں دفن کر دیتے۔" احرم سخت غصے میں ٹہل رہا تھا۔

"میرا دل نہیں مان رہا..... زینی ایسی نہیں ہے۔" فردوس رو رہی تھیں۔

"اس کی غلطی پہ پردہ نہ ڈالیں۔ معصومیت کے پیچھے ہمیں بے وقوف بنا رکھا ہے۔ جعفری والا قصہ بھی اسی نے شروع کیا ہوگا۔ ہر وقت فون ہاتھ میں ہوتا ہے۔" احرم بے اعتبار ہو چکا تھا۔

"اس شخص نے مجھے خود نکاح نامہ دیا، میرے سامنے اعتراف کیا۔"

"تم نے اس کی شکل دیکھی تھی کیا؟" کافی دیر بعد ضیاء کی آواز آئی۔

"نہیں، اس نے ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔ رکتا تو اس کا حلیہ بگاڑ دیتا۔" احرم کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

"زینی سے کہو بلائے اس لڑکے کو تاکہ رخصتی ہو سکے۔" ضیاء نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے بلانے کی، اسے کہیں خود دفع ہو جائے، ورنہ میں دونوں کو گولی مار دوں گا۔" کرسی کو لات مارتا احرم کمرے میں چلا گیا، وہ ہوش میں آ چکی تھی مگر آنکھیں بند کیے لیٹی رہی، نیچے سے آنے والی آوازوں نے بند آنکھوں سے آنسو جاری کر دیے تھے۔ اس کے ساتھ کیا ہوا، کیا ہونے والا تھا وہ نہیں جانتی تھی، وہ گھر جہاں آج نکاح کی مبارک باد گونجنے والی تھی وہاں بدگمانی رقص کرنے لگی تھی۔ نیچے جامد سناٹا چھا گیا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں، اس میں کسی کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔ وہ تو خود سے بھی نگاہ ملانے کے قابل نہ رہی تھی۔ چلتی وہ آئینے کے آگے آ کر کھڑی ہوئی۔ بھاری عروسی جوڑا، بیوٹیشن کے مہارت سے کیے میک اپ، عمدہ جیولری، مہندی سے رچے ہاتھ کوئی بھی چیز نصیب میں در آنے والی بدبختی کو روک نہ سکی تھی۔ وہ اپنے ہی گھر میں ناقابل اعتبار ہو گئی تھی۔ اس کا وجود گھر والوں کے لیے ذلت کا باعث بن گیا تھا۔ آنسو ایک بار پھر تیزی سے بہنے لگے تھے۔

"کون ہو تم؟" وہ گھٹی گھٹی آواز میں چلائی۔ "میرے نصیب میں سیاہ لکیر کھینچنے والے کون ہو تم؟" زمین پہ بیٹھتی وہ اک بار پھر گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔

✿ ✿ ✿ ✿

نیا سورج طلوع ہو چکا تھا۔ دن چڑھ آیا تھا، گھر میں سوگ کی سی کیفیت تھی۔ اس سارے واقعے پہ اگر کسی کو بے حد خوشی تھی تو وہ علشبہ تھی۔ شرمین اور جعفری نے باقاعدہ مبارک باد دی تھی۔ احرم غصے سے پاگل ہو رہا تھا اور علشبہ اس کے غصے کو مزید

ہوا دے رہی تھی۔ خود اور جعفری کو مظلوم ثابت کر چکی تھی۔ ارحم پوری طرح علشبہ سے اتفاق کر چکا تھا۔ اچھی بہو، بیوی کی کامیاب اداکاری کرتی علشبہ نے سب کو زبردستی ناشتا کرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

"اس جنم جلی کو بھی کچھ کھانے کو دے دو۔ کل رات سے بھوکی ہے۔" فردوس ممتا کے ہاتھوں بے بس تھیں۔

"اسے کہہ دیجیے میرے سامنے آنے کی بالکل کوشش نہ کرے جب تک یہاں ہے...... ورنہ میں حشر کر دوں گا اس کا۔" ارحم کے دوٹوک لہجے پہ فردوس دوپٹے سے آنکھیں رگڑنے لگیں۔

"مما آپ پریشان نہ ہوں چھوٹی بہن ہے میری...... میں اوپر ناشتا دے آؤں گی، میں گئی تھی دیکھنے وہ سو رہی ہے۔" علشبہ نے جھوٹ کی انتہا کر دی۔

"ہماری نیندیں اڑا کے وہ نواب زادی سو رہی ہے۔" ارحم پھنکارا۔

"ارحم ناشتا کرو، غصہ کرنے سے معاملہ حل نہیں ہوگا۔" ضیاء نے گرم خون کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

"جلد از جلد اسے رخصت کریں جس کے ساتھ منہ کالا کیا ہے اس نے، میں مزید اس کا وجود اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر آپ لوگوں نے بیٹی کی طرف داری کی تو میں اور علشبہ اس گھر کو چھوڑ دیں گے۔" ارحم کے فیصلے پہ ایک لمحے کو دونوں چونکے۔ ارحم ناشتا ادھورا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ علشبہ آوازیں دیتی پیچھے لپکی تھی۔ فردوس منہ پہ دوپٹا رکھ کر رو پڑیں۔

"یہ تو نے کیا کر دیا زینی...... بڑھاپے میں کیسا داغ لگا دیا میری ممتا پہ، کاش کہ تو مر گئی ہوتی ہمیں یہ دن دکھانے سے پہلے، بہت بڑی غلطی کر دی میں نے اسے پیدا کر کے۔"

"کیسی جاہلوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔" ضیاء نے گھرکا۔

"اب ہم کیا منہ دکھائیں گے بھابی، بھائی اور ارسم کو، کیسے سب کی خوشیوں کو ڈائن بن کر کھا گئی زینی۔" فردوس واویلا کر رہی تھیں۔ ضیا بھی متفکر تھے۔ کل وقار اور نبیلہ نے جس طرح آنکھیں پھیری تھیں وہ بھی ان کے سامنے تھا۔

"بیٹی کا باپ ہونے کے باوجود آنکھیں کھلی نہ رکھ سکے، کیا کچھ کرتی رہی تمہاری ناک کے نیچے ارسم ہر بار بھابی (فردوس) سے زینی کی شکایت کرتا رہتا تھا مگر تم دونوں نے بیٹی کو کچھ زیادہ ہی آزادی دے دی تھی۔ گل تو کھلانا تھا اس نے، تم لوگوں نے ہمیں بھی کسی سے نظر ملانے کے قابل نہ چھوڑا، میرے اکلوتے بیٹے کی پہلی خوشی کو کیسا گھن لگا دیا تم لوگوں نے، مجھ سے بھی مرنا جینا ختم سمجھو۔" وقار نفرت سے کہہ کر چلے گئے تھے۔ کیسی آندھی چلی تھی کہ ایک ایک کر کے ہر رشتے کے پاؤں اکھڑنے لگے تھے۔

❀ ❀ ❀ ❀

علشبہ ناشتے کی ٹرے لیے اوپر آئی تھی۔ اسے عام سے گھر کے کپڑوں میں دیکھ کر دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پہ پھیل گئی۔

"ناشتا کر لو۔" علشبہ نے ٹرے سامنے رکھ دی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" اس نے ٹرے پرے کی۔

"کھا لو خوشی خوشی ورنہ جس کے ساتھ رخصت ہونے کا پلان بنایا ہے کہیں بدلے رنگ روپ دیکھ کر اس نے بھی ہری جھنڈی دکھا دی تو جس تم گھر کی رہو گی نہ گھاٹ کی۔" علشبہ ہنسی اڑاتی اس کا دل جلا گئی، اس نے لب بھینچ کر خود کو کچھ بولنے سے روک لیا تھا۔

"آہ کتنا حسین جوڑا ہے مگر قسمتی بدبختی لے کر آیا۔" علشبہ عروسی جوڑا اٹھا کر تنقیدی نظروں سے جائزہ لے رہی تھی۔

"ویسے ہے کون؟" علشبہ رازدار سہیلی کی طرح قریب آ کر بیٹھ گئی۔

"مجھ سے کہا ہوتا میں ہی کوئی حل پیش کر دیتی۔ کم سے کم تم یوں سب کے سامنے تماشا تو نہ بنتیں۔" علشبہ مکاری سے بولی، وہ علشبہ کی بکواس سننے پہ مجبور تھی۔

"کیسا ہے؟ ہینڈسم تو ہوگا، کچھ تو اسپیشل ہوگا اس میں تب ہی تو تم کھلم کھلا ارسم سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھیں۔ میں بھی بے وقوف تمہارے اشارے نہ سمجھ سکی۔" علشبہ نے پیشانی پہ ہاتھ مارا۔ زینی کوفت سے اس کی باتوں اور انداز کو دیکھ رہی تھی۔

"کرتا کیا ہے...... پیسے والا ہے؟ ہاں بھئی اب پوچھے کیا آج کل کون پوچھتا ہے۔" علشبہ خود ہی سوال و جواب میں مگن تھی۔ خوشی اس کے انداز سے ظاہر ہو رہی تھی۔

"بے چارا ارسم بہت دکھی تھا، ایک عرصہ تم نے اسے بے وقوف بنائے رکھا، کھل کر کہہ دیتیں تو بے چارا یوں بے موت نہ مارا جاتا۔" اب اسے ارسم سے ہمدردی کا بھوت چڑھا تھا۔

"خیر اس کے لیے کون سا لڑکیوں کی کمی ہوگی۔" وہ کسی خیال پہ مسکرائی۔

"میں مما سے بات کرنا چاہتی ہوں۔" زینی نے اس کی

بکواس کو بریک لگائے۔
"کہہ دیتی ہوں جا کے، دل چاہا تو آجائیں گی اوپر...... تم تو بھولے سے بھی نیچے نہ آنا...... احرم کے سر پہ خون سوار ہے انہوں نے تمہیں قتل کر دیا اور جیل چلے گئے تو میرا اور میری اولاد کا کیا ہوگا؟ میرا تو کوئی عاشق بھی نہیں ہے۔" علشبہ کو نہ اپنے رونے کا احساس تھا نہ الفاظ کا، وہ جا چکی تھی آنسو زینی کے ساتھی بن گئے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

"کیسی کالک ملی ہے اس چھٹانک بھر لڑکی نے ہمارے منہ پہ؟" نبیلہ فون رکھ کر جھنجلائے لہجے میں بولیں۔ ارسم نے خاموشی سے انہیں دیکھا۔
"جنہیں مبارک باد دینے کے لیے آنا تھا اب وہ افسوس کرنے آرہے ہیں۔ جیسے غلطی اس بے غیرت لڑکی نے نہیں میرے بیٹے نے کی ہو۔ صبح سے فون، ایس ایم ایس میں سب یہی پوچھ رہے ہیں کیا ہوا، کیسے ہوا؟ اب تو میرا بلڈ پریشر بڑھنے لگا ہے۔" نبیلہ نے تھک کر صوفے سے سر ٹکا لیا۔
"آپ خود کو پریشان نہ کریں۔" ارسم نے پانی کا گلاس انہیں تھمایا۔
"تکلیف تو دے دی دینے والی نے۔ دیکھ لینا کبھی سکھ نہیں پائے گی کلموہی...... جیسے اس نے میرے گھر میں منحوسیت پھیلائی ہے خود بھی آباد نہیں رہے گی۔" نبیلہ زینی کو بددعا دینے لگیں۔
"کیسی باتیں نہ کریں۔" ارسم نے روکنا چاہا، نبیلہ گلاس رکھ کر سیدھی ہوئیں۔
"تم اب تک اس کی طرف داری کر رہے ہو۔ ہوش کے ناخن لو۔" نبیلہ نے لتاڑا۔
"میں تو شروع سے زینی کے حق میں نہیں تھی مگر تم اور تمہارے ابا پہ بھتیجی کا بھوت سوار تھا۔ دکھا دیا نہ دن میں تارے بھتیجی نے۔ لوگوں کو جواب دیتے پھر رہے ہیں۔ گھر میں مہمان بھرے پڑے ہیں اور میں یہاں منہ چھپائے بیٹھی ہوں کہ سب کے سوالوں کے جواب دیتے دیتے تھک گئی ہوں۔"
نبیلہ سخت خفا تھیں، ارسم چپ تھا وہ دکھ اس کے چہرے سے ظاہر تھا، کم و بیش وہ بھی اسی قسم کی صورت حال سے دوچار تھا، دوستوں کی کال سے تنگ آکر اس نے فون بند کر دیا تھا۔ گھر آئے دوستوں کے لیے پیغام چھوڑ دیا تھا کہ گھر پہ نہیں ہے، ہمدردی تسلی کی آڑ میں چھپے خنجر تکلیف دے رہے تھے۔ نبیلہ بھی اس صورت حال سے اکتائی ہوئی لگ رہی تھیں۔
"میں جلد ہی دھوم دھام سے تمہاری شادی کر کے فردوس اور ضیاء کو دکھاؤں گی بجھ کیا رکھا ہے انہوں نے مجھے۔" نبیلہ نے آئندہ کا لائحہ عمل بتایا۔
"لڑکی تو میری نظر میں ہے، جی چاہ رہا تھا کل وہیں تمہارا نکاح اس سے پڑھا دوں کی مگر خیال کرنا پڑا۔"
"کون لڑکی؟" ارسم حیران ہوا۔
"شرمین...... علشبہ کی بہن، کتنی پیاری بچی ہے سارا وقت آنٹی آنٹی کرتی رہی، میں ہی کم عقل پہلے دھیان نہ دے سکی لیکن اب کون سی دیر ہوئی ہے، ذرا یہ معاملہ ٹھنڈا ہو تو جاتی ہوں علشبہ کے میکے اور خبردار جو اس بار تم نے کوئی ٹانگ اڑائی۔" ارسم کو بولنے کے لیے پر تولتے دیکھ کر نبیلہ گھورنے لگیں۔
"تمہاری پسند نے تو چاند چڑھا دیا، اب بھی جی نہیں بھرا، بڑھاپے میں تماشا لگوا دیا ماں کا۔" ارسم چپ رہا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

وہ کافی دیر فردوس کا انتظار کرتی رہی مگر وہ نہیں آئیں...... جانے علشبہ نے انہیں پیغام دیا بھی تھا یا نہیں، اپنے ہی گھر میں وہ مجرم بنی بیٹھی تھی۔ ہمت کر کے نیچے اترنے لگی تو قدم قدم پہ جیسے زنجیر بجنے لگی۔ کس تیزی سے وہ ان سیڑھیوں پر دوڑتی بھاگتی تھی اور اب وہی سیڑھیاں پل صراط بن گئی تھیں۔ دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ وہ فردوس کے کمرے میں آئی، فردوس دوپٹا منہ پہ ڈالے لیٹی ہوئی تھیں۔
"مما......" اس کی سسکی نکلی، فردوس نے دوپٹا ہٹایا...... زینی کو دیکھ کر اٹھ بیٹھیں۔ نگاہوں کی بے گانگی نے پھندا سا لگا دیا تھا۔
"مما مجھے میرے ہی گھر میں مجرم نہ بنائیں۔ میں نے کچھ نہیں کیا...... میں بڑی سے بڑی قسم کھانے کو تیار ہوں۔" وہ روہانسی ہوئی۔
"تمہاری طرح تمہاری قسم بھی جھوٹی ہوگی۔" احرم اس کی آواز سن کر کمرے میں آگیا، پیچھے علشبہ بھی دوڑی چلی آئی۔
"احرم آپ چلیں۔" وہ احرم کا ہاتھ تھام کر لے جانے کی کوشش کر کے مزید غصے کو ہوا دینے لگی۔
"مما اسے کہہ دیں دفع ہو جائے میری نظروں سے ورنہ میں اس کا خون کر دوں گا۔" احرم جنونی ہونے لگا۔ ضیاء بھی چلے

آئے۔ زینی ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

"بھائی میں آپ لوگوں کا سر جھکانے سے پہلے مرنا پسند کروں گی۔ میرا یقین کریں۔" آنسو بہہ رہے تھے۔

"اسرم تمہیں پسند نہیں تھا، سرِعام اس اعلان کے بعد باقی کیا بچتا ہے بولو" احرم آپے سے باہر ہوا۔ اس نے زوردار دھکا دیا۔ زینی فردوس کے پاس جا گری۔

"احرم ہوش میں رہو۔" ضیاء سامنے آئے۔ زینی بھاگ کر ضیاء تک آئی۔

"پپا میں کسی راحیل کو نہیں جانتی...... نہ کبھی ملی ہوں، میں کیسے آپ لوگوں کو یقین دلاؤں۔" ضیاء کا ہاتھ تھامے وہ بے بسی سے رو رہی تھی۔

"تم نے بے ہوشی میں سائن کیے نکاح نامے پہ جو آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہو۔" علشبہ چلائی۔

"یہ لڑکی خون خرابا کروا کے دم لے گی۔" علشبہ کا واویلا احرم کو مزید بھڑکانے لگا۔

"میں نے کسی نکاح نامہ پہ سائن نہیں کیے، میں ایسا کیا کروں کہ آپ لوگوں کو یقین آ جائے۔" وہ دگرگوں حالت میں اپنے بال نوچنے لگی۔ "یا اللہ میں کیا کروں؟" وہ سخت بے بسی کی کیفیت سے دوچار ہوئی۔

"احرم جب زینی اتنا کہہ رہی ہے تو پہلے نکاح نامہ کی تصدیق کروالو، ہوسکتا ہے یہ کسی کی سازش ہو۔" ضیاء کو جیسے یہ خیال گزرا۔

"کیسی بچوں جیسی باتیں کررہے ہیں۔" احرم چڑا۔

"بچوں جیسی باتیں تم کررہے ہو...... اگر زینی نے ایسی حرکت کی ہوتی تو یہ انکاری کیوں ہوتی، یہاں کیوں پڑی ہوتی اور اگر وہ شخص سچا تھا تو بھاگا کیوں؟" ضیاء کے سوالوں نے ایک پل کو کمرے میں سناٹا طاری کردیا۔

"لیکن زینی کے کوائف اور سائن درست ہیں۔" احرم بضد رہا۔

"میں لڑکے کے کوائف جانچنے کی بات کررہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے کرواتا ہوں تصدیق اگر سچ سامنے آ گیا تو ایک منٹ کی بھی دیر کیے بغیر اسے اس گھر سے ہمیشہ کے لیے رخصت کر دیجیے گا۔" احرم تن فن کرتا چلا گیا۔ زینی کے آنسو بہنے لگے تھے جس میں دعا کا رنگ بھی شامل ہو گیا تھا۔

❁......❁......❁......❁

وضو کرتے اس کے جسم کا ایک ایک رواں اپنے رب کو پکار رہا تھا، کیسا یقین تھا کہ خونی رشتے اپنے ہیں، کیسے بھی حالات ہوں وہ بھی بے سائبان نہیں ہوگی مگر آج یہ حقیقت پوری طرح منکشف ہو چکی تھی کہ اس روئے زمین پر کوئی رشتہ دائمی نہیں، کسی کو اس پہ مکمل یقین نہیں، کوئی اس پہ آنکھ بند کرکے بھروسا نہیں کرسکتا، سب اس کی پاک دامنی پہ انگلی اٹھا رہے تھے۔ وہ معتبر ہے یا نہیں ثبوت کی تلاش میں تھے، اگر معتبر ہوئی تو قابلِ عزت گردانا جاتا اور بے اعتبار ہونے کی صورت میں اسے زندہ درگور کردیا جاتا، کتنا بے وقوف ہے انسان جو رشتوں، ناتوں کی خوشی کے لیے جانے کیا کچھ کرتا ہے، کتنی قربانیاں دیتا ہے مگر اسی کی طرح مٹی سے بنا انسان خوش نہیں ہوتا، خواہ اس کی خوشی کا سامان کرنے کے لیے کسی نے اپنی پوری زندگی تج دی ہو مگر انسان ناقدرا ہے ٹھوکر مارتا ہے، دھتکارتا ہے، بے اعتباری کے خنجر سے لہولہان کردیتا ہے تب کھلتا ہے کہ اس نے اپنے ہی جیسے انسان کو آسودہ کرنے کے جتنے جتن کیے اگر آدھا اس رب کے لیے کرلیتا تو آج شاید اس کے مخلوق کے ہاتھوں کھلونا نہیں بنا ہوتا۔

زینی بھی جان گئی تھی۔ اس روئے زمین پہ صرف ایک ذات ہے جو اس کے حال سے واقف ہے، اسے اس کی صفائی کی ضرورت نہیں تھی، وہ سب جانتا ہے، اس نے اپنا مقدمہ اس کی عدالت میں پیش کردیا...... رو رو کر اپنی ذات پہ لگے داغ کو دھونے کی دہائی دی اور اسے خبر تھی، جیسی روشن اس کی ذات ہے اس کے دامن پہ لگا داغ بھی مٹ جائے گا۔ لفظ جیسے کہیں گم ہو گئے تھے۔ اپنوں کی بے اعتباری خنجر بن کر حلق میں گڑ گئی تھی۔ تیزی سے بہتے آنسو دکھ کی شدت کے امین تھے۔

❁......❁......❁......❁

"مجھ سے پنگا لینے چلی تھی کیسے بلبلا رہی ہے۔" عمیس کو تھپکتے علشبہ نفرت سے بڑبڑا رہی تھی۔ علشبہ کے سیل پہ کال آ رہی تھی۔ نام اور نمبر دیکھ کر وہ ایک پل کو حیران ہوئی اگلے لمحے اس نے کال ریسیو کرلی۔

"السلام علیکم تائی جان۔" اس نے لگاوٹ سے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ کیسی ہو علشبہ۔" نبیلہ بھی اسی لگاوٹ سے بولیں۔

"آپ کی دعا ہے...... بس گھر میں تو جیسے موت ہوگئی ہے، احرم غصے سے پاگل ہو رہے ہیں اور زینی جھوٹی کہانیاں سنا رہی ہے۔" علشبہ نے نقشہ کھینچا۔

Scanned with CamScanner

"دفع دور کرو، اس منحوس لڑکی کے قصے کو۔" نبیلہ سخت اکتائی ہوئی لگ رہی تھیں۔ علشبہ کو حیرت ہوئی۔

"میں نے تمہیں خاص مقصد سے فون کیا ہے۔" نبیلہ نے تجسس پیدا کیا۔

"جی تائی جان کہیں۔" علشبہ ان کی بات سننے کے لیے شدت سے منتظر ہوئی۔

"میں کل تمہاری امی کے گھر جانا چاہ رہی ہوں، ارسم کے لیے شرمین کا ہاتھ مانگنے، تم اپنی فیملی کو اطلاع کردو، انہیں کوئی اعتراض نہ ہو یا شرمین کے لیے انہوں نے کوئی لڑکا نہ دیکھ رکھا ہو۔" علشبہ کا دل سورنی بن کرناچنے لگا۔

"انہیں کیا اعتراض ہوگا تائی جان، ارسم جیسا لڑکا نصیب والیوں کو ملتا ہے۔ یہ تو زینی کی بدقسمتی ہے...... خیر اور رہی بات شرمین کی تو تائی جان ابھی میری بہن نے انٹر ہی کیا ہے، عمر بھی کم ہے گھر والے اس رشتے کا سوچ ہی رہے ہیں۔" علشبہ نے جھوٹ کی حد کردی۔ یہ نہیں بتایا کہ انٹر میں فیل ہوئے بھی پانچ سال ہوچکے تھے۔

"ٹھیک ہے...... تم انہیں بتادو، ممکن ہو تو میرے ساتھ ہی چلی چلو۔" نبیلہ نے پروگرام فائنل کیا۔

"جی ضرور...... ایسا ہی کروں گی۔" علشبہ کے قدم زمین پہ نہیں پڑ رہے تھے۔

"علشبہ یہ خبر تم ابھی فردوس کو نہ بتانا۔" نبیلہ نے سمجھایا۔

"آپ بےفکر رہیں تائی جان۔" وہ ہنسی۔

"نیک بخت کچھ دن تو رک جاتیں۔" وقار بھی غالباً نزدیک بیٹھے تھے جو نبیلہ سے مخاطب ہوئے۔

"کیوں رکوں میں تو کل ہی رشتہ پکا کر کے آؤں گی، کیسا ذرا سا منہ نکل آیا ہے میرے بیٹے کا...... آپ کی بھتیجی نے جو گل کھلایا ہے اس کے بعد بھی آپ مجھے انتظار کرنے کا کہہ رہے ہیں۔" نبیلہ تنک کر بولیں۔ لائن پہ موجود علشبہ سارا ماجرا سن کر مسکرائی۔

"علشبہ تم وہی کرو جو میں کہہ رہی ہوں۔ بہت سن لی ان باپ بیٹے کی۔" نبیلہ اس سے مخاطب ہوئیں۔

"جی تائی جان اپنا خیال رکھیے گا۔" علشبہ نے کال کاٹ دی۔ اب وہ تیزی سے اپنے گھر کا نمبر ملا رہی تھی۔ اس نے جو چاہا وہ ہو رہا تھا وہ کیسے نا خوش ہوتی۔

❁......❁......❁......❁

ارحم نے جب نکاح نامے کی تصدیق کروائی تو اپنا سر پیٹ لینے کو جی چاہا لڑکے کا شناختی کارڈ نمبر ہی غلط تھی۔ دو عدد کم تھے، ایڈریس بھی جعلی تھا۔

"تصدیق ہوئی؟" ارحم کو دیکھتے ہی فردوس نے پریشانی کو زبان دی۔ ارحم نے نکاح نامہ ان کے سامنے رکھ دیا۔

"لڑکے کے کوائف غلط ہیں، سب فراڈ ہے۔" کونے میں دبکی زینی کے لبوں سے تشکر کا جملہ نکلا۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔"

"میں نہ کہتی تھی زینی ایسی نہیں ہے۔" فردوس نے بیٹی کی طرف داری کی۔

"یہ سازش بھی امی کی رچائی ہوئی ہوگی تاکہ ارسم سے نکاح نہ ہو، ناپسند جو تھا اسے۔" ارحم غصے و نفرت سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ زینی مزید بیک گئی صفائی میں کہنے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ ترکش سے نکلا تیر کب خالی جاتا ہے۔ اسی وقت مٹھائی کا ڈبا تھامے نبیلہ داخل ہوئیں۔

"بھابی آئی بیٹھیں۔" فردوس انہیں دیکھ کر واری صدقے ہونے لگیں۔ ارحم کے سر پہ ہاتھ پھیرتی زینی کے سلام کو نظر انداز کر کے نبیلہ بیٹھ گئیں۔

"بھابی ہم نے نکاح نامہ کی تصدیق کروائی ہے، وہ کسی کی سازش تھی۔" فردوس نے اطلاع ان کے کانوں میں انڈیلی۔

"اچھا...... حیرت ہے کس کے پاس اتنا ٹائم ہے کہ وہ ایسی سازش رچے۔ وہ لڑکا کون تھا؟ اچھی طرح تحقیقات کرو۔" نبیلہ کا سرسری انداز ہزار خدشے لیے ہوئے تھا۔

"اس نکاح کو رکوا کر صرف اسی کو فائدہ ہوسکتا ہے جو اس نکاح کے خلاف ہو۔" نبیلہ کی شکایتی نظریں زینی پہ تھیں۔ وہ نظریں زمین پہ جھکائے انگلی سے نادیدہ لکیر کھینچنے لگی۔ فردوس کو جو ذرا امید جاگی تھی ان کے انداز سے وہ بھی دم توڑ گئی تھی۔

"مٹھائی کس خوشی میں لائی ہیں تائی جان؟" ارحم نے ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔ علشبہ بھی آچکی تھی۔

"تمہاری سالی شرمین سے رشتہ پکا کردیا ہے میں نے ارسم کا۔" فردوس پہ یہ خبر بجلی بن کر گری تھی۔ زینی نے ایک نظر علشبہ کے فاتحانہ چہرے پہ اور دوسری نبیلہ پہ ڈالی دونوں بہت خوش نظر آرہی تھیں۔ ارحم حیران ہوا پھر مسکرا دیا۔

"بڑی سلجھی ہوئی تمیز دار بچی ہے۔ آج کل کی لڑکیوں کی طرح ہر وقت فون، نیٹ سے چمٹی نہیں رہتی۔" نبیلہ درپردہ

سنا رہی تھیں۔ احرم نے کھا جانے والی نظروں سے اس کے جھکے سر کو دیکھا جو مزید جھک گیا تھا۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر اس منظر سے ہی غائب ہو جاتی۔

"اگلے ماہ شادی ہے، کارڈ دینے آؤں گی دل چاہے تو آ جانا، ورنہ کوئی زبردستی نہیں۔" نبیلہ کھڑی ہو گئیں۔ علشبہ انہیں دروازے تک چھوڑنے گی۔

"دیکھ لیا آپ نے اپنی بیٹی کے کرتوت کا نتیجہ...... اب کون پوچھنے آئے گا اسے، بٹھا کے رکھیں ساری زندگی۔" احرم غصے سے کہتا کمرے سے چلا گیا۔ فردوس ساکت بیٹھی رہیں۔ تھوڑی دیر پہلے ملنے والی خوشی اپنی موت آپ مر گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"فردوس اور زینی کی شکل دیکھنے والی تھی جب میں نے ارسم اور شرمین کے رشتے کا بتایا۔" نبیلہ ارسم اور وقار سے ذکر کر رہی تھیں۔

"فردوس خوشی خوشی بتا رہی تھی نکاح نامہ جعلی ہے...... کسی نے سازش کی ہے۔" نبیلہ نے منہ بنایا۔

"کیا نکاح نامہ جعلی ہے؟" ارسم سیدھا ہوا۔

"زیادہ اچھلنے کی ضرورت نہیں، بھلے جعلی ہو مجھے اس لڑکی کے کا بھروسا نہیں، جانے کیا کچھ کرتی رہی ہو گی، اب کوئی بلاوجہ تو اتنا بڑا تماشا کرنے سے رہا، چلا رکھا ہو گا کسی سے چکر، تب ہی تو دس بار تمہیں بتا چکی کہ تم اسے پسند نہیں ہو۔" نبیلہ نے ارسم کے جوش کو جھاگ کی طرح بٹھایا۔

"میں بات پکی کر آئی ہوں شرمین سے ساتھ ہی اگلے ماہ شادی کی تاریخ بھی طے کر دی ہے۔ بہتر ہو گا زینی والے قصے کو تم ختم ہی کر دو۔" نبیلہ نے کوئی لگی لپٹی نہ رکھی۔ ارسم وہاں سے چلا گیا۔

"دیکھ رہے ہیں آپ اس کے انداز؟" نبیلہ نے وقار سے شکایت کی۔

"تھوڑا ٹائم دو اسے سمجھنے کا...... دو دن میں تم رشتہ بھی طے کر آئیں۔"

"رشتہ نہ کروں تو کیا پھر سے آپ کی بھتیجی کے در پہ بارات لے کر جاؤں ذلیل ہونے؟" نبیلہ چراغ پا ہو گئیں۔

"اب میں یہ بھی نہیں کہہ رہا۔" وقار نے دامن بچایا۔

"جانے کیسی جادوگرنی ہے برباد کر کے رکھ دیا میرے بیٹے کی خوشیوں کو۔ جانے کتنے عاشق پال رکھے ہیں۔" نبیلہ بڑبڑا رہی تھیں۔ ارسم خاموشی سے غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔

"شاید یہی سچ ہے، زینی نے یہ چال چلی ہے۔ نکاح رکوانے کے لیے...... وہ مجھے پسند نہیں کرتی تھی تو پھر ٹھیک ہے زینی نہیں تو شادی کسی سے بھی ہو کیا فرق پڑتا ہے۔" اس نے سر جھٹک کر زینی کے سحر سے جان چھڑانے کی کوشش کی۔

❁.....❁.....❁.....❁

زندگی جیسے اک نہج پہ آ کر رک گئی تھی، صبح، دوپہر، شام اسے جیسے کسی چیز سے کوئی سروکار نہ تھا۔ فردوس اور ضیاء تھوڑا بہت بات کر لیتے تھے۔ جس میں فردوس آنسوؤں سے آنکھیں ہی رگڑتی رہتی تھیں۔ علشبہ ان دنوں شرمین کی شادی کی تیاریوں میں میکے گئی ہوئی تھی۔ احرم کسی طور اس کی صورت دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ فردوس اور ضیاء کو ارسم کی شادی کا بھی گہرا صدمہ پہنچا تھا۔ جس لڑکے کو ہمیشہ اپنے داماد کے روپ میں دیکھا تھا وہ اب ٹوٹ گیا تھا۔ نبیلہ اور وقار نے آنکھیں پھیر لی تھیں۔ ضیاء اور فردوس کو پہنچنے والے صدمے کا گناہ گار وہ خود کو سمجھ رہی تھی۔ اس نے کالج جانا بھی چھوڑ رکھا تھا۔ کشف نے کئی بار سمجھایا مگر اس نے ہامی نہیں بھری۔

"مما، پانی پلا دیں۔" احرم باہر سے آیا تو فردوس نماز پڑھ رہی تھیں، زینی پانی کا گلاس لے آئی۔

"بھائی پانی۔" احرم نے چونک کر اسے دیکھا۔ دوپٹا سلیقے سے سر پہ لپیٹے بے ریا معصوم چہرہ لیے وہ کھڑی تھی۔ اسی معصوم صورت نے احرم کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ محلہ، آفس کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں روز کئی بار اس کو گزرے حادثے کی روداد سنانا پڑتی تھی۔ لوگوں کی مشکوک نظروں کا سامنا کر کے ذلت کا احساس ہوتا تھا۔

"تجھے ہزار بار کہا ہے نا کہ میرے سامنے اپنی منحوس شکل مت لایا کر۔" احرم نے گلاس لے کر فرش پہ دے مارا۔ پانی کے چھینٹے اڑاتا گلاس چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ زینی سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"پھر دوبارہ سامنے آئی تو گلاس کی طرح تیرے بھی ٹکڑے کر دوں گا۔ دفع ہو۔" احرم دھاڑا۔ زینی الٹے پاؤں کمرے سے نکل گئی۔ فردوس نیت توڑ کر احرم کے کمرے کی طرف دوڑیں۔ احرم اب انہیں زینی کو سامنے نہ آنے کا حکم سنا رہا تھا۔

"جلد سے جلد کسی راہ چلتے سے بیاہ کر کے رخصت کریں اسے ورنہ کسی دن اسے قتل کر کے جیل چلا جاؤں گا تو

اکھٹی بیٹھ کر اولادوں کو روتی رہے گیں آپ۔" احرم کا غصہ برقرار تھا۔ زینی دیوار سے لگی رو دی۔ انہوں کے دل اتنے کٹھور ہو گئے تھے کہ کسی کو اس کی تکلیف کا احساس نہیں ہو رہا تھا، اس پہ کیا بیت رہی ہے کسی کو سوچنے کی فرصت نہیں تھی۔ وہ سب کو مجرم لگ رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

ارسم کی شادی تھی۔ احرم تو سالی کی شادی میں پیش پیش تھا۔ فردوس اور ضیاء کو بھی شرکت کرنی پڑی کہ دوہری رشتے داری کا سامنا تھا۔ زینی آنا نہیں چاہتی تھی مگر فردوس اسے تنہا گھر میں چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں۔ وہ آ تو گئی تھی مگر لوگوں کی کھوجتی، ٹٹولتی، ہنسی اڑاتی نظروں سے چور بنی بیٹھی رہی۔ اسٹیج پہ موجود شرمین کی کھلکھلاہٹیں دور سے دیکھی اور سنی جا سکتی تھیں جیسے اسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو۔ ارسم سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ خوش تھا یا ناخوش یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔

زینی کو ارسم سے محبت نہیں تھی نہ ہی وہ اس کے بارے میں سوچتی تھی، مگر برسوں سے یہ نام اپنے نام کے ساتھ سننے کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اسے یہ سب عجیب لگ رہا تھا، وہ جلد سے جلد گھر جانے کی خواہش مند تھی۔ اپنے کمرے میں جا کے سکون کا سانس لینا چاہتی تھی، پوری دنیا میں واحد اس کا کمرہ ہی جائے پناہ تھا۔ جہاں کسی کی نظریں جگر کو چھلنی نہیں کرتی تھیں۔ وہ دھندلی آنکھوں سے فردوس کو ڈھونڈ رہی تھی۔

"کیسی ہو زینی؟" وہ جعفری تھا۔ وہ متوحش نظر آنے لگی۔

"تمہارے ساتھ جو ہوا مجھے اس پہ افسوس ہے، کسی کو تم پر اعتبار ہو یا نہ ہو مجھے ہے۔" وہ ہمدرد بنا ہوا تھا۔

"میں اب بھی تمہیں پسند کرتا ہوں۔" وہ تیزی سے اٹھ کر اس کی نظروں سے دور چلی گئی۔ جعفری کے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"علشبہ اس لڑکے کی شادی تو تمہاری نند سے طے تھی ناں پھر شرمین سے کیسے؟" علشبہ کی کیبلی نے اس سے پوچھا۔

"عین نکاح والے دن میری نند کے عاشق نے پھڈا ڈال کر نکاح رکوا دیا۔ اب اس میں ارسم کی کیا غلطی تھی۔ اس نے شرمین کی حیا، رکھ رکھاؤ دیکھا اور یوں بات طے ہو گئی۔" علشبہ نے کہانی کو نیا ہی رنگ دے دیا۔

"تمہاری نند کتنی معصوم سی ہے، لگتا تو نہیں۔" وہ حیران ہوئی۔

"اس معصومیت کے پیچھے کتنی عیار لڑکی چھپی ہے تمہیں کیا پتا...... ہر وقت تو عینٹ، فون سے چپٹی جانے کس کس سے باتیں کرتی تھی۔ یہ دن تو دکھانا تھا۔" ان کے پیچھے بیٹھی زینی کے آنسو نہیں رک رہے تھے، جانے علشبہ کو اس سے کون سا بیر تھا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو پہلے تو صرف لڑکے ہی افیئر چلاتے تھے اب تو لڑکیوں نے انہیں بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔" علشبہ کی کیبلی سر ہلا کر اتفاق کرتی آگے بڑھ گئی۔ علشبہ کی نظر زینی پہ پڑی تو قریب آ گئی۔

"تم یہاں چھپی بیٹھی ہو، میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں، آؤ ایک تصویر ہی بنوا لو دلہن دلہا کے ساتھ۔" علشبہ نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔

"نہیں بھابی پلیز۔" زینی نے ہاتھ چھڑانا چاہا۔

"کیوں جل گئی ہو میری بہن کے نصیب سے؟" علشبہ کے لہجے سے شعلے نکلے، زینی بے حس و حرکت ہو گئی۔

"آؤ۔" علشبہ اسے کھینچتی اسٹیج تک لے گئی۔ شرمین نے اسے دیکھتے ہی منہ بگاڑا۔ وہائٹ کرتے پاجامے اور دوپٹے میں ملبوس بے ریا چہرہ لیے زینی کو دیکھ کر ارسم کی نظریں ایک پل کو ساکت ہوئی تھیں۔

"اس ماتمی چہرے کو دور لے جائیں سخت زہر لگ رہی ہے۔" دلہن بنی شرمین نے علشبہ کے کان میں کہا۔

"اس کی تڑپ کو انجوائے کرو بیگی۔" علشبہ ہنسی۔ تصویر بنتے ہی زینی تیزی سے اتر کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

❁ ❁ ❁ ❁

فردوس زینی کے لیے سخت پریشان تھیں، انہوں نے رشتے کرانے والیوں سے بات بھی کی تھی مگر جو داغ اس کے دامن پہ لگ چکا تھا، اسے دیکھتے انہوں نے آس نہیں دلائی تھی۔ ایک دو رشتے والی رنڈوے اور دوسری شادی کے خواہش مند مردوں کا پیغام لے کر آئی تھیں۔ جسے سنتے ہی فردوس دل پکڑ کر رہ گئی تھیں۔

"جتنی بدنامی ہو چکی اس کے بعد پرنس کا رشتہ تو آنے سے رہا۔ ان میں سے کسی کو فائنل کریں۔" احرم کا دل سخت ہو چکا تھا۔ یہ سب سن کر زینی کے لبوں پہ تلخ مسکراہٹ آ کر دم توڑ گئی تھی۔

اسے ارسم پسند نہیں تھا، وہ اس کے افسانوی ہیرو کی طرح شوخ، ہینڈسم، امیر اور اس پہ مر مٹنے والا نہیں تھا لیکن اب جس قسم

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

کے رشتے آ رہے تھے، اس نے اسے اپنی اوقات بہت اچھی طرح یاد دلا دی تھی۔ ہر کسی کو رجیکٹ کرنے والی، خامی ڈھونڈنے والی نے کبھی گمان نہیں کیا تھا کہ زندگی کے بازار میں ایک دن وہ بے مول ہو جائے گی۔ وہ جو سپنوں کے سوداگر کی تلاش میں تھی کیا خبر تھی کہ جو مل جائے غنیمت ہے کے فلسفے پہ زندگی گزارے گی۔ اپنی ڈائری کے صفحوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے اس نے کومل لفظوں کو دل کے زنداں میں دفن کر دیا تھا، شاعری، محبت، خوب صورت خیال اس کی زندگی کی بے کار چیزیں بن گئی تھیں۔ ہنسی، مسکراہٹ، قہقہے تو کب سے ہاتھ چھڑا کر گم ہو گئے تھے۔ خوابوں، خواہشوں، چاہتوں کو آگ لگا کے اس نے زندگی سے ہر خوش فہمی کو نکال پھینکا تھا، زندگی تلخ تھی اور اسے اس کا سامنا کرنا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

ابھی ارسم کی شادی کو مہینہ بھی نہیں ہوا تھا کہ جعفری کا پروپوزل آ گیا۔ اس نے سنا تو ایک پل کو ٹھٹکی، اگلے لمحے اپنے کام میں لگ گئی۔

"تو پھر کیا جواب دوں میں علشبہ کے گھر والوں کو؟" ارسم، ضیاء اور فردوس سے ہمکلام تھا۔ دونوں کو شش و پنج میں دیکھ کر ارسم چراغ پا ہوا۔

"جو کچھ آپ کی بیٹی نے کیا ہے اس کے بعد آپ لوگ جانے کن خوش فہمیوں میں جی رہے ہیں، یہ تو میرے سسرال کا بڑا پن ہے، جعفری کی اعلیٰ ظرفی ہے ورنہ جو کھیل آپ کی چہیتی اس کے ساتھ کھیل چکی ہے اس کے بعد پروپوزل پہ آپ لوگوں کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے تھا۔" ارسم علشبہ کی زبان بول رہا تھا۔

"اگر آپ لوگوں کو اتنا سوچنا پڑ رہا ہے تو ٹھیک ہے میں منع کر دیتا ہوں ان لوگوں کو، کسی رنڈوے یا دوسری شادی کے خواہش مند چار بچوں کے باپ سے کر دیں شادی بیٹی کی۔" ارسم نے ہاتھ جھاڑے۔

"ارسم ٹھیک کہہ رہا ہے جتنے نامعقول رشتے آ رہے ہیں ان میں یہ لاکھ درجہ بہتر ہے، پھر وہ سب حقیقت سے بھی آگاہ ہیں، زینی کو زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔" ضیاء فردوس کو سمجھا رہے تھے۔

"کہہ تو آپ بھی ٹھیک رہے ہیں۔" فردوس بھی آنے والے رشتوں سے برانگیختہ ہو چکی تھیں، ایسے میں جعفری کا پیغام قفس میں ٹھنڈے جھونکے کی طرح لگ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے تم انہیں ہاں کر دو۔" فردوس نے منظوری دے دی۔

زندگی کی حرارت کی ایک آخری امید بھی زینی کے اندر خودکشی کر چکی تھی۔ خوب صورت گانوں کی سی ڈی کلیکشن کو تباہ کرتے اس نے خوب صورت کہانیوں سے بھرا ڈائجسٹ بھی پھاڑنا شروع کر دیا۔

"سب جھوٹ لکھتے ہیں، سب جھوٹ ہوتا ہے۔" صفحوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے اس پہ ہسٹریائی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"تم دونوں کو پوری دنیا میں اور کوئی لڑکی نہیں ملی جو اس کلموہی کو ہمارے درمیان لا رہے ہو۔" شرمین میکے آئی ہوئی تو اس نے علشبہ کو بھی بلوا لیا تھا اور اب وہ علشبہ اور جعفری پہ غصہ کر رہی تھی۔

"بھئی یہ جعفری کا فیصلہ ہے۔" علشبہ نے خود کو صاف بچایا۔

"ہاں تو ٹھیک ہے، تم نے جس سے چاہا اس سے شادی ہو گئی تو میری باری میں کیوں آگ لگ رہی ہے۔" جعفری نے شرمین کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"زینی یہاں آ جائے گی تو ارسم سے سامنا ہوتا رہے گا، بھلے ارسم اس کا نام بھی نہیں لیتے مگر مجھے یقین ہے وہ آج بھی اسی منحوس کو دل میں بسائے بیٹھے ہیں۔ کبھی کبھی تو بالکل اجنبی لگنے لگتے ہیں قسم سے۔" شرمین نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

"سامنا تو ویسے بھی ہوگا کہ فرسٹ کزن ہے، تم ارسم کو نکیل ڈالو۔" علشبہ نے سمجھایا۔

"میں کوئی ایسا ویسا بندہ نہیں ہوں کہ میری بیوی سابقہ منگیتر سے پینگیں بڑھاتی رہے اور میں تماشا دیکھتا رہوں، اس خدشے کو تم ذہن سے نکال دو سسٹر۔" جعفری نے مردانگی کا اعلان کرتے شرمین کو تسلی دی۔

"باقی گھر والوں کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ؟"

"گھر میں لوگ ہی کتنے ہیں، ارسم کے والد گھر کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتے، دونوں صبح کے گئے شام کو آتے ہیں، سارا دن میں اور میری ساس ہی ہوتی ہیں۔" شرمین نے آرام سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"تائی جان (نبیلہ) اتنی سیدھی نہیں ہیں، ذرا ہوشیاری سے رہنا۔" علشبہ نے پٹی پڑھائی۔

"فکر نہ کرو، تمہاری بہن ہوں، سامنے سے وار نہیں کرتی، سارا وقت "امی امی" کرتے منہ نہیں دکھتا میرا۔" شرمین ہنسی، علشبہ نے ساتھ دیا۔

"ویسے تم دونوں کو مجھے زبردست سی دعوت اور گفٹ دینا چاہیے اگر میں نہ ہوتی تو تم دونوں کبھی من چاہا ہمسفر نہیں پا سکتے تھے۔" علشبہ نے کالر جھاڑے۔

"جی جی آپ کا احسان ہم تاقیامت یاد رکھیں گے۔" دونوں نے یک زبان کہا تینوں ہنسنے لگے۔

❁ ❁ ❁ ❁

بالآخر وہ دن بھی آ گیا۔ جس کی خواہش اس نے نہیں کی تھی۔ وہ جعفری کی دلہن بنی بیٹھی تھی۔ وہ کب پارلر سے ہال پہنچی، کب نکاح ہوا اور رخصتی ہوئی اسے کسی چیز کا احساس نہ تھا، احساسات تو اس دن مر گئے تھے جس دن اس کے کردار پہ انگلی اٹھی تھی اور کوئی اس کی صفائی میں بولنے والا نہیں تھا۔ مہینوں سے خوراک کی کمی نے نقاہت طاری کردی تھی۔ مسلسل ذہنی کرب نے تیز بخار کا روپ دھار لیا تھا کس نے شادی پہ خوشی کا اظہار کیا، کس نے جعفری کی اعلا ظرفی کو سراہا، اسے کسی بات کا احساس نہ تھا۔ جعفری ایسے تن کے بیٹھا تھا جیسے اس نے زینی کی سات پشتوں پہ احسان عظیم کیا ہو۔ جعفری کے کمرے میں اس کو بٹھا کر سب جا چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جعفری اندر آیا تھا۔ وہ کوشش کر کے اپنے حواس قابو میں رکھ رہی تھی۔ بخار کی شدت سے غنودگی طاری ہو رہی تھی۔ جعفری نے پنوں سے اٹکا دوپٹا کھینچ کر نکالا تھا۔ زینی سر پہ ہاتھ رکھ کر درد سے دوہری ہوئی۔ سر کے بال نوچ گئے تھے۔

"تو سمجھ رہی ہے یہ شادی میں نے تیری محبت میں کی ہے نہیں...... شادی تو میں اپنی پسند سے کر چکا ہوں گرین کارڈ ہولڈر سے...... یہ بات ابھی یہاں کسی کو پتا نہیں ہے اور تو نے بتایا بھی تو کوئی تیری بات کا یقین نہیں کرے گا کیونکہ تو پہلے ہی سب کے سامنے بے اعتبار ہو چکی ہے۔" زینی خاموشی سے اسے سن رہی تھی، اس کے شادی شدہ ہونے کا سن کر بھی نہیں چونکی کہ حیران ہونا اس نے چھوڑ دیا تھا۔

"اسی خوب صورتی کا غرور ہے ناں تجھے...... تیری خوب صورتی مٹی میں ملا دوں گا۔" بازو مروڑتے جعفری غرایا۔

تکلیف کے آثار زینی کے چہرے پہ آئے مگر اس نے ایک سسکی بھی نہیں نکالی۔

"بہت طنطنہ اور اکڑ تھی، مجھ پہ ہاتھ اٹھایا تھا، مجھ پہ......"

جعفری نے یکے بعد دیگرے کئی طمانچے اس کے گالوں پہ رسید کیے تھے۔ وہ بیڈ پہ اوندھے منہ گر گئی۔ جب اٹھی نہیں تو جعفری نے بازو سے پکڑ کر کھینچا، اس کا جسم بے جان ہو چکا تھا۔ بخار اور تھپڑوں نے اسے ہوش سے بیگانہ کر دیا تھا۔ جعفری نے اس کے گال تھپتھپائے مگر بے سود رہا۔ جعفری گھبرا کر علشبہ کو بلا لایا۔ علشبہ نے جتن کر کے اسے آنکھ کھولنے پہ مجبور کر دیا تھا۔ جعفری اور علشبہ کو دیکھتے اس کے آنسو بہنے لگے۔ اسے اپنی حرماں نصیبی کا یقین ہو گیا تھا، گلا پیاس سے سوکھ رہا تھا مگر اس میں اٹھنے کی بھی سکت نہ تھی۔ علشبہ نے اس کے منہ سے زبردستی جوس کا گلاس لگایا، وہ غٹا غٹ پی گئی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

"بخار بہت تیز ہے میں کوئی دوا بھجواتی ہوں۔" علشبہ نے پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر حرارت محسوس کی۔

"اگر کافی دیر سے بے ہوش تھی تو پہلے بتانا تھا، کہیں کچھ ہو نا جائے اسے۔" علشبہ کو فکر ہوئی۔ وہ دوبارہ غنودگی میں جا چکی تھی۔

"کچھ نہیں ہوگا، ڈراما کر رہی ہے مجھ سے بچنے کے لیے۔" جعفری نفرت سے بولا۔

"گھر مہمانوں سے بھرا ہوا ہے تم اپنا ڈراما کچھ دن بعد شروع نہیں کر سکتے تھے۔" علشبہ نے زینی کے گالوں کی طرف اشارہ کیا۔

"شکر کرو بے ہوش ہو گئی، ورنہ چمڑی ادھیڑ دیتا، اس نے مجھ پہ ہاتھ کیسے اٹھایا تھا۔"

"زیادہ تارزن بننے کی ضرورت نہیں، کہیں بھاگی نہیں جا رہی آرام سے سارے حساب لے لینا...... ابھی تماشا کر کے میری زندگی میں عذاب مت لاؤ۔ اکرم ابھی تو میری مٹھی میں ہیں، بہن کی ایسی ویسی حالت دیکھ کر خون جوش میں آ گیا تو ہم دونوں کی خیر نہیں ہوگی۔" علشبہ کو فکر ہوئی۔

"میں نہیں ڈرتا کسی سے۔" جعفری کا فون بجنے لگا تھا۔

"بہتر ہوگا اسے تنگ نہ کرنا، میں دوا بھجواتی ہوں...... صبح تک ٹھیک ہو جائے گی۔" علشبہ کہہ چلی گئی۔

جعفری اسکرین پہ لزا کا نام دیکھ کر فوراً کال ریسیو کر چکا تھا۔ اس کی بیوی کی کال تھی۔

Scanned with CamScanner

"اتنی جلدی...... لیکن ابھی تو میری چھٹیاں باقی ہیں۔" جعفری حیران ہوا۔

"او کے۔" جعفری نے رسمی محبت کے جملے کے بعد کال کاٹ دی۔

اسے کل کی فلائٹ سے انگلینڈ جانا تھا۔ اس کی چھٹیاں کینسل کروی گئی تھیں۔ تاہم یہ نہ پہنچنے پہ اسے نہ صرف نوکری سے ہاتھ دھونا پڑتا بلکہ اس نے کمپنی سے جو لون لیا ہوا تھا وہ بھی اسے بھی لوٹانا پڑتا۔ اس کی کینیڈین بیوی نے اسی سلسلے میں کال کی تھی۔

"بہت اچھی قسمت ہے اس کی جو مجھ سے بچ گئی۔" سب ہی حیران تھے رات ولیمے کی تقریب تھی اور اس کے فوراً بعد اسے نکلنا تھا۔ اس سب میں اگر کسی نے اللہ کی وحدانیت کو سمجھا تو وہ زینی تھی۔ آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر اپنے مالک کا شکر ادا کر رہے تھے۔

"جلد ہی آؤں گا اور تمہارا وہ حشر کروں گا کہ مہینوں ہوش میں نہیں آؤ گی۔" جعفری نفرت سے کہہ کر چلا گیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

ارسم مجھے نیا سیل فون لینا ہے، میرا فون بہت تنگ کر رہا ہے۔" شرمین بیڈ پہ لیٹی اپنے فون پہ بزی تھی۔ موڈ سخت خراب تھا۔

"ٹھیک ہے لے لینا۔" ارسم نے آفس کے لیے تیار ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے تیس ہزار دے دیں میں آپی کے ساتھ جا کر فون لے لوں گی۔" شرمین اٹھ کے بیٹھ گئی۔

"تیس ہزار؟" ارسم نے گردن موڑ کر اسے حیرت سے دیکھا۔

"ہاں تو اور کیا...... لوگ لاکھوں کا سیل فون استعمال کرتے ہیں۔" شرمین کو اس کی حیرت کا اظہار برا لگا۔

"کرتے ہوں گے مگر لوگوں میں اور ہماری حیثیت میں فرق ہے۔" ارسم نے سمجھانا چاہا۔

"اتنی بڑی رقم بھی نہیں مانگ لی جو آپ اتنی باتیں سنا رہے ہیں۔" وہ چڑ گئی۔

"پہلے ہی میں نے تمہیں شاپنگ کے دس ہزار دیے تھے، اب پھر اتنی بڑی رقم۔" اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اسے کیسے سمجھائے۔

"دس ہزار کو بھی مہینہ سے اوپر ہو چکا ہے۔ میری بھی سو ضرورتیں ہیں اب میں گھڑی گھڑی آپ سے سو سو روپے کے لیے بھیک مانگتی پھروں۔" وہ خفا ہوگئی ارسم بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"میں ایسا نہیں کہہ رہا لیکن تمام اسمارٹ فونز میں ایک جیسے ہی فنکشن ہیں اور فیچرز بھی تم تھوڑا سستا سا لے لو۔" اس نے منانے کی کوشش کی۔

"احرم بھائی کو دیکھیں آپ کے ہی کزن ہیں، آپی کو چالیس ہزار کا فون دلایا ہے وہ بھی گھر میں اکیلے کمانے والے ہیں۔" احرم کی مثال پہ ارسم چپ ہو گیا۔

احرم کنسٹرکشن کمپنی میں انجینئر تھا، اس کی آمدنی بھی لگی بندھی تھی مگر عاطف کے سکھانے پڑھانے پہ اس نے دو نمبری کے کام بھی شروع کر دیے تھے۔ قبضہ مافیا کے ساتھ مل کر جعلی کاغذات پہ زمین فروخت کرنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ تب ہی چالیس ہزار کا فون بھی آ گیا تھا اور ہر مہینے ہزاروں کی شاپنگ الگ ہو رہی تھی۔ احرم کے ساتھ اسے زینی بھی یاد آ گئی تھی جس کی یاد سے وہ ممکنہ حد تک دامن بچاتا تھا۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے پھر بات کریں گے ناشتا دے دو۔"

"آفس میں کر لیجیے گا۔" شرمین دوبارہ سے لیٹ کر فون پہ بزی ہو گئی وہ اس کے لاپروا انداز کو دیکھتا رہا پھر بیگ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

"ایک فرمائش کرو تو موت آ جاتی ہے ناشتا کھانا دیتے رہو بس نوکر تھوڑی ہوں میں۔" وہ بڑبڑا کے کافی دیر لیٹی رہی پھر اٹھ کر اپنے لیے ناشتا بنانے لگی۔

"ارسم بغیر ناشتے کے چلا گیا۔" نبیلہ کچن میں آ گئیں۔

"آپ بھی اسی گھر میں ہوتی ہیں اور خیر سے ماں ہیں آپ ہی بیٹے کو ناشتا کروا دیا کریں۔ میری آس میں کیوں بھوکی بیٹھی رہتی ہیں۔ مجھے اتنا کام کرنے کی عادت نہیں، کسی ملازمہ کا انتظام کریں ورنہ اپنا کام خود کریں۔ مجھ سے کوئی توقع نہ رکھیں۔" شرمین بدتمیزی سے کہتی اپنا ناشتا اٹھا کر کمرے میں چلی گئی۔

نبیلہ حیران کھڑی رہ گئیں۔ پہلے تو وہ گھی لپٹی باتیں کرتی تھی آج تو صاف صاف کہہ دیا تھا ناشتا کر کے شرمین تیار ہوئی تو امی کے گھر جا رہی ہوں کا نعرہ لگاتی چلی گئی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"زندگی تو جیسے ختم ہو گئی ہے آپی شادی کے بعد، جانے

کیسے ٹٹ پونجیے سے شادی کرلی میں نے۔" شرمین علشبہ کے آگے دکھڑا رو رہی تھی۔ جب میکے آنا ہوتا دونوں ایک دوسرے کو فون کرکے بلا لیتی تھیں۔ سارا دن سسرالیوں کی برائیاں کرکے زیبی سے خدمتیں کروا کر رات کا کھانا کھا کر اپنے اپنے گھر چلی جاتی تھیں۔

"تم ارسم کو سمجھاؤ، تنگی بندھی تنخواہ سے خواہشات پوری نہیں ہوتیں اور دیکھو احرم نے مجھے کتنی خوب صورت انگوٹھی بنوا کر دی ہے۔" علشبہ نے ہاتھ آگے کیا جس میں خوب صورت نگوں سے مزین انگوٹھی دمک رہی تھی۔

"واؤ آپی دکھائیں۔" شرمین ستائشی لہجے میں کہتی علشبہ سے رنگ لے کر اپنی انگلی میں پہن کر ہر زاویہ سے جائزہ لے رہی تھی۔

"آپ تو خوش قسمت ہیں جو احرم بھائی آپ کی سنتے ہیں۔ ارسم جانے کس مٹی کے بنے ہیں۔" شرمین نے دکھڑا رویا۔

"ارے رہنے دو، احرم بھی بڑی ٹیڑھی کھیر ثابت ہوئے، ماں باپ نے جو حلال حرام کی تمیز دی اس سے ایک انچ بھی ہلانا آسان تھوڑی تھا۔ وہ تو سالوں کی محنت رنگ لائی۔ تب جاکے احرم مانے، تم بھی کوشش کرتی رہو۔" علشبہ نے اپنا تجربہ بتانے کے ساتھ مشورہ بھی دے ڈالا۔

"امی آپ کے گھر میں بیٹیوں کی خاطر تواضع کا رواج ختم ہوگیا کیا؟" ندرت بھی آگئیں تو شرمین نے منہ بگاڑ کر کہا۔

"زیبی کو کہا تو تھا شربت لانے کو...... بہت کام چور اور سست ہے۔" ندرت نے دل کے پھپھولے پھوڑے۔ زیبی ٹرے میں شربت کے گلاس رکھے داخل ہوئی۔

"کیا گھر میں سارا راشن ختم ہوگیا ہے جو خالی شربت لائی ہو۔" شرمین تنگی۔

"کھانا پکا رہی ہوں۔" زیبی نے بتایا۔

"کھانے سے پہلے کچھ لا کے دو سخت بھوک لگی ہے مجھے۔" شرمین کا انداز حقارت لیے ہوئے تھا۔ وہ خاموش رہی۔

"کھڑی دیکھ کیا رہی ہو جاؤ کچھ کھانے کے لیے لاؤ۔ جعفری ہوتا تو ابھی تک ساری اکڑ نکل گئی ہوتی۔" شرمین کے جتاتے انداز پہ علشبہ ہنسی زیبی کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔

"رات کے کھانے پہ اہتمام کرلینا ارسم لینے آئیں گے مجھے اور ان کے سامنے زیادہ مٹکنے کی ضرورت نہیں۔ یہ دوپٹا لپیٹے جو رکھتی ہو نا ہر وقت اس کے پیچھے چھپا اصل کردار ہم سب کو پتا ہے۔" شرمین زہر اگلنے لگی۔ زیبی کچن کی طرف چل دی۔

"کبھی کبھی لگتا ہے جانے یہ نکاح بھی جائز ہے یا نہیں۔" شرمین اور بھی جانے کیا کہہ رہی تھی۔ زیبی کے آنسو بہنے لگے تھے۔

❁......❁......❁......❁

رات کے کھانے پہ اس نے خاصا اہتمام کرلیا تھا۔ ارسم آچکا تھا، وہ کچن میں ہی چھپی رہی تاکہ ارسم سے سامنا نہ ہو۔ ندرت نے کھانا لگانے کا اعلان کیا تو وہ کھانا لگانے لگی۔

"علشبہ...... احرم کو بھی بلا لو عرصہ ہوا اسے ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔" ندرت نے ثمیس کو گود میں لیتے ہوئے کہا۔

"کہاں امی...... احرم کا تو آپ کو پتا ہے وہ زیبی کی صورت دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ جب سے شادی ہوئی ہے وہ کب آتے ہیں گھر۔" علشبہ نے دکھی لہجے میں کہا۔ ارسم اس ساری گفتگو میں چپ رہا تھا۔

"یہ نیکی تو جیسے گلے پڑ گئی تمہارے۔" علشبہ سے ہمدردی کرتے شرمین نے در پردہ ارسم کو سنایا۔

"جعفری بھی جا کے بیٹھ گیا، کم سے کم یہاں ہوتا تو اس کی اکڑ تو ختم کرتا۔ کیسے مہارانی بن کے ٹھاٹ کر رہی ہے۔ گھر کے کام تو میں ہی کرتی ہوں۔" ندرت بھی بیٹیوں کی ہم خیال تھیں۔ کھانے کے لیے بلانے آتی (زیبی) نے اس سفید جھوٹ کو سنا اور وہیں سے آواز لگا دی۔

"کھانا لگ گیا ہے۔"

"ذرا تمیز نہیں ہے کہ طریقے سے آ کر کھانے کا بولے۔ ہم کیا فقیر ہیں جو تم لنگر کا اعلان کر رہی تھیں۔" شرمین باہر آتے ہی اس پہ چڑھ دوڑی۔ وہ پانی کی بوتل رکھ رہی تھی۔

ارسم نے ایک نظر اس کے دوپٹے کے ہالے میں چہرے کو دیکھا اسے وہ بہت کمزور لگی۔ شرمین نے بھی ارسم کی نظروں کا فوکس دیکھ لیا تھا۔ چمچہ میز پہ پٹخ کر بولی۔

"یہ سالن اتنا ٹھنڈا ہو رہا ہے، کیا صبح سے پکا کر رکھا ہوا ہے۔ جاؤ گرم کرکے لاؤ۔"

"شرمین اتنا تو گرم ہے۔" ارسم نے بیچ کہا۔

"زیادہ ہمدرد بننے کی ضرورت نہیں ہے۔" شرمین نے بغیر کسی لحاظ کے کہا، ارسم علشبہ اور ندرت کے سامنے چپ رہ گیا۔ ورنہ شرمین کی حرکت سخت گراں گزری تھی۔

"گرم کر کے لاؤ اور دوبارہ شکل مت دکھانا۔" وہ ڈونگا اٹھا کر حکم کی تعمیل میں چل دی۔ مائیکروویو میں سالن گرم کر کے لائی تو شرمین نے کافی کا آرڈر دے دیا۔ بے حد بولنے والی..... منہ پہ جواب دینے والی زینی کو بے زبان جانور کی طرح کام میں جتا دیکھ کر ارسم کو ہمیشہ کی طرح حیرت ہوئی تھی مگر آج تو شرمین نے حد کر دی تھی۔ اس پہ زینی کی اداس صورت نے ارسم کا دل گداز کر دیا تھا۔ وہ ہاتھ دھونے واش بیسن کی طرف آیا تو کچن میں کافی بناتی زینی کو دیکھ کر خود کو روک نہ پایا۔

"کیسی ہو زینی؟" وہ ایک لمحے کو ڈر گئی، ارسم کو دیکھ کر اس نے رخ پھیر لیا۔

"آپ جائیں یہاں سے۔"

"کیوں؟" ارسم دروازے پہ پھیل کر کھڑا ہو گیا۔

"شرمین نے دیکھ لیا تو شامت آ جائے گی۔" اس کی آواز میں فکرمندی تھی۔

"تم تو کسی سے نہیں ڈرتی تھیں۔ کسی کے آگے تمہاری زبان نہیں رکتی تھی۔ اب کیا ہوا؟" درحقیقت ارسم کو اس کی حالت دیکھ کر افسوس ہوا تھا۔ یہ تو وہ زینی نہیں تھی، اس کی شوخی، کھلکھلاہٹیں، شرارتیں یاسیت کی چادر اوڑھ چکی تھیں۔

"وقت بدل گیا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں۔" تلخ مسکراہٹ لبوں پہ آ کر دم توڑ گئی۔

"کیوں کیا تم نے یہ سب زینی؟" ارسم دکھی تھا۔

"کیا راز و نیاز کر رہے ہیں آپ دونوں؟" شرمین نے اچانک چھاپا مارا تب وہ بری طرح ڈر گئی، ارسم بھی گھبرا گیا۔

"میں ہاتھ دھونے آیا تھا۔"

"ہاتھ دھونے آئے تھے یا جس سے ہاتھ دھونا پڑا اس کی کسک آپ کو یہاں لے آئی۔" شرمین چلائی۔

"تمیز سے بات کرو۔" ارسم کو غصہ آ گیا۔ شور سن کر علشبہ اور ندرت بھی آ گئیں۔

"میں نے دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا۔ راز و نیاز کرتے، دونوں پھر سے پرانی کہانی دہرانے کی بات کر رہے تھے۔" شرمین ندرت کے گلے لگ کر رونے لگی۔

"تم جیسی عورت کا کوئی علاج نہیں۔ مرو یہاں جب دماغ درست ہو جائے تو آ جانا گھر۔" ارسم غصے سے بکتا جھکتا تیزی سے نکل گیا۔

"ارسم رکو تو....." علشبہ پیچھے لپکی۔

"یہ حرافہ میرا گھر برباد کر کے دم لے گی جادوگرنی۔" شرمین نے حیران و پریشان کھڑی زینی کا منہ تھپڑوں سے لال کر دیا۔

"بدذات تجھے میرا ہی میاں ملا تھا عشق کے لیے؟" شرمین اول فول بکتی اسے زدوکوب کر رہی تھی۔ اپنی ہیل سے اس کی دھنائی کر دی تھی۔ ندرت شرمین کو الگ کرنے کی کوشش میں دو تین دھموکے زینی کو جڑ چکی تھیں۔ علشبہ کمال سکون سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"کرتی ہوں میں جعفری سے بات..... نکالے اس آوارہ کو گھر سے..... ورنہ میرا بسا بسایا گھر اجڑ جائے گا۔" شرمین اب رونے بیٹھ گئی۔

"دفع ہو کلموہی۔" ندرت نے ہاتھ پکڑ کر دھکیل دیا..... زینی کا سر دیوار سے لگا اور ہونٹ سے خون نکلنے لگا۔ چوٹوں کی پروا کیے بغیر وہ اندھا دھند بھاگتی کمرے میں چلی گئی۔

"اگر میرا گھر تباہ ہوا تو میں قتل کر دوں گی اس چڑیل کو۔" شرمین کافی دیر تک اسے گالیاں اور کوستی رہی۔

"کچھ نہیں ہوگا احرم آئیں تو ہم خود تمہیں چھوڑ آئیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔" علشبہ نے دلاسا دیا۔

احرم، علشبہ کو لینے آیا تھا، علشبہ کے ساتھ شرمین کو روتے دھوتے آتا دیکھ کر وہ علشبہ کی شکل دیکھنے لگا۔

"شرمین کو اس کے گھر چھوڑنا ہے۔ ارسم ناراض ہو کر چلا گیا۔" علشبہ نے شرمین کی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوا۔

"رہنے دیں اب کچھ کہوں گی تو آپ برا مان جائیں گے۔" علشبہ نے خفگی دکھائی۔

"ایسا کیا ہو گیا؟" احرم کو تشویش ہوئی۔

"آپ کی بہن ارسم کو دیکھتے ہی اٹھلانے لگتی ہے آج بھی ایک ایک چیز ارسم کے آگے پیش کرنے لگی کہ اس نے پکایا ہے اور یہ کہ وہ ارسم کی پسند سے واقف ہے اور جانے کیا کیا کہہ رہی تھی، مرد کو تو اشارہ چاہیے، ارسم بھی پرانی محبت کو پھر سے تازہ کرنے کی باتیں کرنے لگا۔ شرمین نے دونوں کو بات کرتے سن کر کچھ کہا تو ارسم غصہ کر کے چلا گیا۔ زینی بھی معصوم بن گئی۔ ارسم اگر کوئی ایسا ویسا فیصلہ کرتا ہے تو گھر تو میری بہن کا خراب ہوگا ناں۔" علشبہ کو باتوں کو غلط رنگ دینے میں کمال حاصل تھا۔ شرمین کی ہچکیوں نے سونے پہ سہاگا کا کام کیا۔ احرم کا موڈ بگ

طرح بگڑ گیا۔

"جانے یہ لڑکی کب مرے گی اور ہمیں سکون نصیب ہوگا، فکر مت کرو شرمین تم میری، بہن جیسی ہو، میں ارم سے بات کروں گا۔" احرم نے سمجھایا۔

بالکونی میں کھڑی نیچے کا منظر دیکھتی زینی خون کے آنسو رونے لگی، سگے بھائی کو سالی کے آنسو نظر آ گئے تھے مگر اس نے بہن سے پوچھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ جسم میں جابہ جا درد ہو رہا تھا۔ شرمین کی ہیل نے جگہ جگہ نیل ڈال دیے تھے۔ وہ جسے کبھی کسی نے پھولوں سے نہیں مارا تھا آج ایسے ویسے لوگوں کی جوتی اسے چھونے لگی تھی۔ وہ فردوس سے ملنے بہت کم جاتی تھی۔ ہر ہفتے علشبہ آ جاتی تھی اور اسے موقع نہیں ملتا تھا پھر ان کی خدمت کون کرتا، علشبہ گھر جا کر زینی بالکل ٹھیک ہے، جعفری کا نادیدہ پیسے سوغات کا بڑھا چڑھا کر ذکر کر کے سب کو مطمئن کر دیتی۔ فردوس کبھی کبھار فون کر لیتی تھیں۔ اس میں بھی وہ کسی کو شکایت نہ پہنچے کی نصیحت ہی کرتی رہتی تھیں۔ وہ خود بھی گھر جانے سے احتیاط کرتی تھی کہ احرم اسے دیکھ کر آگ بگولہ ہو جاتا تھا۔ اس کی زندگی آنسوؤں کی نذر ہو گئی تھی۔

شرمین نے جعفری کو کال کر کے بھڑاس نکال لی تھی اور اب وہ اسے گالیاں دے رہا تھا۔

"تو دن گننا شروع کر دے، جس دن میں آیا تیرا وہ حال کروں گا کہ تیری ساری آوارگی دم توڑ دے گی۔ دل بھر گیا نہیں تیرا عاشقوں سے؟" وہ اور بھی فحش زبان استعمال کر رہا تھا۔ اس میں سننے کا حوصلہ نہ تھا اس نے چپکے سے فون رکھ دیا۔

"یہ کیسی آزمائش ہے میرے رب؟ جو گناہ میں نے کیا ہی نہیں اس کی پاداش میں کب تک سزا جھیلوں؟" وہ شکوہ کناں ہوئی۔ آنسوؤں نے ہچکی باندھ دی۔ اپنے کپڑوں کے نیچے دبا ایک پرچہ کو نکال کر اس نے چہرے کے سامنے کیا۔

ایک یہ پرچہ اس نے مہینوں سے سنبھال رکھا تھا۔ یہ اس کی بدبختی کا سیاہ ورق تھا جس نے اس کی ہنستی مسکراتی زندگی کو تہس نہس کر دیا تھا۔ یہ وہی نکاح نامہ تھا۔

"کون ہو تم، کیوں سامنے نہیں آتے، ایک بار آ کر بتا دو تم نے یہ کیوں کیا؟" وہ بے بسی سے چلائی۔ رو رہی تھی، تڑپ رہی تھی، اس ایک پرچے نے اسے صدیوں کا زخم دے دیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

شرمین کی ہیل نے سر پہ جا بجا گومڑے ڈال دیے تھے۔ سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ صبح تک وہ بخار سے پھنک رہی تھی۔

"ناشتا کیا تمہاری ماں آ کر بنائے گی جو ابھی تک بستر پہ مری پڑی ہو۔" ندرت کو ناشتا ملنے میں دیر ہوئی تو اس کے سر پہ آ کر چلانے لگیں۔

"میں بس اٹھنے کی ہمت ہی کر رہی تھی۔" اس نے نقاہت بھری آواز سے کہا۔

"راتوں رات ایسا کیا ہو گیا کہ اٹھنے کی ہمت نہیں رہی۔" ندرت، علشبہ اور شرمین کی ماں تھیں، کم و بیش سب کی زبان بے لگام تھی۔ زینی نے اٹھنے کی کوشش کی آنکھوں کے آگے ایک دم اندھیرا چھا گیا تو وہ اوندھے منہ گر گئی۔ کنپٹی بیڈ کے کونے سے لگی اور کچھ لمحے تو وہ مارے تکلیف کے کچھ بولنے اور کرنے کے قابل ہی نہ رہی۔

"مری پڑی رہو، جان بوجھ کر چوٹ لگا لو تا کہ کوئی کام کو نہ بول سکے۔ ایسی منحوس ہے کہ جعفری نے منہ لگانا بھی ضروری نہ سمجھا، تھوک کر چلا گیا تھا ــــ میرے بیٹے کو لڑکیوں کی کمی تھوڑی تھی۔ جانے کیسا گند گلے پڑ گیا۔" ندرت زہر اگل کر چلی گئی تھیں۔

اس نے کنپٹی پہ ہاتھ رکھا گرم سیال بہتا محسوس ہوا۔ کنپٹی سے خون نکل رہا تھا۔ خود کو گھسیٹ کر بہ مشکل واش روم جا کے اس نے خون صاف کیا، چند قدم چل کے ہی اس کا سانس پھولنے لگا۔ دوبارہ لیٹ کر ہمت مجتمع کرنے لگی۔ بھوک سے آنتیں بلبلا رہی تھیں۔ کمزوری نے ہڈیاں چٹخا دی تھیں مگر کئی گھنٹے گزر گئے۔ ندرت نے پلٹ کر پوچھا تک نہیں تھا۔ وہ بہ مشکل کچن تک آئی، کچن کی حالت سے ظاہر تھا ندرت نے کچھ نہیں پکایا تھا۔ پڑوس کا بچہ دروازہ بجا کر آیا۔

"یہ خالہ کے دس روپے بچے تھے۔ انہوں نے حلوہ پوری منگوائی تھی ناں...... میں انہیں دینا بھول گیا تھا پیسے۔" بچہ دس روپے کا نوٹ اسے تھما کر چلا گیا۔ ندرت نے حلوہ پوری منگوا کر کھا بھی لی اور اب قیلولہ فرما رہی تھیں۔ دکھ سے اس کی آنکھیں جھلملانے لگیں۔ کھانے کی تلاش میں فریج میں انڈا ڈبل روٹی پہ نظر پڑی، انڈا ابال کر بریڈ لے کر وہ کمرے میں آ گئی۔

"کتنا بے غیرت ہے انسان جو پیٹ کی بھوک کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔" تلخ مسکراہٹ سے سوچتے ہوئے اس نے نوالہ منہ میں رکھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

نہ وقت بدلا تھا نہ اس کے شب و روز، شرمین اور علشبہ کے طعنوں میں کمی بھی نہیں آئی تھی۔ ارسم اب پہلے سے زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ وہ بھی حتی الامکان بچنے کی کوشش کرتی تھی۔ فردوس اور ضیاء اسے دیکھ کر کڑھنے لگے تھے۔ احرم کی نفرت برقرار تھی۔ جعفری کی دھمکی آمیز کالز کی اب وہ عادی ہو گئی تھی۔ گو کہ اب سال سے اوپر ہو چکا تھا مگر جعفری کی ہزار کوشش کے باوجود وہ پاکستان نہیں آ پا رہا تھا۔ کچھ اس کے کینیڈین بیوی کو بھی اس کی شادی کی سن گن مل گئی تھی۔ جس پہ اس نے خاصا واویلا کیا تھا مگر جعفری نے ہزار جھوٹ کے بعد اس کے شک کو دور کر دیا تھا۔ جلد پاکستان کا چکر لگاتا تو اس کی بیوی کا شک یقین میں بدل جاتا بلکہ آج کل وہ خود پاکستان ساتھ چلنے کی ضد کر رہی تھی، جس پہ جعفری ٹال رہا تھا۔ شرمین نے ارسم اور نبیلہ کو نگنی کا ناچ نچا رکھا تھا۔ نبیلہ اس وقت کو کوس رہی تھیں جب انہوں نے اس کا انتخاب کیا تھا۔ ارسم بھی اس کی بدحرامی اور آئے دن کی فرمائشی پروگرام سے تنگ آ چکا تھا۔ احرم نے گاڑی لی تو شرمین کے مسلسل اصرار پہ اس نے بینک سے گاڑی لے لی اور اب ڈاؤن منٹ اس کی جان کو آنے لگا تھا، بینک میں بھی کچھ اچھا نہیں چل رہا تھا۔ روز کی چخ چخ سے تنگ آ کر وہ نوکری چھوڑنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

سب کی زندگی اپنی اپنی جگہ رواں دواں تھی اگر ایک رخ سے کسی کی زندگی رک گئی تھی تو زینی کی تھی...... جس کی زندگی میں کوئی خوشی کا دن نہیں تھا۔ کوئی خوشی کا تہوار نہیں تھا، کپڑے، جوتے خریدے زمانہ ہو گیا تھا، ہر بار فردوس ہی اس کے لیے کچھ نہ کچھ لے آتی تھیں ورنہ اسے ان چیزوں کی خواہش نہیں رہی تھی۔ کئی کئی دن کپڑے نہیں بدلتی تھی، بال نہیں بناتی تھی وہ شاید اندر سے مر گئی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

"جعفری آ رہا ہے۔" یہ خبر سن کر زینی کا وجود جیسے زلزلوں جھٹکوں کی زد میں آ گیا تھا۔ وہ تو اسے سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی اور اب وہ آ رہا تھا، وہ بے حد فکر مند ہوئی۔ کس سے کہے، کس سے جان کی امان کی درخواست کرے، لے دے کے ایک ہی ہستی تھی جس کے سامنے وہ بے دھڑک اپنا مقدمہ رکھ کر انصاف کے لیے درخواست کر سکتی تھی اور اس نے ایسا ہی کیا...... ولیوں کے ولی، بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کر دیا۔

"اے عزت دینے والے، مجھے مزید بے عزت ہونے سے بچا لے، اے خالق کائنات میرا مزید تماشا نہ لگا، میں ہر ذلت، بدنامی سہہ گئی مگر اب مزید نہیں سہہ پاؤں گی، نام نہاد شوہر جو مجھے گالیوں سے مخاطب کرتا ہے، جو شرعی رشتے کی آڑ میں میری عزت سے کھیل کر مجھ پہ قہقہے لگا کر میری کردار کشی کرنا چاہتا ہے، مجھے اس کے شر سے بچا لے میرے مالک جو شخص ہر گھڑی میری نسوانیت کو تار تار کرنے کے خواب بن رہا ہے مجھے اس کی بدبختی سے بچا میرے پروردگار...... مجھے بچا لے۔" اس کی ہچکی بندھ گئی تھی سجدے میں سر رکھے وہ کتنی ہی دیر روتی رہی تھی۔

جعفری اس کا شرعی شوہر تھا مگر ان گزرے دنوں میں اس نے صرف اسے ایک جسم سمجھا تھا، جسے نوچنے، چیر پھاڑنے کا اسے موقع نہیں ملا تھا، حقوق زوجین اس کے نزدیک ایک پردہ تھا، جس کے پیچھے اس نے اپنی حیوانیت اور درندگی کو چھپا رکھا تھا۔ اس نے کہہ رکھا تھا جس دن وہ لوٹ کر آیا وہ اس سے اس کا غرور چھین لے گا۔ اس کی نظر میں بیوی اور بازار میں بیٹھی عورت میں کوئی فرق نہیں تھا۔ جس کا اس نے برملا اظہار بھی کر دیا تھا۔ وہ اسی گھڑی کے نہ آنے کے لیے دعا گو تھی۔

جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کی دھڑکنیں متوحش ہو رہی تھیں وہ ہر آہٹ پہ چونک رہی تھی، عورتیں، شوہر کے پردیس سے لوٹ آنے کے دن گنتی ہیں ایک ایک دن شمار کرتی ہیں لیکن وہ اتنی بدقسمت تھی کہ شوہر کے نہ آنے کے لیے دعا کر رہی تھی۔

"ایک بار آ جائے جعفری حلیہ بگاڑ دے گا۔" شرمین نے اسے نفرت سے دیکھتے کہا تھا۔

"سارا اچھلنا نکل جائے گا۔" علشبہ بھی ہنسی۔

"مجھے تو ایک دن بھی بہو کا سکھ نصیب نہ ہوا۔ جعفری ہی آئے گا تو مہارانی کے مزاج ملیں گے۔" ندرت کیوں پیچھے رہتیں۔

چائے سرو کرتی زینی کے حلق میں نمکین گولہ پھنس گیا۔ جعفری کے استقبال کو دونوں بہنیں تیار بیٹھی تھیں۔ ندرت بھی ایئرپورٹ جانے کے لیے بے صبری سے گھڑی کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ سب نکلتیں اس سے پہلے ہی ایک بریکنگ نیوز ہر میڈیا چینل کی ہیڈ لائن بن گئی۔ جعفری جس طیارے میں سوار تھا فنی خرابی کے باعث طیارہ حادثے کا شکار ہو کر تباہ ہو گیا تھا۔

جس نے بھی سنا بے یقین تھا لیکن جلد ہی تصدیق بھی ہوگئی تھی۔ 230 مسافر لقمہ اجل بن گئے تھے۔ شرمین، علشبہ، ندرت دھاڑیں مار رہی تھیں۔

زینی سکتے کی کیفیت میں تھی، اس نے عظیم حاکم سے انصاف مانگا تھا اور اس نے انصاف کردیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے، جعفری کے ساتھ اسے 229 لوگوں کی موت کا بھی دکھ تھا۔ اس نے جعفری کی موت تو نہیں مانگی تھی لیکن یہ مولا کی حکمت تھی، جعفری جو ڈیڑھ سال سے زینی کو دھتکار رہا تھا، جو آتے ہی اسے تہس نہس کرنے کی باتیں کررہا تھا، اسے اللہ کی زمین بھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ ماں، بہنیں، جو جعفری کا نام لے کر ڈرا رہی تھیں اب ماتم کررہی تھیں۔ زینی کے صبر نے ان سب کو ایسا سبق سکھایا تھا کہ اگر وہ سمجھ جاتیں تو ان کی آخرت سنور جاتی۔

"یہ ڈائن کھا گئی میرے بیٹے کو۔" ندرت بپھر کر اس تک آئیں، افسوس کے لیے آئے لوگوں کے سامنے خاموش بیٹھی زینی کو مارنا شروع کردیا۔ کئی ایک عورتوں نے ندرت کو قابو کرنے کی کوشش کی مگر وہ بے قابو ہو کر اسے لاتیں مارنے لگیں۔ بے حس و حرکت زینی چپ کرکے ان کی مار کھاتی رہی۔

"ظلم کی بھی حد ہوتی ہے آپ کے بیٹے کی موت میں زینی کا کیا قصور؟" فردوس ارحم کے ساتھ افسوس کرنے آئی تھیں۔ زینی کے ساتھ ہوتے سلوک نے فردوس کو تڑپا دیا۔ اس نے آج تک فردوس سے کوئی شکایت نہیں کی تھی مگر اس کی حالت خود ظلم کی داستان سناتی تھی۔ آج ان تینوں نے اپنی آنکھوں سے اس کی درگت بنتے دیکھ لیا تھا۔

"سارا قصور اس ڈائن کا ہے یہ کھا گئی میرے بیٹے کو۔" ندرت زینی کو گالیاں دینے لگیں۔ ارحم کو دیکھ کر علشبہ ماں کو سمجھانے لگی۔

"امی صدمے میں ہیں آپ لوگ خیال نہ کریں۔"

"کیسا بھی کیا صدمہ کہ بہو کو دھنک کے رکھ دیا، ان کا بیٹا گیا ہے تو زینی کا بھی شوہر تھا۔ انہیں زیادہ صدمہ پہنچا ہے تو ہم اپنی بچی کو لے کر جارہے ہیں ویسے بھی اب اس کے یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔" فردوس رو رہی تھیں، زینی کے لال چہرے کو دیکھ کر ان کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ ضیاء نے ہی علشبہ کو ٹکا تو ڑ جواب دیا اور زینی کو بازو کے گھیرے میں لے لیا۔

"ہاں لے جاؤ اس منحوس صورت کو ورنہ میں اسے جان سے ماردوں گی۔" ندرت چلائیں، ارحم اور نبیلہ بھی اس تماشے کو دیکھ چکے تھے۔ ضیاء اور فردوس زینی کو لے کر گھر آگئے تھے۔

جعفری کا سوئم بھی گزر گیا۔ آہستہ آہستہ سب روٹین میں واپس آگئے تھے۔ ارحم کے دل میں بہن کی محبت جاگی تھی یا نہیں مگر زینی کے ساتھ ہونے والے سلوک نے اسے تکلیف ضرور پہنچائی تھی، گو کہ علشبہ نے اپنے انداز سے اس کے دل کو صاف کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی، فردوس اور ضیاء اس کی دگرگوں حالت کا ذمہ دار خود کو سمجھ رہے تھے۔

زینی چپ تھی۔ اس کا مسکن اوپری کمرہ تھا، جو کبھی اس کے زیر استعمال تھا، اب اس کمرے میں گھر کا کاٹھ کباڑ پرانے بستر ڈال کر اسے اسٹور کی شکل دے دی گئی تھی۔ ان کاٹھ کباڑ کے درمیان زینی کو اپنا وجود بھی بے کار لگنے لگا تھا۔ فردوس اور ضیاء حتی الامکان اس کا خیال رکھتے تھے۔ وہ ان سب کے ساتھ بیٹھ بھی جاتی تھی مگر ساتھ ہوتے ہوئے بھی ساتھ نہیں لگتی تھی۔

نبیلہ ارحم کے ساتھ آئی تھیں۔ زینی خاموشی سے اوپری سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھی۔ ارحم نے گہری نظروں سے اس کے مضمحل انداز کو دیکھا تھا۔

"زینی کے ساتھ بہت برا ہوا، کہیں نہ کہیں، ہم سب بھی اس کی حالت کے ذمہ دار ہیں، اگر زینی ویسی ہوتی جیسا ہم نے سوچا تھا تو دو سال تک جعفری کے نام پہ بیٹھی نہ رہتی...... میں نے بھی ہیرا گنوا کے پتھر سے سر پھوڑ لیا۔" نبیلہ کو بے حد افسوس تھا جس کا اظہار کرنے میں بھی انہوں نے دیر نہیں کی۔

"بس بھابی، میری بچی کے لیے دعا کریں اسے اس کے نصیب کی خوشیاں مل جائیں۔" ضیاء آبدیدہ ہوئے۔ ارحم کچھ سوچنے لگا تھا۔

فلائیٹ نے وقت پر لینڈ کیا تھا۔ وہ سب سے مل کر بے حد خوش تھا، سالوں بعد اپنوں کے گلے لگا تو محبت کی گرمی نے یخ بستہ ملک کی یاد بھلا دی تھی۔

"کیسا ہے ہینڈسم...... تو تو مزید ہینڈسم ہوگیا۔" صمیم نے اسے بھینچ لیا۔ دونوں کزن اور جگری یار تھے گو کہ اسکائپ پہ باتیں ہوتی رہتی تھیں مگر دو سال بعد سب سے مل کر، گلے لگنے کی اپنی ہی خوشی تھی۔

"اب لگ رہا ہے زندوں میں ہوں۔" اس نے گرم جوشی

سے کہا۔

"ویلکم شاہ زیان۔" اس کی خالہ زاد عمامہ نے نعرہ لگایا۔

"دو گھنٹے تیاری میں لگائے ہیں محترمہ نے تجھے امپریس کرنے کے لیے۔" صمیم نے اس کے کان میں کہا۔

"چپ کرو۔" اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتے مسکراتے ہوئے اس نے عمامہ کے سلام کا جواب دیا۔

"میں کون سا جنگ جیت کر آیا ہوں جو پورا خاندان ایئرپورٹ آ گیا۔" شاہ زیان اتنے لوگوں کو دیکھ کر حیران تھا۔

"جنگ تو بھائی لڑکیوں اور ان کی ماؤں کے درمیان چھیڑ دی ہے تو نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈگری لے کر...... ہر کوئی تجھے پھانسنے کو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر آئی ہے۔" صمیم پھر اس کے کان میں گھسا اور یہ سچ ہی تھا ہر چاچی، تائی، پھوپی، خالہ اپنی بیٹیوں سے ملا رہی تھیں۔

"یار صمیم تمہیں بتاؤ میں دو سال بزنس کی پڑھائی کر کے لوٹا ہوں، کوے سے باہر نہیں آیا۔ حد ہو گئی۔" وہ چڑا۔

"بیٹا نام ہے تیرا انجوائے کر۔" صمیم نے مزا لیا۔

"اتنی ساری ماؤں میں، میری ماں تو نظر ہی نہیں آ رہی۔" عروسہ بیگم قریب آئیں تو وہ بولنے سے باز نہ آیا۔ انہوں نے ہنس کر اسے گلے لگایا۔

"کیسا ہے میرا بیٹا؟" عروسہ بیگم نے اونچے لمبے وجیہہ بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں خشک کیں۔

"اس میں رونے کی کیا بات ہے؟" اس نے پیار سے ساتھ لگایا۔ انا بھی ساتھ چپک گئی۔

"بیگمے خوشی کے آنسو ہیں کہ کوئی گوری کالی ساتھ نہیں آئی۔" صمیم کی زبان پر پھر سے کھجلی ہوئی، وہ مصنوعی خفگی سے گھورنے لگا۔

"یا اللہ شکر، رش میں مجھے بھی آپ تک آنے کا موقع ملا۔" اس سے چھوٹا از میر مصنوعی نڈھال حالت میں گلے لگا۔ واصف بھی بیٹے سے محبت سے ملے۔

"اب ٹھنڈ پڑی ہے کلیجے میں۔" واصف نے اسے ساتھ بٹھایا۔ وہ گھر آ گئے تھے۔ سب ہی اسے گھیرے بیٹھے تھے۔ بیتے دنوں کے قصے سن رہے تھے۔ سالوں بعد شاہ زیان نے اپنے کمرے میں قدم رکھا تو اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔ اس کا کمرہ جوں کا توں تھا۔ عروسہ بیگم نے سیٹنگ تک نہیں بدلی تھی کہ اسے اپنا کمرہ اجنبی نہ لگے۔ بس روز صفائی کروا دیتی تھیں۔

"ہوم سویٹ ہوم۔" وہ جمپ لگا کر بیڈ پہ گرا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

"کچھ زیادہ چکر نہیں لگ رہے آپ کے محبوبہ کے گھر کے۔" ارسم باہر سے لوٹا تو شرمین ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ ارسم اسے نظر انداز کر کے چیزیں جگہ پہ رکھنے لگا۔ شرمین کو عدم تحفظ کا شکار ہوا تھا۔

"کھائیں قسم کہ آپ اس حرافہ کے گھر سے نہیں آ رہے۔" جب سے زینی واپس آئی تھی شرمین عدم تحفظ کا شکار تھی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو، میں ہر وقت چچی کے گھر نہیں جاتا، میرے اپنے بھی کام ہیں اور اگر جاتا بھی ہوں تو تمہیں کیا تکلیف ہے۔ اس گھر سے میرا رشتہ ہے۔" ارسم چیخ گیا۔

"خوب جانتی ہوں کون سا رشتہ ہے اور مزید کس رشتے کی آس میں آپ دوڑے دوڑے جا رہے ہیں وہاں۔" شرمین آگ بگولہ ہوئی۔

"ہاں، تم ٹھیک سمجھ رہی ہو۔ تم جیسی زبان دراز اور کام چور عورت سے تنگ آ گیا ہوں...... تم نے دیا ہی کیا ہے؟ ایک بچہ تو جن نہیں سکی...... مجھے تو لگتا ہے زینی کے ساتھ سازش بھی تم تینوں بھائی بہن نے کی تھی کہ یوں تم اور تمہاری آپی کی نظر جو مجھ پہ تھی اور تمہارے بھائی کی زینی پہ......" ارسم بولنے پہ آیا تو کہتا چلا گیا۔ شرمین اس کے بدلے انداز کو دیکھتی رہ گئی۔

"اگر اس گھر میں رہنا ہے تو چپ کر کے رہو۔ جتنا ظلم تم نے اور تمہاری فیملی نے اس معصوم پہ کیا اس کی سزا تم لوگوں کو مل گئی۔ تمہارے بھائی کی ناگہانی موت کی صورت، اب بھی توبہ کر لو اپنے اعمال پہ۔" ارسم اپنا تکیہ اٹھا کر کمرے سے باہر آ گیا، شرمین سے سچ ہضم نہیں ہوا۔ نبیلہ نے اسے غصے میں تکیہ اٹھائے لاؤنج کی طرف جاتے دیکھا تو فکرمندی سے پیچھے آئیں۔

"تم یہاں کیوں سو رہے ہو؟"

"آپ نے جو بلا میرے سر منڈھی ہے اس سے جا کر پوچھیں۔" ارسم نے خفگی سے کہتے تکیہ صوفے پہ رکھا اور لیٹ گیا۔

"جانے کس مٹی سے بنی ہے شرمین۔" نبیلہ نے بھی تاسف سے کہا۔

"آپ کا ہی انتخاب ہے۔" ارسم نے الزام دیا۔

"زینی کی سچائی ثابت ہونے کا بھی انتظار نہ کیا اور خوشی

خوشی دو دن میں رشتہ پکا کرآئیں شرمین سے..... اب بھگتیں ساری زندگی۔" ارسم نے نبیلہ کو بھی آئینہ دکھایا۔

"ٹھیک کہتے ہو، میں نے جلد بازی میں کھوٹا سکہ منتخب کرلیا۔ شرمین نہ اچھی بیوی بن سکی نہ اچھی بہو۔" نبیلہ افسردہ ہوگئیں۔

"یہ سب زینی کی آہ ہے اور کچھ نہیں۔" ارسم کچھ زیادہ ہی تلخ ہو رہا تھا۔ نبیلہ سر ہلانے لگیں۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو، اس معصوم پہ بھی بہت ظلم کیا شرمین کے گھر والوں نے، کیسے جھٹ پٹ چھنگری چلا گیا..... سب اللہ نے دکھایا۔" نبیلہ گلوگیر ہوگئیں۔

"میں زینی سے شادی کروں گا..... آپ جا کر چچی جان اور چاچو سے بات کریں۔" ارسم نے اعلان کیا۔ نبیلہ حیران رہ گئیں۔

"اور شرمین....."

"اسے رہنا ہوگا تو رہے گی..... ورنہ طلاق دے دوں گا۔" ارسم فیصلہ کر چکا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"زینی چپ چپ کیوں رہتی ہو بیٹا..... ہنسا بولا کرو۔" فردوس زبردستی اسے اپنے ساتھ لگائے رکھتیں مگر وہ ہنوز چپ رہتی۔

"کیا بولوں؟" خالی خالی نظروں سے وہ انہیں دیکھنے لگی۔ فردوس کا دل کٹنے لگا۔

"پہلے جیسی بن جاؤ..... گانے سنو، ڈائجسٹ پڑھو، فون پہ دوستوں سے باتیں کرو، کشف تمہارا پوچھتی رہتی ہے، جا کے مل لو اس سے دل بہل جائے گا۔" فردوس نے اس کے بے رونق بالوں پہ ہاتھ پھیرا، تیل کی بوتل اٹھا کر انہوں نے اس کے بالوں میں لگانا شروع کیا۔

"اب دل نہیں چاہتا کسی بھی چیز کو۔" اس نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا۔

"زینی بھول جاؤ سب..... ان گزرے دو سالوں میں جتنی اذیت، تکلیفیں تم نے جھیلی ہیں انہیں زندگی سے نکال کر خوش رہنے کی کوشش کرو۔ پہلے جیسی بن جاؤ۔" فردوس کو اسے اس حال میں دیکھ کر بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ جیسے مسکرانا تک بھول گئی تھی۔

"پہلے جیسا اب کچھ نہیں ہے ماما..... میں اپنا مان کہاں سے لاؤں جو اپنوں کے ہی بیچ کھو گیا۔ میں تو کسی سے نظر ملانے کے قابل بھی نہیں سمجھتی خود کو۔" اس کے ٹوٹے بکھرے لفظوں نے فردوس کے ساتھ احرم کے دل کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا۔

"اس کھلنڈرے پن اور شوخ طبیعت نے میرے دامن میں زمانے بھر کی بے اعتباری اور الزام بھر دیے ہیں، میری معصومیت کو داغ لگ گیا اور آپ کہہ رہی ہیں میں پھر سے پہلے جیسی بن جاؤں..... کہاں سے لاؤں میں خود میں اتنی طاقت، میں نے بہت مشکل سے خود کو زندہ رکھا ہوا ہے، مجھے اپنے مجرم کی تلاش ہے اگر ایک نظر اسے دیکھنے کی خواہش نہ ہوتی تو شاید میں اب تک مر چکی ہوتی۔" اس کے آنسو بہنے لگے، فردوس کی آنکھوں کے گوشے بھی بھیگ گئے تھے۔ وہ بہت ٹوٹی بکھری لگ رہی تھی۔

"کسی نے مجھ پہ اعتبار نہ کیا..... کسی نے اعتماد کی چادر مجھ پہ نہیں ڈالی۔ زینی سب کی بے اعتباری کے پھینکے پتھر سے لہولہان ہو کر سنگسار ہو چکی ہے۔ میں تو چلتی پھرتی زندہ لاش ہوں..... جو صرف اپنے مجرم کی آس میں جی رہی ہوں۔" اذان کی آواز آ رہی تھی، زینی خاموشی سے اٹھ گئی۔ فردوس نے سوالیہ نظروں سے احرم کو دیکھا۔

"جب مجھے سب نے پکارنا چھوڑ دیا تھا تب بھی یہ پکار مجھے اپنی طرف کھینچتی تھی اور اب جب میں پھر سے اپنوں کے درمیان ہوں تو کیسے اس کے بلاوے کو نظر انداز کر دوں۔" وہ اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ فردوس دوپٹا منہ پہ رکھ کر رونے لگیں۔ احرم نے آگے آ کر انہیں سنبھالا۔

"ہم نے بہت زیادتی کی ہے زینی کے ساتھ۔" احرم بھی اعتراف کر کے رونے لگا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"اب آگے کیا پلان ہے شاہ زیان؟" عروسہ بیگم کافی کا مگ تھامے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔ لاؤنج میں ہی انا اور ازمیر شطرنج کی بساط بچھائے بیٹھے تھے۔ دونوں میں سال بھر کا فرق تھا۔ دوستی بھی بہت تھی اور لڑائی بھی ہوتی تھی۔ واصف نیوز دیکھ رہے تھے۔ عروسہ بیگم فرصت سے تھیں، تب ہی انہیں شاہ زیان سے بات کرنے کا موقع ملا تھا۔

"ڈیڈ کا بزنس سنبھالوں گا اور ان شاء اللہ جلد ہی ہماری ایک اور فیکٹری کا کنسٹرکشن شروع کرنے والا ہوں۔" کافی کا سپ

Scanned with CamScanner

لیتے اس نے مستقبل کا منصوبہ بتایا۔

"شادی کا کب تک موڈ ہے؟" عروسہ بیگم کے روایتی ماؤں والے سوال پہ اس نے بے چاری سی شکل بنا کر سر کھجانا شروع کردیا۔ واصف نے بھی والیم کم کردیا تھا۔ باقی دونوں بھی اس طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

"ماما ابھی تو نہیں۔"

"پھر کب؟ تمہاری شادی ہوگی، گھر میں بہو آئے گی تو چند سال بعد ازمیر اور انا کی باری آجائے گی۔"

"مام، بھائی چاہتے ہی نہیں کہ میری فائل اوپر آئے۔" ازمیر نے معصومیت سے کہا تو شاہ زیان نے مسکراتے ہوئے گھورا۔

"بھئی سمپل سی بات ہے، تمہاری ماں اب ساس کا رول پلے کرنے کے لیے تیار ہے۔" واصف نے شوخی سے عروسہ بیگم کو دیکھا تو تینوں ہنسنے لگے۔

"بتاؤ شاہ زیان میں سنجیدہ ہوں۔ تمہاری خالہ، علماء کے لیے ڈھکے چھپے لفظوں میں کہہ چکی ہیں۔" عروسہ بیگم کے انکشاف پہ واصف بھی حیران ہوئے۔

"ربیکی.....؟"

"جی..... خاندان میں اتنی بچیاں ہیں اور سب ہی ماشاء اللہ شکل وصورت کی پیاری ہیں۔"

"مام لیکن اس کا مزاج....." انا کچھ کہتے ہوئے رک گئی۔

"شادی کے بعد لڑکیاں بدل جاتی ہیں۔" عروسہ بیگم نے انا کی بات اچک لی۔

"تم تو کچھ بولو۔" واصف نے اسے بولنے پہ اکسایا۔

"آپ نے کسی کو پسند کر رکھا ہے؟" ازمیر نے شرارت سے پوچھا وہ مسکرا دیا۔

"ڈیڈ یہ چھوٹا کچھ زیادہ بڑی بڑی باتیں نہیں کر رہا ہے۔"

"ہاں دیکھ تو میں بھی رہا ہوں۔" واصف نے چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے مصنوعی خفگی سے دیکھا۔

"بات مت گھماؤ شاہ زیان۔" عروسہ بیگم نے پھر گھیرا۔

"فرار کی راہ بند ہے۔" انا نے صدا لگائی۔ اس نے بھی مسکرا کر ہتھیار ڈال دیئے۔

"مام سیریسلی، میں نے ابھی تک شادی کا پلان نہیں کیا..... کب کرنی ہے، کس سے کرنی ہے، کبھی سوچا ہی نہیں، ان فیکٹ مجھے سوچنے کا تھوڑا ٹائم دیں۔" شاہ زیان نے پوری سچائی سے کہا۔

"ٹھیک ہے سوچ لو۔ خاندان کی ساری لڑکیاں سامنے ہیں، اگر ان میں سے کوئی پسند نہ ہو تو زبردستی نہیں ہے، ہم اور کوئی لڑکی دیکھ لیں گے۔" عروسہ نے مسکرا کر اس کے بال بکھیرے۔

❁.....❁.....❁.....❁

فردوس علشبہ کے ساتھ ہاسپٹل گئی ہوئی تھیں۔ عمیس موسمی بخار کا شکار ہو گیا تھا۔ زینی پودوں کو پانی دے رہی تھی۔ بیل کی آواز پہ اس نے دروازہ کھولا، ارسم کو دیکھ کر سائیڈ پہ ہو گئی۔

"کیسی ہو زینی؟" وہ اندر آ گیا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ پاپا اندر کمرے میں آرام کر رہے ہیں انہیں جگاؤں؟" وہ اپنے کام میں مصروف ہوتی بولی۔

"میں تم سے ملنے آیا ہوں۔" ارسم نے بغور اسے دیکھا۔ وہ آج بھی اتنی سادہ اور معصوم تھی۔

"آپ میرے کزن اور بھابی کی بہن کے شوہر ہیں، میں کسی بھی رشتے کے ناتے آپ سے ملنا، بات کرنا نہیں چاہتی۔" اس نے دوٹوک جواب دے کر اپنا کام ختم کیا اور کچن میں آ گئی۔

"لیکن میں کرنا چاہتا ہوں۔" ارسم کچن کے دروازے پہ آ کھڑا ہوا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کھانا پکانے کی تیاری کرنے لگی۔

"زینی تمہارا غصہ بجا ہے۔ میں مانتا ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی جو تم پہ اعتبار نہ کر سکا۔" ارسم نادم تھا۔

"نہ میں غصہ ہوں نہ بیتی باتوں کو دہرانا چاہتی ہوں۔" اس نے صاف کہا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" ارسم کی بات پہ زینی نے اسے دیکھا چند لمحے دیکھتی رہی پھر اس کے لبوں پہ طنزیہ ہنسی آ گئی۔

"پر میں ایسا نہیں چاہتی۔"

"کیوں؟" اس نے جاننا چاہا۔

"آپ ہمیشہ مجھ سے محبت کے دعوے دار رہے لیکن جب آپ کو محبت ثابت کرنے کا موقع ملا تو آپ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جانے آپ کی محبت اتنی بودی اور کمزور کیوں تھی کہ نہ اس نے مجھے اپنے سحر میں جکڑا نہ آپ کو ثابت قدم رہنے دیا اور اب جب میں نے دنیا کو نئی آنکھ سے دیکھنا شروع کردیا تو

Scanned with CamScanner

بیوی کے ہوتے ہوئے آپ پھر سے دعوے دار بن کر آ گئے۔"
اس نے آئینہ دکھایا۔

"میری شرمین سے بالکل نہیں بنتی...... وہ ایک اچھی بیوی نہیں بن سکی۔"

"یہ تو آپ کو طے کرنا ہے کہ وہ اچھی بیوی نہیں بن سکی یا آپ اچھے شوہر اور منگیتر نہ بن سکے...... اس وقت بھی آپ خود غرض انسان بن کر بیوی پہ سوکن لانے کا سوچ رہے ہیں، اگر مجھے آپ سے محبت بھی ہوتی تو بھی میں ایک عورت پہ ظلم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ خواہ وہ شرمین ہی کیوں نہ ہوتی۔" ارسم کو وہ خود سے بہت بلند لگی۔ اس نے ٹھیک کہا تھا۔ کھوٹ شاید اس کے اندر ہی تھا جو وہ کسی کے لیے اچھا ثابت نہیں ہو سکا تھا۔

* * *

"بہت افسوس کی بات ہے پھوپو جان میں سالوں بعد لوٹا ہوں اور آپ ملنے نہیں آ ئیں۔" شاہ زیان، نائمہ سے گلے شکوے کر رہا تھا۔

"شوگر اتنی بڑھ گئی تھی بچے کہ خواہش کے باوجود تم سے ملنے نہ آ سکی۔ میرا ابھی بہت دل چاہ رہا تھا تمہیں دیکھنے کو۔" نائمہ نے اسے گلے لگا لیا۔

"دیکھ لیں اسی لیے میں خود آپ سے ملنے آ گیا۔" اس نے بھی محبت کا اظہار کیا۔

"تم بیٹھو...... میں تمہارے لیے کھانا پکاتی ہوں کھانا کھا کر جانا۔" نائمہ اٹھنے لگیں۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، رہنے دیں باہر سے منگوا لیں گے۔" شاہ زیان نے روکنا چاہا۔

"برسوں بعد میرا بچہ آیا ہے جائے میں باہر کا کھانا کھائے گا، میں پکاتی ہوں۔" نائمہ کچن میں چلی گئیں۔

"امی چائے کے ساتھ پہلے کوئی نمکو دے دیں۔" صمیم بھی ان کے پیچھے کچن میں چلا آیا۔ شاہ زیان نظریں گھما کر گھر کا جائزہ لینے لگا۔ دو سالوں میں کچھ نہیں بدلا تھا۔ یہ ایک متوسط علاقہ تھا، واصف کی تمام بہنیں امیر گھرانے میں بیاہی گئی تھیں مگر نائمہ کی شادی متوسط طبقے میں ہوئی تھی۔ نائمہ بے لوث محبت کرتی تھیں۔ شاہ زیان ان کے بہت قریب تھا۔ سب اس سے ملنے آئے تھے مگر نائمہ شوگر اور بی پی کی وجہ سے نہ آ سکی تھیں۔ تب ہی وہ خود ملنے چلا آیا تھا۔ لائٹ چلی گئی تھی۔ کمرے میں گرمی لگنے لگی تو وہ صحن میں آ گیا۔

"کو ونڈسم تو چھت پہ چلا جا میں چائے لے کر وہیں آ رہا ہوں۔" صمیم نے کچن سے آواز لگائی۔ وہ مسکراتا چھت کی سیڑھیاں چڑھنے لگا، صمیم اور زیادہ تر کزنز اسے ہینڈسم ہی کہتے تھے، وہ تھا بھی تو اتنا ڈیشنگ۔ شام گہری ہونے لگی تھی۔ سورج غروب ہونے کی تیاری کر رہا تھا۔

"ارے صمیم کی وہ پڑوسن......" چھت پہ پہنچتے ہی دیوار پہ نظر پڑی تو بے ساختہ اسے وہ دن یاد آ گئے جب انگلینڈ جانے سے پہلے وہ ایک ماہ صمیم کے گھر قیام کرنے آیا تھا۔

دیوار پار اس کی آوازیں، بو جز گیتیں سن کر وہ گھنٹوں ہنستا تھا تو اس کے اسٹیٹس پڑھ کر سر پیٹتا رہتا تھا، بھٹکی روح کی فیک آئی ڈی سے وہ بھی اس کے پاس ایڈ رہا پھر انگلینڈ چلا گیا، وہ پاس ورڈ اور اس آئی ڈی کو بھول گیا تھا نتیجتاً وہ بلاک ہو کر پھر بھی کھل نہیں پائی۔ وہاں کی ٹف روٹین اور اسٹڈی میں وہ اس لڑکی کو بھول ہی چکا تھا مگر دیوار پہ نظر پڑتے ہی اسے سب یوں یاد آ گیا جیسے دو دن پہلے کی بات ہو، بلا ارادہ وہ ارد گرد کا جائزہ لینے لگا۔ بلا ارادہ اس کی نظر دیوار کے پاس سے ہوتی سامنے کمرے پہ گئی۔ سفید دوپٹے کے ہالے میں کوئی لڑکی جائے نماز پہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے زیر لب کچھ کہہ رہی تھی۔ لفظ تو اسے سمجھ میں نہیں آئے مگر اس کی مسلسل ہچکیوں سے ڈولتا وجود، آنسوؤں سے بھیگا چہرہ سامنے تھا۔ جانے اس چہرے پہ ایسی کیا بات تھی کہ وہ کئی لمحے تک نگاہ نہ پھیر سکا...... وہ لڑکی اب اپنی پیشانی جائے نماز پہ رکھ چکی تھی۔ وجود اب بھی ہچکیوں کی زد میں تھا جس سے ظاہر تھا کہ وہ اب بھی رو رہی ہے، اس کے گداز دل کو کچھ ہوا، صمیم گنگناتا ہوا آ رہا تھا وہ چونک کر دیوار سے پیچھے ہوا۔

"لو جی گرما گرم چائے میرے ہاتھ کی۔" صمیم نے ٹرے رکھ کر اعلان کیا۔

"بہنوں کی شادی کے بعد اب امی کی آخری بچی میں ہی ہوں اس لیے سینڈوچ کھا کر بتاؤ۔" صمیم اپنی موج میں تھا تب ہی اس کی خاموشی کو محسوس نہ کر سکا۔

"لو ناں۔"

"پھوپو کو اتنی گرمی میں کچن میں کام کرنے سے منع کرتا تھا ناں۔" وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔

"چھوڑو، تمہارے لیے وہ کسی عذر کو قبول نہیں کریں گی۔ آ جائے گی ایک گھنٹے میں لائٹ میں نے جنریٹر بھی چلا دیا

ہے۔" صمیم نے تسلی دی وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ صمیم نے مگ تھمایا، مگ منڈیر پہ رکھ کر اس نے سینڈوچ لیا۔

"صمیم، وہ تمہاری پڑوسن جو تھی...... وہ لوگ چلے گئے یہاں سے؟ آواز نہیں آ رہی کوئی۔" اس نے لاپروا نظر آنے کی اداکاری کی۔

"یہیں ہیں...... اپنا گھر چھوڑ کر کہاں جائیں گے۔ آواز تو اب بھی آتی ہے مگر اب ان آوازوں میں بہت تبدیلی آ گئی ہے۔" صمیم کے لہجے میں اداسی آ گئی۔

"مطلب؟" وہ جلد سے جلد سب جاننا چاہتا تھا۔

"ایک عرصہ اس دیوار کے پار خاموشی رہی لیکن اب یہاں سے صرف رونے، سسکنے کی آوازیں آتی ہیں۔" صمیم نے چائے کا سپ لیا، اس کی خاموشی شاہ زیان پہ گراں گزر رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیسے پل بھر میں سب جان لے آخر ایسا کیا ہو گیا تھا۔

"اس بے چاری لڑکی کے ساتھ بہت برا ہوا...... جن دنوں تم انگلینڈ جا رہے تھے ان دنوں اس کا نکاح اس کے کزن سے ہونے والا تھا لیکن عین نکاح کے وقت ایک شخص نے اس کے بھائی کو نکاح نامہ تھمایا کہ زینی پہلے ہی اس سے نکاح کر چکی ہے۔" شاہ زیان نے سینڈوچ منڈیر پہ رکھ دیا جیسے اس کا بوجھ اٹھانا دوبھر ہو رہا ہو۔

"وہ نکاح نامہ زینی کے لیے بدبختی بن گیا۔ کزن نے شادی نہیں کی، سب زینی پہ الزام لگانے لگے۔ بھائی، ماں، باپ سب نے اس سے منہ پھیر لیا۔ چند روز بعد پتا چلا وہ نکاح نامہ جعلی تھا مگر دیر ہو چکی تھی۔ اس کے کزن نے اس کی بھابی کی بہن سے شادی کر لی۔ بھائی اس کی شکل دیکھنے کا روادار نہ تھا۔ بھابی کا بھائی جعفری جو پہلے ہی بدتمیزی پہ زینی سے تھپڑ کھا چکا تھا اس نے شادی کا پیغام بھجوایا، زینی کا بھائی کسی راہ چلتے کے ساتھ بھی رخصت کرنے کو تیار تھا اس نے سالے کے پروپوزل پہ ہاں کر دی، جعفری نے پہلی رات ہی زینی کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئی خوش قسمتی سے جعفری کو ولیمے کی رات ہی واپس انگلینڈ جانا پڑا اور زینی اس کے ظلم سے بچ گئی مگر اس کی ساس، شرمین اور اس کی بھابی نے اس پہ بہت ظلم کیا، جعفری ہر بار فون پہ دھمکی دیتا تھا ادھر شرمین ارسم کو زینی کے آس پاس دیکھ کر زود و کوب کرتی تھی۔ جعفری آنے والا تھا اور پھر جانے زینی کا کیا حال ہوتا، لیکن قدرت کو شاید زینی کی سالوں کی تکلیف پہ رحم آ گیا تھا، جعفری کا طیارہ کریش ہو گیا، اس کی ساس نے زینی پہ بھڑاس نکالی، فردوس آنٹی سے سب برداشت نہ ہوا تو وہ زینی کو واپس لے آئیں۔ تب سے اب تک وہ یہیں ہے۔" صمیم کا لہجہ بہت دکھی تھا۔ شاہ زیان سانس روکے یہ سب سن رہا تھا۔

"یہ تمام باتیں امی کو فردوس آنٹی اور کچھ اس کی بیلی کشف نے بتائی ہیں۔ اس دیوار کے پار جس لڑکی کی ہنسی، قہقہے گونجتے تھے اب اس کے نوحے سن کر بیچ میں میرا دل دکھتا ہے، او پتا نے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ بہت برا ہوا زینی کے ساتھ...... ایک جعلی نکاح نامہ نے اس کی زندگی بدل دی۔" صمیم جانے اور کیا کیا کہہ رہا تھا شاہ زیان کا فون بجنے لگا۔ صمیم چپ ہو گیا شاہ زیان نے کال ریسیو کی۔

"جی میں آ رہا ہوں۔" اس نے جلدی سے کال کٹ کر دی۔

"صمیم مجھے ارجنٹ کہیں جانا ہے۔" وہ عجیب غائب دماغی کا شکار تھا۔

"لیکن امی کھانا پکا رہی ہیں۔" صمیم نے روکنا چاہا۔

"میں پھوپو سے خود بات کر لیتا ہوں۔" وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر گیا۔ صمیم اس کے انداز پہ حیران رہ گیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

شرمین غصے سے ٹہل رہی تھی۔ اس کا غصے سے برا حال تھا۔ جب سے اس نے نبیلہ کو وقار سے بات کرتے سنا تھا۔ نبیلہ ارسم کی زینی سے شادی کی خواہش کا ذکر کر رہی تھیں۔ وقار بھی رضا مند تھے۔ شرمین نے نبیلہ کو خوب کھری کھری سنائی تھی۔ نبیلہ سے اتنی بدتمیزی کی کہ وہ رونے بیٹھ گئیں۔ شرمین نے علشبہ کو فون کر کے اطلاع دی تھی وہ الگ غصے میں تھی۔

"جانے کب مرے گی منحوس۔ جعفری کی موت کے بعد جب سے آئی ہے ارسم بھی بدلے بدلے لگ رہے ہیں ہزار بار مجھے ڈانٹا کہ ہم نے زینی پہ بہت ظلم کیا تھا۔" علشبہ نے اپنا رونا رویا۔

"میرا گھر داؤ پہ لگا ہے اگر ارسم اڑ گئے تو میں کیا کروں گی؟" شرمین پریشان تھی۔ ارسم کمرے میں آ چکا تھا۔ شرمین نے فون بند کر دیا۔ وہ ارسم کی پشت کو گھور رہی تھی۔

"آپ زینی سے شادی کر رہے ہیں؟" ارسم ایک پل کو چونکا۔

"ہاں۔" اس نے بے خوف ہو کر کہا۔

"میرے ہوتے ہوئے آپ ایسا کر کے دکھائیں...... میں اس چڑیل کو جان سے ماردوں گی، پہلے میرے بھائی کو کھا گئی اور اب میرا گھر اجاڑنے کا سوچ رہی ہے۔ اس حرافہ کو......" شرمین اونچی آواز میں چلا رہی تھی۔ ارسم کا اٹھتا ہاتھ شرمین کو چپ کرا گیا، گال پہ ہاتھ رکھے وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جو خود ایک گالی ہو وہ کسی باکردار لڑکی کو گالی دیتا اچھا نہیں لگتا، کس گھر کے اجڑنے کی بات کر رہی ہو تم، تم نے گھر بنایا ہی کب ہے؟ تم نے تو صرف زینی کا حق چھینا تھا، تم تو ایک اچھی بیوی تک نہ بنی...... شوہر کی پسند، ناپسند تمہارے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتی اگر تمہیں شوہر کی خوشی کا خیال ہوتا تو تم یہ دوائیاں نہ کھا رہی ہوتیں۔" ارسم کے لہجے میں بے حد نفرت تھی۔ اس نے دوا کا ڈبا اس کے منہ پہ دے مارا۔ شرمین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"اگر تمہیں بچے نہیں چاہیے، ساری زندگی شاپنگ اور عیاشی ہی کرنی ہے تو تمہارے لیے میری شادی اتنی حیران کن کیوں ہے؟ مجھے ایک بیوی چاہیے، بچے چاہیے جو تم نہیں دینا چاہتیں اور اب مجھے تم سے چاہیے بھی نہیں۔ تم اس لڑکی کو گالی دے رہی ہو جو تمہارے میاں کو پہلے ہی ٹھکرا کر تمہارا نصیب بنا چکی ہے اور اب بھی ٹھکرا رہی ہے لیکن میں اب پیچھے نہیں ہٹوں گا، میں بار بار زینی کے در پہ جاؤں گا جب تک وہ مان نہیں جاتی، سنا تم نے، تم چاہو تو اپنی ماں کے پاس جا سکتی ہو۔" بے حد نفرت کا اظہار کر کے ارسم کمرے سے نکل گیا۔ شرمین ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

شاہ زیان جس طرح گھر پہنچا تھا وہی جانتا تھا، کئی بار ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ وہ بار بار حواس کو قابو میں رکھ کر اسٹیئرنگ پہ گرفت مضبوط کر رہا تھا۔ نظریں ونڈ اسکرین پہ جمارہا تھا مگر ہر بار منظر دھندلا جاتا تھا۔ وہ گھر میں داخل ہوا تو اس کی حالت دیکھ کر عروسہ بیگم بھی گھبرا گئیں۔

"مام مجھے بہت سردی لگ رہی ہے۔" اونچے لمبے شاہ زیان کو سنبھالنا عروسہ بیگم کو بہت مشکل ہو رہا تھا۔ ان کی آواز پہ ازمیر اور انا بھاگے چلے آئے۔ وہ دونوں بھی شاہ زیان کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے ازمیر نے فوراً ڈاکٹر کو کال کر دی تھی۔

"جانے کیا ہو گیا میرے بچے کو نظر نہ لگ گئی ہو۔" عروسہ بیگم نے فوراً نظر اتارنے کا سامان منگوا کر نظر اتاری۔ پیسے وار کر فقیر کو بھجوائے، تب تک ڈاکٹر بھی آ چکا تھا۔ ڈاکٹر نے سکون کا انجکشن لگا دیا تھا۔

"کوئی اسٹریس ہے، گھبرانے کی بات نہیں، ڈسٹرب نہ کریں تو اچھا ہے۔" ڈاکٹر ہدایت دے کر چلا گیا تھا، عروسہ نے اے سی بند کیا اور کمبل شاہ زیان پہ ڈالتے ہوئے وہ متفکر تھیں۔

"سالوں بعد لوٹے ہیں گرمی لگ گئی ہوگی۔ ٹریفک میں پھنس گئے ہوں گے۔ آپ ٹینشن نہ لیں۔" ازمیر اور انا انہیں دلاسا دے رہے تھے۔ انہوں نے نائمہ کو فون کر دیا۔

"آپا شاہ زیان آپ کی طرف آیا تھا...... کچھ ہوا تھا کیا؟" عروسہ بیگم فکرمندی سے پوچھ رہی تھیں۔ نائمہ بھی گھبرا گئیں۔

"نہیں تو...... بہت خوش تھا مل کر، میں نے کہا تھا کھانا کھا کر جانا تو ہامی بھر لی تھی، کوئی ضروری فون آ گیا تو چلا گیا...... کچھ پریشان سا لگ رہا تھا، کیوں خیر ہے؟" نائمہ نے تفصیل بتا کر پوچھا۔

"شاہ زیان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر سکون کا انجکشن لگا کر گیا ہے۔"

"اللہ خیر کرے، یہ بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا بچے کو؟" نائمہ بھی پریشان ہو گئیں۔

"جاگتا ہے تو پوچھوں گی۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہو سکتا ہے ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت بگڑ گئی ہو۔" عروسہ بیگم نے تسلی دی۔

"اللہ صحت دے...... مجھے فون کر کے بتاتی رہنا۔" نائمہ کو فکر لگ گئی۔

"جی میں انفارم کر دوں گی۔" عروسہ بیگم نے فون بند کر دیا۔

"کس کی کال تھی جسے سن کر شاہ زیان کی طبیعت بگڑی۔" عروسہ بیگم کچھ پریشان سی ہو گئی تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

شرمین کی کال نے علشبہ کو بھی چراغ پا کر دیا تھا۔ زینی کا وجود خود اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ حالانکہ وہ خود علشبہ سے بات نہیں کرتی تھی۔ ممیس کو پیار کر لیتی تھی یا اس کے پاس بیٹھ جاتی تھی۔ ممیس بھی پھوپو، پھوپو کرتا رہتا تھا، ارسم کی روز روز کی آمد بھی علشبہ کی نظر میں تھی۔ بھائی چلا گیا تھا مگر وہ بہن کا گھر ٹوٹنے سے بچانا چاہ رہی تھی۔

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

''کون سا کھیل کھیل رہی ہیں آپ اور آپ کی بیٹی۔'' علشبہ بڑی بنائی فردوس کے سر پہ جاکے چنگھاڑی۔ قریب ہی زینی ضیاء کے کپڑے استری کر رہی تھی۔ فردوس علشبہ کا انداز سمجھنے سے قاصر تھیں۔

''ارسم کے روز روز کے چکر سے آپ انجان نہیں ہیں جو ڈراما کر رہی ہیں، میرے بھائی کو قبر میں اتار کر بھی آپ کی بیٹی کے کلیجے میں ٹھنڈ نہیں پڑی جواب یہ میری بہن کا گھر جلانے کو تیار بیٹھی ہے۔'' علشبہ کا بس نہیں چل رہا تھا زینی کا خون پی جائے۔

''کیا کیا ہے زینی نے جو تم یوں چلا رہی ہو؟'' فردوس بھی چپ نہ رہ سکیں۔

''ارسم اشرمین کو زینی سے شادی کرنے کی خبر دے رہا ہے اور آپ معصوم بن رہی ہیں۔'' علشبہ بدتمیزی پہ اتر آئی۔

''ارسم نے کہا ہے تو آپ اسی سے پوچھیں۔ مما سے کیوں بدتمیزی کر رہی ہیں۔'' زینی ماں کی بے عزتی پہ چپ نہ رہ سکی۔

''تم تو چپ رہو نا گن...... غلطی ہوئی جو ہم نے تمہارا سر نہیں کچلا۔ صرف چار چوٹ کی مار لگائی...... پتا ہوتا تم یہ کرنے والی ہو تو تمہارا قصہ ہی ختم کر دیتی۔'' علشبہ بپھری۔

''زینی تمہاری زرخرید غلام نہیں ہے جو تم اس کے ساتھ ہر طرح کا سلوک کرو۔'' احرم بھی آ گیا تھا۔ اس نے علشبہ کی ساری باتیں سن لی تھیں۔ علیہ جلدی سے بولی۔

''آپ نہیں جانتے احرم......''

''دوسروں پہ انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے اندر جھانک لیا کرو...... تم نے اور تمہاری بہن نے بھی گھر بسانے والا کام کیا ہے؟ تم تو وہ عورت ہو جو مجھے حرام کمانے کی طرف راغب کرتی رہیں اور میں ایک عرصہ کماتا بھی رہا لیکن میری اسی بہن نے مجھے واپس لوٹ آنے کا کہا...... اگر میں یہ نہیں کرتا تو آج اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ حوالات کی ہوا کھا رہا ہوتا اور آنے والے دنوں میں شاید ایسا ہو بھی...... اگر گڑے مردے اکھڑے تو ان میں میرا نام بھی آئے گا اور یہ سب صرف تمہاری وجہ سے ہوا۔'' احرم نفرت سے علشبہ کو آئینہ دکھا رہا تھا، اس حقیقت پہ فردوس اور زینی پریشان ہوگئیں۔ علشبہ پیر پٹختی چلی گئی۔

''احرم یہ تو کن راہوں پہ نکل گیا تھا بیٹا؟'' فردوس آبدیدہ ہوگئیں۔

''بس اک غلطی ہوگئی۔ سزا ملی تو بھگت لوں گا لیکن زینی مجھے نہ سمجھاتی تو آج واقعی میں حوالات میں ہوتا، میرے ساتھی فراڈ کرتے پکڑے گئے ہیں۔'' احرم دل سے زینی اور فردوس سے محبت کرنے لگا تھا اسے اچھے برے کی پہچان ہوگئی تھی۔

''جب آپ نے سچے دل سے توبہ کرلی ہے تو ان شاء اللہ آپ پہ کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ میں دعا کروں گی۔'' زینی نے پریقین لہجے میں کہا، احرم اس کے معصومانہ انداز پہ مسکراتا اس کے سر پہ ہاتھ رکھ گیا تھا۔

❁......❁......❁......❁

پسینے میں شرابور شاہ زیان کی آنکھ کھلی تو اس نے جھٹکے سے کمبل خود پر سے ہٹایا۔ ریموٹ اٹھا کر اے سی آن کیا، چند لمحوں بعد سردی سے کپکپانے لگا۔ اے سی بند کر کے اس نے ریموٹ رکھ دیا۔ نظریں چھت پہ جمائے وہ سخت اذیت کا شکار تھا۔ آنکھیں موند کر اس نے خود کو ہر سوچ سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر آنکھیں موندتے ہی آنسوؤں سے بھیگا چہرہ سامنے آجاتا تھا۔ اس نے کرب سے آنکھیں کھول دیں۔

''یا اللہ......'' بے بسی سے اس نے اللہ کو پکارا، دروازے پہ ہلکی سی دستک دے کر عروسہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔

''اب کیسی طبیعت ہے میری جان کی؟'' عروسہ بیگم نے فکر مندی سے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

''ٹھیک ہوں مام۔'' مسکرا کر انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

''گھر سے تو بالکل ٹھیک نکلے تھے اچانک کیا ہوا تھا۔'' عروسہ بیگم نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

''شاید گرمی کی وجہ سے...... اب ٹھیک ہوں یو ڈونٹ وری۔'' ماں کو بہلایا، اناسوپ کا باؤل لے آئی تھی۔

''چلیں بھائی مزیدار سا سوپ چکھیں۔''

''میں کون سا بیمار ہوں جو اتنی خاطر ہو رہی ہے۔'' ماں بہن کو پریشان دیکھ کر اس نے خوشگوار انداز اختیار کیا۔

''آپ نے تو ہماری جان ہی نکال دی تھی۔ چلیں اب سوپ پی لیں تھوڑی انرجی آجائے گی۔'' انا نے باؤل اس کی طرف بڑھایا۔ وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

''میرے ہینڈسم بھائی جاگ گئے۔'' ازمیر بھی داخل ہوا۔

''ویسے ہائی داوے کس لڑکی کو دیکھ کر حواس نے ساتھ چھوڑ دیے تھے؟'' ازمیر کی شرارت سے کہی بات نے اس کے مسکراتے لب کو بھینچنے پر مجبور کردیا۔

"پریشان نہ کرواسے۔" عروسہ بیگم نے گھر کا۔

"شاہ زیان میں نے اور تمہارے ڈیڈی نے ایک گیٹ ٹو گیدر رکھی ہے اس ویک اینڈ پہ...... تمہیں اپنے لیے شاپنگ کرنی ہو تو کرلینا۔" عروسہ بیگم نے اطلاع دی۔

"ان شارٹ سوئمبر رچایا جارہا ہے، آپ کے لیے شہر کی حسین و جمیل لڑکیاں ہوں گی۔" ازمیر کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی۔ وہ حیران ہوا۔

"ہاں تو اس میں برائی کیا ہے؟ اب ہر لڑکی کے گھر جاکر دعوت اڑا کر اسے ریجیکٹ کرنے سے تو لاکھ درجے بہتر یہ ہے کہ بندہ لڑکی بھی دیکھ لے اور کسی کے جذبات بھی مجروح نہ ہوں۔" عروسہ بیگم بہت سلجھی ہوئی طور طریقے والی خاتون تھیں اور ایسی ہی تربیت انہوں نے اپنی اولاد کی بھی کی تھی۔

"آپ کتنی ہی کوشش کرلیں مام...... بھائی جان جب اس لڑکی سے شادی کریں گے تو باقی کے جذبات تو مجروح ہوں گے ہی...... واؤ میں کتنی اچھی اردو بولنے لگا ہوں۔" ازمیر باؤل سے سوپ چکھتے خود کو داد دینے لگا۔ انا گھورنے لگی۔ عروسہ بیگم نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"نکلو تم یہاں سے ورنہ کان کھاتے رہو گے شاہ زیان کے...... آرام کرنے دو اسے۔ میں نائمہ اور واصف کو کال کرکے انفارم کردوں کہ اب تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔" عروسہ بیگم سیل فون سے نمبر ملاتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ناحق آپ نے سب کو پریشان کردیا۔" اسے افسوس ہوا۔

"بھائی جان آپ نے تو واقعی ہماری جان نکال دی تھی۔ مام نے تو صدقے کے لیے بکرا بھی منگوالیا ہے۔" انا اسے محبت سے دیکھتی کہہ رہی تھی۔

❁......❁......❁......❁

نبیلہ آئی بیٹھی تھیں۔ علشبہ کا ماتھا ٹھنکا لیکن وہ خود کو سخت لاچار محسوس کررہی تھی۔ بار بار فردوس کے کمرے کا چکر لگا رہی تھی۔ اس کی پریشانی کو زینی نے بغور دیکھا۔

"فردوس، ارسم کی خواہش پہ میں ایک بار پھر تمہارے در پہ سوالی بن کر آئی ہوں...... ارسم تمہارے بھائی اور میری بھی خواہش ہے کہ زینی کا نکاح ارسم سے ہوجائے۔" موقع ملتے ہی نبیلہ نے وہ بات کی جس کے لیے وہ خاص طور پہ آئی تھیں۔ فردوس سوچ میں پڑ گئیں۔

"میں آپ کو کوئی آس نہیں دلانا چاہتی بھابی...... میں ضیاء اور احرم سے بات کرکے ہی کچھ کہہ سکتی ہوں۔"

"ہاں ٹھیک ہے تم بات کرلو۔" نبیلہ کو حوصلہ ہوا کہ انہوں نے چھوٹتے ہی انکار نہیں کیا۔

"اور شرمین؟" فردوس کی سوالیہ نظریں نبیلہ پہ جمیں۔

"وہ ساتھ رہنا چاہے گی تو ارسم کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ وہ دونوں میں عدل کرے گا، شرمین گھر بسانے والی نہیں ہے۔ بہت تنگ کیا ہوا ہے اس نے ہمیں...... آئے دن کی لڑائی کے بعد ارسم لاؤنج میں سوتا ہے، شرمین اولاد کی ذمہ داری بھی نہیں اٹھانا چاہتی۔ وہ لائف انجوائے کرنا چاہتی ہے، ہم بھی کتنا برداشت کریں، یہ تو ارسم کا بڑا پن ہے جو اسے طلاق نہیں دے رہا۔" نبیلہ سخت عاجز لگ رہی تھیں۔

"میں سب سے بات کرلوں پھر آپ کو اطلاع دیتی ہوں لیکن بھابی آخری فیصلہ زینی کا ہوگا۔ ہم پہلے ہی اس کے مجرم ہیں مزید اس کی مرضی کے خلاف فیصلہ کرکے اسے دکھ نہیں دے سکتے۔" فردوس نے لگی لپٹی نہیں رکھی۔

"کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو، مجھے اور ارسم کو بھی اس معصوم کی آہ لگی ہے۔ شرمین جیسی بہو حصے پڑ گئی۔" نبیلہ افسردہ تھیں، فردوس نے ضیاء اور احرم سے بات کی تو ان دونوں نے بھی فیصلہ زینی پہ چھوڑ دیا تھا۔

❁......❁......❁......❁

پھولوں سے سجا خوب صورت ماحول، کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبوئیں، کانوں کو بھلا لگتی آرکسٹرا کی موسیقی، ارد گرد حسین چہرے، لہراتا آنچل، کوئی بھی اسے اپنی طرف متوجہ کرنے سے قاصر تھا۔ عروسہ بیگم اسے فیملی فرینڈز سے ملوا رہی تھیں۔ انا نے اپنی سہیلیوں تک کو مدعو کیا تھا۔ کتنی ہی لڑکیاں رشک سے اسے دیکھ رہی تھیں، گفتگو کی خواہش مند تھیں مگر وہ رسمی ہیلو ہائے سے زیادہ کوئی بات نہیں کررہا تھا۔

"بھائی کوئی پسند آئی۔" ازمیر شرارت سے کہتا قریب آیا، اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کمال ہے یہ سوئمبر میرے لیے رچایا گیا ہوتا تو میں ابھی تک دو چار نام فائنل بھی کرچکا ہوتا۔"

"تو کرلو کس نے روکا ہے، مام ڈیڈ خوش ہوجائیں گے ان کی محنت ضائع نہیں ہوئی۔" اس نے بھی شوخی سے کہا۔

"ہیں واقعی...... او پنا آفر ہے۔" ازمیر ٹائی ٹھیک کرتا خوش ہوا، اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"لو کے پھر میں چلا اپنے کام پہ۔" ازمیر نے حسینوں کی جھرمٹ کی طرف دوڑ لگائی وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

شاہ زیان کو اس سارے ماحول سے وحشت سی ہو رہی تھی، وہ قدرے پرسکون گوشے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ منظر ایک دوسرے منظر سے تبدیل ہو چکا تھا۔ جائے نماز پہ بیٹھی لڑکی، آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اس کے سامنے تھا۔ وہ کئی دنوں سے لاشعوری کوشش کر رہا تھا اس ہیولے سے پیچھا چھڑانے کی مگر ناکام رہا تھا۔ اسے سوچتے ہی اس کی حالت خراب ہونے لگتی تھی۔ اس وقت بھی اس کے ماتھے پہ پسینہ پھوٹ پڑا۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے اس نے پانی کی تلاش میں نظریں گھمائیں۔ ویٹر کو پانی کا اشارہ کیا تو وہ پانی لے آیا۔ پانی پی کر وہ کرسی پہ گر سا گیا۔

"ہیلو شاہ زیان۔" عمامہ اسے ڈھونڈتی چلی آئی تھی۔ اسے بیزاری ہونے لگی۔

"تم یہاں کیوں بیٹھ گئے؟" وہ بھی قریب بیٹھ گئی۔ کھانا سرو ہو چکا تھا سب کھانا انجوائے کر رہے تھے۔

"تم کھانا نہیں کھا رہیں؟" اس نے پیچھا چھڑانا چاہا۔

"کھالوں گی...... اگر تنہائی ملی ہے تو کیوں نہ تم سے تھوڑی باتیں کرلوں۔" وہ لگاوٹ کا اظہار کرتی سخت زہر لگ رہی تھی۔

"یو نو، ان دو سالوں میں، میں نے تمہیں کتنا مس کیا خبر ہوتی کہ تم اچانک پڑھنے کے لیے چلے جاؤ گے تو پہلے ہی پسندیدگی کا اظہار کر دیتی۔" عمامہ کے اظہار پہ شاہ زیان نے اسے دیکھا، بلاشبہ وہ تمام کزنز میں حسین تھی۔ اس سے محبت کا اظہار کر رہی تھی مگر عمامہ کے چہرے پہ اک اور چہرہ آ گیا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا؟" عمامہ حیران ہوئی۔ اس نے جیسے کچھ سنا نہیں وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا راستے میں عروسہ بیگم مل گئیں۔

"میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں کہاں تھے؟ آؤ تمہیں سرفراز سے ملوانا ہے۔ ان کی بیٹی......" عروسہ بیگم اس کا ہاتھ تھام کر لے جانے لگیں۔ شاہ زیان نے دوسرے ہاتھ سے ان کا ہاتھ تھام کر انہیں آگے بڑھنے سے روکا۔

"مام پلیز مجھے کسی سے نہیں ملنا...... میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں گھر جا رہا ہوں۔" وہ بیزار نظر آ رہا تھا۔

"کیا ہوا طبیعت کو؟" عروسہ بیگم نے فکرمندی سے پوچھا۔

"بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے...... پلیز آپ ڈیڈ کو انفارم کر دیجیے گا۔" وہ آگے بڑھنے لگا۔

"تھوڑی دیر رک جاؤ، ساتھ چلتے ہیں۔" عروسہ بیگم نے روکنا چاہا مگر وہ رکا نہیں۔

❁......❁......❁......❁

فردوس نے زینی سے بات کی، ارسم اور نبیلہ کی خواہش سے آگاہ کیا تو اس نے انکار کر دیا...... ارسم تک اس کا انکار پہنچا تو وہ اس سے بات کرنے آ گیا۔

وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہی تھی۔ ارسم خاموشی سے بیٹھ کر اس کی خوب صورت قرأت سننے لگا۔ وہ اتنی پاکیزہ لگ رہی تھی کہ ارسم کی نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں۔ ارسم کو انتظار کرتے دیکھ کر قرآن پہ نشان لگا کر اسے چوما پھر آنکھوں سے لگا کر جزدان میں لپیٹ دیا۔

"کچھ کہنا ہے تھے؟" قرآن شریف کو اونچی جگہ پہ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے انکار کیوں کیا؟" اس نے سوال کیا۔

"جو مجھے ٹھیک لگا میں نے وہی کیا۔" پرندوں کے برتن میں باجرہ ڈالتی وہ بولی۔

"زینی میں کل بھی تم سے محبت کرتا تھا اور آج اس سے زیادہ کرتا ہوں، میری بھول تھی جو میں نے تم پہ اعتبار نہ کر کے شرمین سے شادی کرلی لیکن میں آج بھی تمہارا طلب گار ہوں۔" ارسم نے اتنے کھلے ڈلے انداز میں کبھی اظہار نہیں کیا تھا مگر آج اسے لگا زینی نے اسے دھتکار دیا تو اس کی زندگی جیسے ختم ہو جائے گی۔

"آپ یہ اظہار اپنی بیوی سے کریں...... اس میں جو کمی یا خامی ہے اسے پیار سے سمجھائیں، آپ کی محبت میں وہ بدل جائے گی۔" پرندوں کو پانی ڈال کر منڈیر پہ رکھ کر وہ دیوار سے لگ گئی۔

"اگر تم شرمین کی وجہ سے انکار کر رہی ہو تو میں اسے طلاق دے دوں گا، بس تم ہاں کر دو۔" وہ کسی صورت اس سے دستبردار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ زینی کے لبوں پہ تلخ مسکراہٹ آ گئی۔

"آپ کتنے خود غرض ہیں ارسم صاحب جو اپنی خوشی کے لیے بیوی پہ ظلم کرنے کا سوچ رہے ہیں۔"

"وہ اچھی بیوی نہیں ہے۔"

"آپ یہاں مجھ سے اظہار کر کے کون سا اچھا شوہر ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں، گھر جائیں اور اپنی بیوی کو محبت سے

Scanned with CamScanner

اپنائیں۔" اس کا لہجہ سخت ہوا۔

"تم ہاں نہیں کرو گی؟" ارسم نے دوٹوک انداز اختیار کیا۔

"نہیں۔" زینی کا لہجہ قطعی تھا۔ "کچھ زخم اپنوں کے دیے ہوتے ہیں ان میں آپ کا بھی شمار ہے۔ میں نے سب کو معاف کر دیا مگر بھولی نہیں ہوں۔ اگر بھول کر آپ کی بات مان بھی لوں تو بھی شرمین پہ ظلم نہیں کر سکتی۔ مجھے شادی کی خواہش نہیں ہے نہ آپ سے نہ کسی اور سے...... میں بس انتظار کر رہی ہوں۔" ارسم کو دیکھتے وہ مسکرائی، بہت پردرد مسکراہٹ تھی۔

"کس کا انتظار؟"

"اپنے مجرم کا۔" اس نے رخ پھیر کر آسمان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، اس کے انداز میں کوئی لچک نہیں تھی۔ ارسم کو انتظار بے معنی لگا، وہ پلٹ گیا، زینی کھلے آسمان تلے کتنی دیر بیٹھی رہی۔ پرندے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔ سیڑھیوں پہ قدموں کی آہٹ ہوئی اس نے گردن موڑ کر دیکھا وہ شرمین تھی۔

"زینی میں تم سے ہاتھ جوڑ کر اپنے شوہر کی بھیک مانگتی ہوں، پلیز میرا گھر اجڑنے سے بچالو۔" شرمین رو رہی تھی، اس نے لمبی سانس لے کر شرمین کے ہاتھ کھول دیے۔

"میں نے ارسم کو انکار کر دیا ہے تم بے فکر رہو...... میں کبھی تمہارا گھر نہیں توڑوں گی۔" شرمین بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے پیروں پہ گر گئی۔

"مجھے معاف کر دو، میں نے بہت ظلم کیا تم پہ۔"

"جو گزر گیا اسے بھلا دو، نئی زندگی شروع کرو...... ارسم کی پسند میں ڈھل جاؤ زندگی آسودہ ہو جائے گی۔" وہ دیرینہ سہیلی کی طرح اس کو مشورہ دے رہی تھی۔ شرمین کتنی دیر معافی تلافی کر کے لوٹ گئی۔ مغرب کی اذان ہونے لگی، وہ وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی تھی۔

✿......✿......✿......✿

دیوار پار دم سادھے شاہ زیان نے اذیت کے عالم میں اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے...... اس نے ارسم اور شرمین دونوں کی گفتگو سن لی تھی۔ اسے یہ لڑکی بہت عظیم لگی، صمیم کے اصرار پہ وہ دوبارہ آنے کی ہمت نہیں کر پایا تھا، پارٹی والے روز بھی جلدی آ گیا تھا جس کی وجہ سے صمیم اور نائمہ سے ملاقات نہیں ہو پائی تھی، آج آیا تو اس کے قدم بے ساختہ چھت کی طرف بڑھے تھے، نائمہ گھر میں نہیں تھیں، صمیم اس کی تواضع کے لیے بازار سے سامان لینے گیا تھا اور اچھا ہی تھا ورنہ اس کی دگرگوں حالت دیکھ کر صمیم پریشان ہو جاتا...... دیوار پار سے اب گھٹی گھٹی سسکیوں کی آواز اس کے کرب کو بڑھا گئی پھر دیوار پار سناٹا چھا گیا، ایسا ہی سناٹا شاہ زیان کو اپنے اندر اترتا محسوس ہوا، وہ خود کو کھوکھلا محسوس کر رہا تھا۔ گھر آیا تو سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" عروسہ بیگم نے اسے دیکھتے ہی فکرمندی سے پوچھا تو وہ مسکرا دیا۔

"یس مام۔" راستے بھر وہ ایک فیصلہ کرتا آیا تھا اور اب پرسکون تھا۔

"ٹھیک گاڈ ورنہ مام کو شک ہونے لگا ہے نائمہ پھوپو کی طرف کوئی آسیب آپ کو چمٹ گیا ہے۔"

"فضول مت بولو ازمیر۔" عروسہ بیگم نے گھرکا۔

"کتنا مزا آتا ہے بے عزتی کروا کے۔" انا نے چھیڑا تو ازمیر منہ چڑا کے رہ گیا۔

"برخوردار پسند آ گئی کوئی لڑکی؟" واصف نے جاننا چاہا۔

"یس ڈیڈ۔" انا اور ازمیر بھی قریب ہوئے۔

"کون ہے بھائی جلدی بتائیں، مجھے بہت خواہش ہے بھابی لانے کی۔" انا بہت خوشی سے بولی۔

"لڑکی کی چھوٹی بہن تو ہے ناں...... تاکہ میرا چانس بن سکے۔" ازمیر بھی موڈ میں آیا۔

"تم لوگ اسے بولنے دو گے۔" عروسہ بیگم نے دونوں کو آنکھیں دکھائیں۔

"بولیے عالم پناہ۔" ازمیر کو چپ کرانا مشکل تھا۔

"خاندان کی ہے ناں؟" عروسہ بیگم نے جاننا چاہا، شاہ زیان نے نفی میں سر ہلایا۔

"مام کسی عامل کو فون کریں۔ یقیناً نائمہ پھوپو کی طرف کسی آسیب نے جکڑ لیا۔" وہ شاہ زیان کی عقل کو داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔

"یہ تو یوں ہی فضول بولتا رہے گا...... تم بتاؤ شاہ زیان کون ہے، کہاں رہتی ہے، کیسی ہے؟" عروسہ بیگم تجسس ہوئیں۔

"زرینہ نام ہے، نائمہ پھوپو کے پڑوس میں رہتی ہے۔" شاہ زیان بولا۔ ازمیر کو مصنوعی کھانسی ہو گئی۔ عروسہ بیگم کے گھورنے پہ وہ انگلی منہ پہ رکھ کے بیٹھ گیا۔

"کچھ ماہ پہلے اس کے شوہر کا ایئر کریش میں انتقال ہو گیا

Scanned with CamScanner

تھا۔" شاہ زیان کی آواز دھیمی ہوئی۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے شاہ زیان...... میں ایک بیوہ کو اپنی بہو بناؤں گی، کنواری لڑکیاں ختم ہوگئی ہیں کیا۔" عروسہ بیگم وجیہہ اور قابل بیٹے کے منہ سے ایک بیوہ لڑکی کے بارے میں سن کر چراغ پا ہوئیں، واصف بھی حیران تھے۔ ازمین اور انا چپ رہے۔ ساری شوخی شاہ زیان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر ہوا ہوگئی تھی۔

"مام بیوہ ہونے میں اس کی کیا غلطی ہے؟" اس نے کہا۔

"ہماری کیا غلطی ہے کہ ہماری بہو بنے۔" عروسہ بیگم خفا ہوئیں۔

"اس لڑکی کے انتخاب کی وجہ؟" واصف اس کے سنجیدہ چہرے پہ کچھ ڈھونڈ رہے تھے۔ ازمیر کی مذاق میں کہی بات پہ انہیں کچھ سچائی نظر آرہی تھی۔ جب سے نائمہ کے گھر سے لوٹا تھا وہ بہت بدلا بدلا کھویا کھویا نظر آرہا تھا۔

"زندگی میں بعض اوقات ہم سے کچھ غلطیاں ہوجاتی ہیں جس کا احساس ہمیں اس وقت نہیں ہوتا...... مجھ سے بھی ایک بہت بڑی غلطی ہوگئی تھی۔" شاہ زیان کے گمبھیر لہجے پہ عروسہ بیگم اور واصف ٹھٹکے، ان کا قابل اور ویل مینرڈ بیٹا خود اپنے منہ سے غلطی کا اعتراف کررہا تھا۔ اس کی غلطی سے اس لڑکی کا کیا تعلق تھا۔ دونوں الجھے۔

"تم دونوں اپنے کمروں میں جاؤ۔" عروسہ بیگم نے دونوں کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔ جانے وہ کیسا انکشاف کرنے جارہا تھا اور چھوٹوں پہ کیا اثر پڑتا...... دونوں اٹھنے لگے۔ شاہ زیان نے ہاتھ اٹھا کر بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔

"مام جب آپ اور ڈیڈ چھوٹوں کو ہر بار میری مثال دیتے ہیں تو زندگی کی سب سے بڑی غلطی کا اعتراف بھی میں ان کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔" اس کے سنجیدہ انداز پہ سب حیران تھے آج تک کسی نے اسے اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔

اس نے زینی کی زندگی کا ایک ایک ورق ان سب کے سامنے کھول کر رکھ دیا تھا۔ اس پہ گزرے ایک ایک ستم کی کہانی سنادی تھی۔ سب ہی اس ان دیکھی لڑکی سے ہمدردی محسوس کررہے تھے۔

"زینی سے ہمدردی اپنی جگہ، یقیناً اس معصوم لڑکی کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی لیکن ان سب کا یہ مطلب تو نہیں کہ...... "عروسہ بیگم کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

"وہ جعلی نکاح نامہ میں نے اس کے بھائی کو دیا تھا۔" شاہ زیان کے ایک جملے نے چاروں کو اپنی جگہ ساکت کردیا تھا۔

"جب وہ لڑکی ہر کسی سے کہہ رہی تھی کہ وہ ارسم سے شادی نہیں کرے گی اور کوئی اس کی نہیں سن رہا تھا، مجھے بہت غصہ تھا...... جس رات میری فلائیٹ تھی اسی رات اس کا نکاح تھا۔ میرے ذہن میں جعلی نکاح نامہ کا آئیڈیا آیا کہ اسے دیکھ کر یقیناً اس کا نکاح رک جاتا...... اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں نے اس کے کوائف اس کی وال سے لیے...... اس نے حماقت میں اپنے شناختی کارڈ کی پکچر بھی اپنے فیس بک اکاؤنٹ میں رکھی ہوئی تھی۔ مجھے کوئی مشکل نہیں ہوئی...... میں نے فرضی نام ایڈریس لکھا اور اس کے نمبر بھی لکھے مجھے لگا کسی نے دھیان دیا تو فوراً کھل جائے گا کہ جعلی نکاح نامہ ہے لیکن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری اس حرکت سے اس کے لیے بدنصیبی کے دروازے کھل جائے گے اور اب جب سے خبر ہوئی ہے کہ اس کی بربادی کا ذمہ دار میں ہوں تو مجھے ایک پل کو بھی سکون نصیب نہیں ہورہا۔" اس کے چہرے پہ اذیت کے رنگ تھے۔ کچھ لمحوں تک کوئی کچھ بول ہی نہ سکا۔

"مام میں آپ کو مجبور نہیں کررہا لیکن اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا بیٹا ذہنی مریض نہ بنے، سکون کی زندگی گزارے تو اس لڑکی کو بہو کے روپ میں اپنالیں۔ کہیں اس کے آنسو آہیں مجھے بے موت نہ ماردے۔" وہ تھک کے چپ ہوا...... ماحول میں گمبھیر خاموشی طاری ہوگئی تھی۔

"مجھے لگتا ہے شاہ زیان کا فیصلہ درست ہے۔" واصف نے تائید کی۔

"لیکن سوسائٹی، ہمارا سرکل سب کیا کہیں گے؟" عروسہ بیگم شش و پنج میں تھیں۔

"ہمیں صرف اپنے بیٹے کے لیے سوچنا ہے بس۔" واصف کا لہجہ قطعی ہوا۔

"اگر بیٹا اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہے تو ہمیں اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ اس بچی کی اذیت اور تکلیف کو سوچو گی تو زمانے کو بھول جاؤ گی۔" واصف نے سمجھایا۔

"مام ہم سب کو بھائی پہ فخر کرنا چاہیے۔ انہوں نے ایک بہترین فیصلہ کیا ہے۔" ازمیر عروسہ بیگم کو سمجھانے لگا۔ انا شاہ زیان کے ساتھ لگ کر رونے لگی۔

"رو کیوں رہی ہو؟" اس نے اس کے آنسو پونچھے۔

Scanned with CamScanner

"مجھے زینی بھابی کی تکلیفوں کو محسوس کر کے رونا آ رہا ہے۔" انا نے فٹ رشتہ بھی طے کرلیا۔ اس کی معصومیت پہ سب مسکرا دیے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

"بھابی اور ارسم بہت زور دے رہے ہیں زینی۔" فردوس نے ایک بار پھر اس مسئلے کو اٹھایا۔

"مما میں شرمین کو زبان دے چکی ہوں، آپ اس بات کو یہیں ختم کردیں۔" زینی نے ان کے پیر دباتے ہوئے کہا۔

"تم اس شرمین کے بھلے کے لیے سوچ رہی ہو جس نے تمہیں کبھی انسان نہیں سمجھا۔" فردوس کو حیرت ہوئی۔

"نہ سمجھے...... میں اس کے ساتھ زیادتی نہیں کرسکتی کیونکہ اس بات کے لیے میرا ضمیر اجازت نہیں دیتا۔"

"ارسم کی خواہش ہے......" فردوس نے کہا۔

"جب خواہش شکل بدل لے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی، اگر ارسم ثابت قدم رہتے تو میرے نصیب میں شاید اندھیرے نہ آتے، جب انہوں نے شرمین کو اپنایا تب انہیں میری پروا نہیں تھی اور اب میں دوبارہ ان کی خواہش بننے کو تیار نہیں، جو شخص مجھے قابل اعتبار نہ سمجھے اس پہ بھروسا کیسے کروں؟" فردوس افسردہ ہوگئیں۔

"لیکن ساری زندگی یوں تو نہیں گزرے گی...... میں اور تمہارے بابا کب تک ساتھ دیں گے۔ علیشہ کے مزاج سے واقف ہو تم۔" فردوس کو فکر ہوئی۔

"اللہ آپ دونوں کو حیات رکھے، کس کی زندگی کتنی ہے یہ تو کاتب تقدیر ہی جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے آپ لوگوں سے پہلے میں مر جاؤں۔" وہ یاسیت سے مسکرائی تو فردوس دہل گئیں۔

"کیسی بدفعالیں نکالتی ہو زینی...... اس چھوٹی سی عمر میں تو نے دیکھا ہی کیا ہے سوائے غم کے...... مجھے اللہ پہ بھروسہ ہے وہ جلد تیرے نصیب کی سیاہی دور کردے گا۔" فردوس پرامید تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

عروسہ بیگم، انا اور شاہ زیان نائمہ کے گھر آئے تھے۔ عروسہ بیگم، نائمہ کو اعتماد میں لے کر زینی کے گھر چلنے کی بات کی تھی۔ نائمہ بھی بہت حیران ہوئی تھیں۔

"سچ ہے اس بچی کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے، ہنستا مسکراتا بھول گئی ہے۔ سالوں سے پڑوس میں ہوں۔ ان کی اچھائی کی تو لوگ مثالیں دیتے ہیں۔ شاہ زیان نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے زیادہ تم نے اور واصف نے اس فیصلے کا ساتھ دے کر کمال کیا ہے۔" نائمہ نے عروسہ بیگم کو سراہا۔

"بس آپا، ماں بن کر سوچتی ہوں تو شاہ زیان کے ساتھ زیادتی لگتی ہے لیکن اس کے سکون کا سوچتی ہوں تو زینی کے دکھ کا بھی احساس ہوتا ہے۔" عروسہ بیگم نے کہا۔

"پھوپو جلدی چلیں ناں، مجھے بھابی کو دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے۔" انا بے صبری ہو رہی تھی۔

"یوں بغیر بتائے جانا کچھ مناسب نہیں لگتا...... آپ کسی بہانے سے ہمارے آنے کی اطلاع کردیں۔" عروسہ بیگم نے راہ دکھائی تو نائمہ نے تائید کی۔

فردوس کو کال کر کے مطلع کردیا...... انہوں نے کھلے دل سے آنے کی دعوت دی تھی۔ عروسہ بیگم مطمئن ہوئیں۔

"تو یہ وجہ تھی اس دن طبیعت بگڑنے کی؟" صمیم، شاہ زیان کے ساتھ چھت پہ تھا۔ حقیقت جان کر وہ بھی حیران تھا۔

"تجھے سوجھی کیا تھی؟" صمیم نے گھر کا۔

"کچھ تھرل اور اس سے زیادہ اسے ارسم کے نکاح سے بچانے کی کوشش تھی مجھے کیا خبر تھی کہ خون کے رشتے ہی منہ پھیر کر اسے تختہ دار پہ لٹکا دیں گے۔" شاہ زیان مجرمانہ احساس سے چور تھا۔

"اگر انکار ہوگیا تو؟" صمیم نے دوسرا رخ دکھایا۔ چند ثانیے وہ خاموش رہا۔ یوں جیسے بولنے کو کچھ نہ ہو، پھر بے چارگی سے کندھے اچکا کر منڈیر پہ ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوگیا۔

"تو اپنی غلطی کی سزا ساری عمر بھگتوں گا...... سمجھوں گا کہ یہ بے سکونی کسی کی آہ کا نتیجہ ہے۔" صمیم دل سے سب کچھ ٹھیک ہونے کی دعا کر رہا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

فردوس اور نائمہ میں پڑوسن کے علاوہ اچھی دوستی بھی تھی۔ نائمہ کے ساتھ نفیس سی عروسہ بیگم اور ان کی پیاری سی بیٹی کو دیکھ کر فردوس نے خوشی کا اظہار کیا۔ چند ایک باتوں کے بعد عروسہ بیگم نے آنے کی وجہ فوراً گوش گزار کی۔

"ہم آپ کی بیٹی زینی کا رشتہ مانگنے آئے ہیں۔ یہ میرے بیٹے کی تصویر ہے، حال ہی میں آکسفورڈ سے بزنس کی ڈگری لے کر لوٹا ہے۔ اپنا بزنس ہے، وہ ساتھ ہی آیا ہے اگر آپ کے گھر کے مرد ملنا چاہیں تو ابھی بلوا سکتی ہوں۔ وہ نائمہ آپا کے گھر

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

ہے..... ہم ساتھ نہیں لے کر آئے کہ شاید آپ لوگ پسند نہ کریں۔" عروسہ بیگم نے شاہ زیان کی تصویر فردوس کو تھمائی۔ فردوس نے عروسہ بیگم کے طریقے سے بات کرنے کے انداز سے متاثر ہوکر تصویر تھام لی۔ انہوں نے ایک نظر تصویر پہ ڈالی۔

"آپ شاید زینی کے ساتھ..... "فردوس کسی کشمکش میں تھیں۔ انہوں نے نائمہ کو دیکھا۔

"ہمیں نائمہ آپا نے بچی کے ساتھ ہونے والے حادثے کے بارے میں بتادیا ہے آپ بے فکر رہیں۔" عروسہ بیگم کے جواب پہ فردوس پہ شادی مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی۔

"ہم نے آپا سے آپ کی بیٹی کی بہت تعریف سنی ہے۔ جس لڑکی نے ایک دن بھی شوہر کے ساتھ نہ گزارا ہو اس کے لیے دوسال شادی چلانا بڑی بات ہے اور پھر بیوہ کا ٹائٹل لگا کر اسے ہر خوشی سے دور کرنا اس کے ساتھ زیادتی ہوگی۔" فردوس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عروسہ بیگم کی کن لفظوں میں تعریف کریں۔ چھٹی کا دن تھا ضیاء اور احرم گھر پہ تھے۔ فردوس نے لپک جھپک دونوں کو تصویر دکھائی، شاہ زیان کے کوائف سن کر دونوں حیران ہوئے۔ انہوں نے شاہ زیان سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو عروسہ بیگم نے اگلے پل شاہ زیان کو آنے کے لیے فون کردیا۔

علشبہ پہلے ہی عروسہ بیگم اور انا کے قیمتی ملبوسات اور انداز سے مرعوب ہوکر سن گن لینے کی کوشش کررہی تھی۔ زینی کے لیے رشتے کا سن کر اس کا منہ کڑوا ہوگیا..... اس کا خیال تھا کوئی پچاس ساٹھ سالہ کنوارا بزنس مین عمر کی بڑھا ہوگا۔

دروازے پہ دستک ہوئی..... احرم نے دروازہ کھولا تھا۔

"میں شاہ زیان۔" اس نے اپنا تعارف کرایا تو علشبہ تو جیسے بے ہوش ہونے لگی..... لونجا لمبا بے حد ہینڈسم لڑکے کو دیکھ کر اسے لگیک تھا کہ زینی سے جلن محسوس ہوئی۔

"اندر آئیں۔" احرم، صیم اور شاہ زیان کو اندر لے آیا جہاں سب بیٹھے تھے۔

"السلام علیکم۔"

"یہ میرا بیٹا شاہ زیان ہے۔" عروسہ بیگم کے تعارف کرانے پر فردوس اور ضیاء کو ٹوٹ کر اللہ کے فیصلے پہ پیار آیا۔ کیسا چمکتا ہیرا اللہ نے ان کی بیٹی کے لیے بھیجا تھا۔ احرم پہلے ہی لوازمات لے آچکا تھا علشبہ کو جلد میز لگانے کا حکم دے کر وہ بھی کمرے میں آگیا۔

"ماموں، بھابی کو بھی بلالیں تاکہ ہم بھی ان سے مل لیں۔" عروسہ کے کہنے پہ احرم نے میز پہ لوازمات رکھتی علشبہ کو اشارہ کیا تو علشبہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

زینی نماز سے فارغ ہوکر تلاوت کررہی تھی۔ علشبہ کے چہرے پہ تمسخرانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آجاؤ ہو، تمہاری لمبی لمبی دعائیں قبول ہوگئی ہیں۔" عجیب دل جلانے والا انداز تھا۔ زینی نے چونک کر علشبہ کو دیکھا۔ اسے پیچھے ہوتی ہلچل کا احساس نہ ہوا تھا۔

"ممّا کے کمرے میں آجاؤ..... مہمان آئے ہیں۔" علشبہ نے اس کی حیران نظروں کا جواب دیا۔

"قسمت ہے بھئی۔" علشبہ نے جل کے کہا اور سیڑھیاں اتر گئی۔ وہ علشبہ کے انداز اور باتوں سے حیران ہوتی قرآن شریف پہ نشان لگا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ کچھ دیر پہلے ہی شاور لے کر نکلی تھی اس لیے لمبے بال گیلے تھے، دوپٹا سلیقے سے سر پہ لیتی وہ اندر داخل ہوئی، اس کا خیال تھا فردوس کی کوئی ملنے والی ہوں گی۔

"السلام علیکم!" نرم گنگناتی آواز پہ شاہ زیان کی نظریں سیکنڈز کے ہزارویں حصے میں اٹھیں۔ ساری حسیات جیسے جاگ اٹھی تھیں۔ زینی اتنے اجنبی چہرے اور پھر مردوں کو بھی دیکھ کر حیرت سے اپنی جگہ جم سی گئی۔

ذرا فاصلے پہ عورتوں کی محفل جمی تھی۔ نائمہ کے ساتھ دو اجنبی صورت بھی اسے دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔

"یہاں آجاؤ زینی۔" فردوس کی پکار نے اسے حیرت سے نکالا وہ فردوس کے قریب آکر بیٹھ گئی۔

"آپ بہت پیاری اور بہت خوب صورت ہیں۔" انا زینی کے کان میں کہتے ہوئے انگلیوں سے لوکے بنا کر شاہ زیان کو چپے داودی۔ زینی نے شاہ زیان کی مسکراہٹ اور انا کی حرکت کو حیرانی سے دیکھا، عروسہ بیگم اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کررہی تھیں، شاہ زیان سب کی نظر بچا کر اس پہ نظر ڈالنا نہیں بھول رہا تھا۔ زینی کی سمجھ میں کچھ کچھ آگیا تھا۔ عروسہ بیگم نے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ اس کی ہتھیلی پہ رکھے تو وہ بوکھلا کر فردوس کو دیکھنے لگی۔

"یہ....؟" فردوس کو بھی ان کی جلد بازی پہ حیرت ہوئی۔

"ہماری طرف سے رشتہ پکا ہے..... آپ لوگ اپنی کہیں، ہم آپ لوگوں کا فیصلہ ابھی جاننا چاہتے ہیں۔" عروسہ بیگم کا سارا

تر دد زینی کو دیکھ کر ختم ہو گیا تھا۔ فردوس، ضیاء اور احرم کی طرف دیکھنے لگیں۔ ضیاء اٹھ کر زینی کے پاس آئے اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"بھئی سچ پوچھیں تو ہمیں شاہ زیان بہت پسند آیا ہے مگر جانے انجانے میں اپنی بچی کے ساتھ ہم بہت زیادتی کر چکے ہیں۔ اس لیے جو فیصلہ ہوگا وہ زینی ہی کرے گی۔" ضیاء کے رندھے لہجے اور کپکپاتے ہاتھوں نے زینی کی آنکھوں کے گوشے گیلے کر دیے، وہ اپنے پیاروں کے چہروں کو دیکھے بغیر بھی ان کے چہروں پہ لکھا حرف حرف پڑھ سکتی تھی۔

"بولو بیٹا تمہاری کیا مرضی ہے؟" نائمہ نے ہولے سے اس کا ہاتھ دبایا، کمرے میں خاموشی تھی۔ شاہ زیان کے دل کی دھڑکن جیسے قید ہونے لگی تھی۔ لمحوں کی سرسراہٹ نے اسے بے چین کر دیا...... اگر اس کے لبوں سے انکار نکل جاتا تو وہ کبھی خود کو معاف نہیں کر سکتا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کی سانس رکتی اس کے لب ہلے۔

"اگر آپ لوگوں کو اعتراض نہ ہو تو میں کچھ دیر اکیلے میں زینی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" شاہ زیان کے غیر متوقع سوال نے ایک لمحے کے لیے سب کو سوچ میں ڈال دیا۔ زینی انگلیاں مروڑنے لگی۔

"یہ تو اچھی بات ہوگی...... زندگی ان دونوں کی ہے تو فیصلہ بھی دونوں کو ہی کرنا چاہیے۔" احرم نے کسی کے بولنے سے پہلے منظوری دی۔

"علشبہ، زینی اور شاہ زیان کو اوپر لے جاؤ۔" علشبہ نے بادل نخواستہ حکم کی تعمیل کی۔ شاہ زیان پہلے ہی کمرے سے نکل گیا تھا۔ زینی کے قدموں سے جیسے کوئی چیز بار بار لپٹ رہی تھی۔ علشبہ اسے اوپر چھوڑ کر چلی گئی۔ زینی دیوار سے لگ کے کھڑی ہوگئی۔ شاہ زیان نے اس کی انگلیوں کی حرکت سے اندازہ لگایا کہ وہ پریشان ہے۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں جانے کیسے شاہ زیان نے ایسی فرمائش کر دی تھی۔ شاید وہ آخری بازی پوری جان لگا کر کھیلنا چاہتا تھا۔

"بیٹھ جائیں پلیز۔" شاہ زیان نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ بیٹھ جائیں، میں ٹھیک ہوں۔" دوپٹے کے ہالے میں چھوٹی بڑی لٹیں ہوا سے لہرا کر چہرے پہ جھول رہی تھیں۔ جنہیں وہ بار بار دوپٹے کے اندر کر رہی تھی۔

"میں آپ سے اکیلے میں صرف اس لیے بات کرنا چاہتا تھا کہ مجھے خبر تھی کہ آپ انکار کرنا چاہ رہی تھیں۔" وہ فاصلہ رکھ کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

یہ میم کے گھر سے ملی وہی دیوار تھی جس کے اس پار کبھی وہ تھا اور اب وہ روبرو تھے۔ ہاتھ سینے پہ باندھے وہ اس کی انگلیوں کی لرزش کو بغور دیکھ رہا تھا۔ سفید سوٹ میں وہ بہت پرکشش اور دل میں اترتی جا رہی تھی۔ لانبے بال، دوپٹے کے اوپر سے بھی جھلک دکھا رہے تھے۔ اس انکشاف پہ زینی نے جھجکی نظریں اٹھائیں اس کی ساحر آنکھیں اس پہ ہی جمی تھیں۔ زینی نے نظریں جھکا لیں۔

"جب جان گئے تھے تو اس ملاقات کا مقصد؟" دھیمے لہجے میں سوال کیا۔

"میں چاہتا ہوں آپ اقرار کریں، اپنے لیے نہیں تو خود سے جڑے لوگوں کے لیے...... میرے لیے۔" دھیما گمبھیر لہجہ اسے پھر سے حیران کر گیا۔

"آپ کے لیے......؟" سوالیہ نظریں شاہ زیان کی آنکھوں سے ملیں تو وہ مسکرا دیا۔

"جی میرے لیے...... مجھے پہلی نظر میں ہی آپ سے عشق ہو گیا ہے۔ پہلے آپ کی باتوں سے تھا اب آپ سے ہو گیا ہے۔" اس بے باک اظہار پہ اس کی کشادہ آنکھیں مزید کشادہ ہوئیں۔ وہ ہولے سے ہنسا۔

"کب، کیسے، کہاں ہوا؟"

"ان حیران آنکھوں کے جوابات پھر کبھی، کسی اور خوب صورت لمحے میں دوں گا...... فی الحال آپ سے ریکویسٹ ہے کہ آپ مجھ سے شادی کر کے مجھ بے چارے کا بھلا کر دیں۔" اس کے انداز، لہجے پہ وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔ ایک سحر تھا اس کے لفظوں اور اس کی نظروں میں۔

"جانتا ہوں اس انکار سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن شاید میری زندگی آج یہیں ختم ہو جائے گی۔" اس کے لہجے میں قیمتی اثاثہ کھونے کا ڈر سمایا ہوا تھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں، آپ کو بہت لڑکیاں مل جائیں گی۔ ایک بیوہ کے طلب گار کیوں ہیں؟" اس کا لہجہ سخت ہوا۔

"کہا ناں آپ سے عشق جو ہے۔" جواب فوراً دیا۔ "پلیز زینی میری بی۔" بلیک جینز، وائٹ شرٹ اور جیکٹ میں ملبوس وہ باقاعدہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پروپوز کر رہا تھا۔ اس کی چمکتی

ہتھیلی کو زینی نے چونک کر دیکھا۔

"کاش ناول کا ڈیشنگ ہیرو مجھ سے ٹکرا جائے۔" اس کے لہجے کی بازگشت سنائی دی تھی۔ وہ بے حد چونک کر شاہ زیان کو دیکھنے لگی۔

"آپ کھڑے ہو جائیں پلیز۔" کسے عجیب سا لگا۔

"آپ جب تک اقرار نہیں کریں گی میں نہیں اٹھوں گا۔" اس نے ضدی لہجے میں کہا۔

"خاصے بیچورڈ بندے لگ رہے ہیں یہ کالج گوئنگ حرکت اچھی نہیں لگ رہی۔" اس نے خفگی دکھائی۔

"دل تو بچہ ہے جی۔" اس نے اتنی معصومیت سے کہا کہ زینی کے لبوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ جسے اس نے فوراً چھپالی مگر وہ دیکھ چکا تھا۔

"پلیز...... آپ کھڑے ہوں پہلے۔"

"آپ ہاں کریں گی ہاں؟" وہ اٹھنے سے پہلے اقرار چاہ رہا تھا۔ وہ عجیب الجھن میں پھنس گئی تھی۔

"آپ اپنی حرکت جاری رکھیں میں نیچے جارہی ہوں۔" اس نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے۔

"زینی......" اس کی پکار نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

"ساحل پہ کھڑے ہو تمہیں کیا پار چلے جانا۔" وہ بے ساختہ پلٹی، اس کا انداز، اس کی باتیں اس کی نظروں کی جادوگری زینی کو کچھ سوچنے پہ مجبور کررہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا وہ اسے برسوں سے جانتا ہو۔ شاہ زیان کے چہرے پہ جیسے زندگی ختم ہوگئی تھی۔ اس کے چہرے پہ لکھی ہار اس کی نظروں کو ساکت کر گیا تھا۔ جانے کیا تھا اس کی نظروں میں کہ زینی نے پھر پیچھے جانے کے لیے قدم اٹھائے۔

"میں ہاں کہنے جارہی ہوں آپ بھی پیچھے آجائیں۔" وہ کہہ کے نیچے چلی گئی...... شاہ زیان کو چند ثانیے سمجھ میں نہیں آیا لیکن جب سمجھا تو تین تین سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے آیا...... دونوں کے کھلے چہروں نے سب کے چہروں پہ خوشی دوڑا دی تھی۔

✿......✿......✿......✿

وہ لوگ چلے گئے تھے، سب نے زینی کے فیصلے کو بے حد سراہا ضیاء اور فردوس کے چہرے پہ پھیلا سکون، ارحم کی چہرے پہ خوشی سب ظاہر کررہے تھے کہ وہ اس کے فیصلے سے کتنا خوش تھے...... زینی کو حیرت تھی جانے کیوں، کیسے وہ یہ فیصلہ کرگئی تھی۔ کچھ تو ضرور تھا اس شخص میں جو وہ مسمرائز ہوکر وہی کرگئی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ عرصے بعد زینی کی سوچ کسی ایک مرکز پہ رکی تھی، ایک شخص پر ٹھہر گئی تھی۔ کون تھا وہ، کہاں سے آیا تھا؟ جو ہر فیصلہ حسب منشاء کرا گیا۔ وہ ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔ وہ پہلی ہی ملاقات میں اس کے زیر اثر ہوگئی تھی۔ وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا، وہ شاید ساحر تھا جس کے سحر نے اسے اپنے سنگ باندھ لیا تھا...... خواہشات، خوابوں سے اتنا برسوں پرانا دل سینے میں شور مچانے لگا تھا۔ الگ لے پہ دھڑک رہا تھا...... کچھ تو الگ تھا اس میں لیکن کیا؟ شاید وہ اس کے سپنوں جیسا تھا لیکن اب وہ پہلے والی زینی نہیں رہی تھی۔

"میرے ساتھ میرا سیاہ ماضی ہے، ان کی اذیتیں ہیں، انہیں تو ابھی عشق کا بخار چڑھا ہے جو شاید چند دنوں میں اتر جائے گا۔" تلخی سے سوچ کر اس نے اپنے اندر کی الہڑ زینی کو باہر آنے سے روک دیا تھا۔

✿......✿......✿......✿

"میرے تو ہوش اڑ گئے شاہ زیان کو دیکھ کر، کیسا ہیرے جیسا نصیب پایا ہے منحوس نے۔" علشبہ نے شرمین کو فون کھڑکایا۔

"آنا فانا رشتہ پکا ہوگیا دونوں طرف سے، پہلے کیسے ہر رشتے پہ میسنی ناک چڑھا رہی تھی۔ ہینڈسم بندہ دیکھ کر ہاں کردی...... ساس بھی پچاس ہزار ہاتھ پہ رکھ کر چلی گئیں۔" علشبہ کو جلن ہورہی تھی۔

"اچھا ہی ہوا آپی...... کم از کم اس منحوس کی شادی ہوگی تو ارحم کی آس بھی ختم ہوجائے گی ورنہ ہر گھڑی مجھے دھڑکا ہی لگا ہوا تھا قسم سے۔" شرمین نے سکون کا سانس لیا، زینی کے لیے نفرت برقرار تھی۔ معافی تلافی تو ایک ڈراما تھا۔ اسے راستے سے ہٹانے کے لیے۔

"ہاں کہتی تو تم ٹھیک ہو، مگر اللہ نے بھی کیا چھن کے بندہ بھیجا ہے۔ قسم سے میرا تو صدمہ کم نہیں ہورہا...... جانے کتنی راتوں تک نیند نہیں آئے گی غصے سے۔"

"کیا بہت ہینڈسم ہے؟" علشبہ کے بار بار قصیدہ پڑھنے پہ وہ حیران ہوئی، پچاس ہزار بھی ہضم نہیں ہورہے تھے۔

"کمال سا ہے...... ویسے ابھی آکسفورڈ سے ڈگری لے کر لوٹا ہے، باپ کا بزنس ہے لیکن اپنی فیکٹری بھی تعمیر کروا رہا ہے۔ کئی بنگلے ہیں، بینک بیلنس الگ۔"

Scanned with CamScanner

''ہیں...... واقعی؟'' شرمین کی بھی رال ٹپکنے لگی۔
''تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔'' علشبہ برا مان گئی۔
''ارے نہیں...... الہ دین کا چراغ کہاں سے مل گیا اس منحوس کو۔''
''پتا نہیں۔'' علشبہ جلی بیٹھی تھی۔ دونوں میں گفتگو ہو رہی تھی تو ارسم کمرے میں داخل ہوا شرمین فون پر لگی ہوئی تھی۔
''کس بات پہ ہنسی آ رہی ہے؟'' ارسم نے جوتے اتارتے ہوئے چڑ کر پوچھا۔
''ویسے میرا کہا مان کر آپ گھر، زمین، جائیداد بنا لیتے تو کتنا فائدے میں رہتے۔'' اس نے چڑ لیا۔
''مطلب؟'' ارسم کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔
''کروڑ پتی آکسفورڈ ڈگری ہولڈر سے آپ کی عزیز زیبی شادی کر رہی ہے۔'' شرمین کا لہجہ تمسخرانہ ہوا۔ ارسم حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔
''یونہی تو آپ کو نہیں بار بار دھتکار رہی تھی۔ ہوتی آپ کے پاس دولت تو دیکھتے کیسے شادی کے لیے ہامی بھرتی۔'' شرمین ہنس دی۔ ارسم کمرے سے باہر چلا گیا۔ شرمین کو بہت مزا آیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

''میں آپ کو بتا نہیں سکتی واصف وہ کتنی معصوم اور کم عمر بچی ہے، یقین نہیں آ رہا تھا اسے دیکھ کر کہ وہ اتنی اذیت جھیل چکی ہے۔'' عروسہ بیگم زیبی سے مل کر بہت خوش تھیں جس کا اظہار بھی ان کے لفظوں سے ہو رہا تھا، انا نے زیبی کی تصویر واصف کو دکھائی۔
''مجھے بھی دکھاؤ۔'' ازمیر نے فون چھینا۔
''ماشاء اللہ۔'' کہہ کر واصف نے شاہ زیان کو دیکھا۔ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ انہیں بہت سکون ملا۔
''بھائی کی چوائس کی داد دینی چاہیے۔'' ازمیر نے چھیڑا۔
''بھائی تو بڑے چھپے رستم ہیں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔'' انا نے مسکراتے ہوئے ازمیر سے کہا۔ شاہ زیان مسکراہٹ چھپا گیا۔ یقیناً وہ چھت والی بات بتاتی۔ جب سے اس نے کان کھا لیے تھے کہ بتائیں آپ نے ایسا کیا کہا کہ زیبی بھابی نے ہاں کر دی۔
''اب جس طرح دل بڑا کر کے بہو کو گھر لا رہی ہو اس کے آنے کے بعد روایتی ساس نہ بن جانا...... وہ بچی پہلے ہی رشتوں کی ڈسی ہوئی ہے۔'' واصف نے عروسہ بیگم کو احساس دلایا۔
''کہہ تو آپ ٹھیک رہے ہیں، اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس بچی کے زخم پہ مرہم رکھ سکیں اس کی اذیتوں کا مداوا کر سکیں۔'' عروسہ بیگم نے صدقِ دل سے دعا کی۔
''ویسے میں تمہاری اس اعلیٰ ظرفی پہ حیران ہوں۔'' انہوں نے حیرت کا اظہار کیا۔
''ہوں تو میں بھی روایتی ماں...... یہ سچ ہے کہ جب شاہ زیان نے زیبی سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تو مجھے برا لگا تھا لوگ کتنی بڑی بڑی غلطی کرتے ہیں اور پلٹ کر دیکھتے بھی نہیں ہیں لیکن جب میں نے زیبی کو انا کی جگہ پہ رکھ کر سوچنا شروع کیا تو میں بھول گئی کہ میں شاہ زیان کی ماں ہوں۔ مجھے اس بچی کی تکلیفیں ہی نظر آئیں اور فیصلہ آسان ہو گیا۔'' عروسہ بیگم نے برملا اعتراف کیا۔
''میری مام کی یہی خوبی تو انہیں سب سے الگ بناتی ہے۔'' شاہ زیان نے عروسہ بیگم کو گلے لگا لیا۔
''مام بٹرنگ ہو رہی ہے۔'' انا نے تان لگائی۔
''ہاں سمجھ رہی ہوں۔'' عروسہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

❁ ❁ ❁ ❁

شادی کی تیاری شروع ہو گئی تھی۔ زیبی شادی سادگی سے چاہتی تھی مگر دونوں طرف سے کسی نے اس کی ایک نہیں سنی، ارسم نے جب نبیلہ سے تفصیل سنی تو آگ بگولا ہو گیا۔
''تو یہ تھا وہ شہزادہ جس کا تمہیں انتظار تھا۔ پیسے کی ہوس تھی تو مجھے کہہ دیا ہوتا۔'' ارسم سخت تیوروں سے ہمکلام ہوا۔
''میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں۔'' کسے ارسم کا انداز ہضم نہیں ہوا۔
''کیوں نہیں ہو؟ جب تمہیں شادی کی خواہش نہیں تھی تو پھر کیوں کر رہی ہو۔ بیٹھی رہو ساری زندگی یہاں۔'' ارسم چنگھاڑا۔
''تاکہ آپ جیسے لوگ مجھے تنگ کرنے آتے رہیں۔'' برسوں بعد زیبی نے اسے منہ توڑ جواب دیا تھا۔
''بڑی زبان چل رہی ہے، بہت اچھل رہی ہو، تمہیں کیا لگ رہا ہے وہ تم پہ مرتا ہے؟ ایک بیوہ سے شادی کر رہا ہے کوئی پاگل ہی ہوگا جو سیکنڈ ہینڈ چیز پسند کرے گا۔'' ارسم کے الفاظ آگ تھے جو وہ زیبی کے وجود پہ انڈیل رہا تھا۔

''آپ اتنی گری ہوئی باتیں کرسکتے ہیں مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔اب آپ جاسکتے ہیں۔'' زیبی کو شدید غصہ آیا لیکن اس نے ضبط و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔

''میں تمہیں خوش نہیں رہنے دوں گا۔'' ارسم دھمکی دیتا چلا گیا۔ارسم نے بہت جلد اپنا اصل چہرہ دکھادیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

آج زیبی کی مایوں تھی۔ صبح سے گھر میں ہلچل تھی۔ سسرالیوں نے بھی مایوں میں شرکت کی تھی۔ فردوس کے ہاں مایوں میں لڑکا نہیں آتا تھا۔دیر تک شور و ہنگامہ ہوتا رہا اور اب شاید سب سونے جاچکے تھے۔ مایوں کا سوٹ پہنے موتیا کے زیور میں وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اس پر سے نظر نہیں ہٹ رہی تھی۔ وہ کھلے آسمان تلے آگئی تھی۔ جو کچھ ہو رہا تھا یا جو ہونے جارہا تھا زیبی کو بالکل یقین نہیں آرہا تھا۔ جہاں سب کے چہروں پہ خوشی تھی۔ وہیں اس کے دل میں ڈر بھی تھا کہ اگر یہ شادی بھی نہ چل سکی تو سب کتنے دکھی ہوں گے، اس نے اتنے سیاہ دن اور راتیں دیکھی تھیں کہ اسے رسی بھی سانپ لگنے لگی تھی۔ جہاں اپنوں کی دعا ساتھ تھی وہیں نبیل، ارسم اور عاطف کی بددعا کا بھی سامنا تھا۔ انجانے لوگ، انجانا گھر، جانے اس کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا، وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔ اسے کوئی اچھی امید نہیں تھی۔ مہندی سے رچے ہاتھوں کو تکتے اس کے آنسو بہنے لگے تھے۔ اسے لگا کسی نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا ہو وہ چونک کر مڑی تو آنسو ساکت ہوگئے تھے مگر اس کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ اس نے سابقہ پوزیشن میں چہرہ کیا۔ کسی کو قریب دیکھ کر بری طرح ڈر گئی، اس کی چیخ نکلنے لگی تھی۔ شاہ زیان نے اس کے لبوں پہ انگلی رکھ کر آواز کا گلہ گھونٹ دیا تھا۔

''میں ہوں شاہ زیان۔'' کان کے پاس سرگوشی ہوئی۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

''سوری فار دیٹ۔'' وہ منہ پہ ہاتھ رکھنے کی جسارت پہ معذرت کررہا تھا۔

''آپ.....؟'' زیبی کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔ وہ ہولے سے مسکرایا۔

''ہاں میں۔''

''یہاں کیسے؟'' بھیگی بھیگی پلکوں سے پوچھتی وہ اتنی معصوم لگ رہی تھی کہ وہ کئی لمحے اس پر سے نظریں نہیں ہٹا سکا۔

''یہاں سے۔'' سر کھجاتے اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ ''اگر تمہیں برا لگا تو کان پکڑ کر معافی چاہتا ہوں۔'' اس نے کان پکڑ لیے۔ وہ خاموشی سے اسے تکتی رہی۔

''میری خواہش ہے جب میں مایوں کی دلہن بنوں تو میرا ہیرو سب سے چھپ کے مجھ سے ملنے آئے۔'' اس کی اپنی آواز کی بازگشت گونجی تھی۔ آنسو بھی حیرت سے پلکوں پہ تھم گئے تھے۔

''خوشی کے موقع پہ یہ آنسو کیوں؟'' شہادت کی انگلی اٹھا کر بھیگی پلکوں کی طرف اشارہ کیا۔ چاند کی چاندنی، موتیا کی خوشبو، رات کی رانی کا سحر ماحول پر فسوں ہوچکا تھا۔

''اب تم میرے نام سے جڑنے جارہی ہو، تمہیں ان آنسوؤں سے دوستی چھوڑنا پڑے گی۔'' بھولا بھٹکا اک قطرہ پلکوں پہ تھرتھرانے لگا تھا۔ شاہ زیان نے شہادت کی انگلی سے اسے اپنی پور میں سمیٹ لیا تھا۔ وہ کسی پرفسوں لمحے میں گھر گئی تھی۔ کئی ثانیے وہ اس بوند کو دیکھتا رہا پھر اس نے مٹھی بند کرلی تھی۔ ایک دم سے مٹھی کھول کر اس نے اپنی ہتھیلی پہ پھونک ماری۔

''میری ساری خوشیاں تمہاری۔'' وہ لڑکھڑا کر دیوار سے لگ گئی تھی۔ شاہ زیان نے اس کے حیران کن تاثرات کو بغور دیکھا۔

''سب نے تمہاری اتنی تعریف کی کہ مجھ سے رہا نہیں گیا۔ سوچا میں بھی تو دیکھ لوں۔ میرے نام کی ابٹن اور مہندی میں تم کیسی لگتی ہو۔'' اس نے بہت جلد فاصلے پاٹ لیے تھے۔ زیبی کے مہندی سے رچے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامے مہندی کا جائزہ لے رہا تھا۔ حواس بحال کرتے اس نے اپنا ہاتھ کھینچا مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

''چھڑا سکو گی مجھ سے ہاتھ؟'' مسکراتا مہکتا سوال کیا۔ زیبی کی پلکیں جھک گئیں۔

''کوئی آجائے گا پلیز۔'' اسے گھبراہٹ ہونے لگی۔

''بدنام ہونے سے ڈر لگتا ہے۔'' اس نے چھیڑا گویا دل کی انگوٹھی میں اس کے دل کے تاروں کو چھیڑ بیٹھا۔

''مجھے اب کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا..... آپ عادی نہیں ہوں گے۔'' اس کے ٹوٹے لہجے پہ شاہ زیان نے اپنے ہاتھوں میں تھامے اس کے ہاتھ اوپر اٹھا کر ہولے سے دبائے۔

''تمہارے لیے تو سولی پر بھی چڑھنے کو تیار ہوں۔'' وہ اس کے انداز پہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔

''آج کے بعد سے تمہیں کسی سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، میں زندگی کے ہر مقام پہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔ تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گا، ٹرسٹ می۔'' زیبی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، اس کے لہجے کی سچائی اس کی آنکھوں سے عیاں تھی۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑانا چاہتی تھی اس کی آمد پہ غصہ کرنا چاہتی تھی لیکن نجانے کیوں وہ خود کو اس کے سامنے بے بس محسوس کرتی تھی۔ بھلے اس کی عمر زیادہ نہیں تھی مگر دو سالوں تک اس نے جس عالم میں زندگی کو محسوس کیا تھا اسے لگتا تھا وہ اندر سے مرگئی ہے، کوئی احساس، کوئی خوش کن خیال بھولے سے اس کے پاس نہیں آیا تھا لیکن یہ شخص لمحوں کو اپنی گرفت میں کرنا جانتا تھا۔ جب سے وہ زندگی میں آیا تھا...... وہ محسوس کررہی تھی کہ اس کے اندر کا گلیشیر پگھلنے لگا ہے، اسے خود میں زندگی کی حرارت محسوس ہونے لگی تھی، اس کے منہ میں بھی زبان آنے لگی تھی، جانے کون تھا وہ جو پرانی زیبی کو اس کے اندر بیدار کررہا تھا۔

''اتنی بے یقینی کیوں؟'' اسے مسلسل اپنی طرف تکتے دیکھ کر مسکرایا۔ اس نے نظریں چرالیں۔

چراؤ نظریں، چراؤ دامن بدل کر رستہ بڑھاؤ الجھن
تمہیں پھر بھی دعاؤں سے جو میں نے پالیا تو کیا کرو گے

بہت شرارتی لہجہ تھا۔ اس کی باتیں، اس کا انداز اس گھڑی وہ اس ساحر پہ بس حیرت ہی کررہی تھی۔

''اتنی حیرت سے نہ دیکھو کہیں میں تاب نہ لاسکا تو تمہیں اپنائے بغیر دنیا سے جانا پڑے گا۔'' اس نے جواب میں کچھ نہیں کہا لیکن اس کے چہرے پہ پھیلے تاثرات نے شاہ زیان کو نہال کردیا۔

''جانتا ہوں تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے...... میری چاہت نہیں ہے لیکن تمہیں اتنی محبت ملے گی کہ تم خود میری محبت میں مبتلا ہوجاؤ گی۔'' بڑا خوب صورت دعویٰ تھا۔ اس کی آنکھوں سے نکلتی شعاعوں سے زیبی کی پلکیں جھک گئیں اور اسی لمحے کا فائدہ اٹھا کر وہ اس کی ہتھیلی پہ اپنا لمس چھوڑ کر دیوار کے پیچھے غائب ہوگیا تھا۔ زیبی کئی لمحے ساکت کھڑی رہی۔ ہتھیلی پہ نظریں جمائے وہ اس جادوگر کو سوچ رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

ہزاروں وسوسوں کو دل میں لیے نکاح کے بندھن میں بندھ کے وہ شاہ زیان کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ جب اس نے اپنی زندگی سے خوش فہمی کو نکال پھینکا تو شاہ زیان اس کی زندگی میں آیا اور اس نے آتے ہی اس کی سوچوں پہ قبضہ کرلیا تھا۔ وہ اعتراف کررہی تھی کہ اس نے ہزار کوشش کی تھی بچنے کے لیے لیکن ناکام رہی تھی اور اب وہ اس کی منتظر تھی۔ ایک بار پہلے بھی وہ اس مرحلے سے گزری تھی جب جعفری نے اس کا استقبال تھپڑوں سے کیا تھا اور اس کا نیم بے ہوش وجود ہوش کھو بیٹھا تھا۔ آج بھی اس کے اندر ہزار خدشے کلبلا رہے تھے۔ ماضی کا خوفناک عکس جھلملا رہا تھا۔ قدموں کی آہٹ پہ اس کا دل حلق میں آگیا۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگے تھے۔

شاہ زیان کمرے میں آچکا تھا۔ وہ جو سادگی میں اس کا قرار لوٹ گئی تھی، مکمل کانٹوں سے لیس اس کے ہوش اڑا رہی تھی۔ وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اور دیوانوں کی طرح کتنی دیر تک اسے تکتا رہا۔ زیبی کا ہاتھ ہولے سے تھام کر دل کی جگہ رکھ کر خاموشی سے اسے محسوس کرتا رہا...... وہ خاموشی سے اسے تک رہا تھا۔ زیبی کو اس کی نظروں سے جھلکتی دیوانگی سے الجھن ہونے لگی۔

''اتنی محبت...... اتنی دیوانگی کیوں؟'' اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

''تم میرے وجود کا حصہ ہو، میری تکمیل ہو، مجھے نہیں لگتا تھا کہ میں کبھی کسی سے محبت کروں گا لیکن تمہیں دیکھنے کے بعد میرے سارے ارادے بھربھری ریت کی طرح ڈھے گئے...... ناؤ آئے رئیلی لو یو...... بہت سوچا لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہ میں کیسے اور کن لفظوں میں تم سے اپنی شدتوں کا اظہار کروں۔'' شاہ زیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زیبی کے لیے کیا کرے کہ وہ اپنی ساری تکلیفیں بھول جائے، اپنے لیے کسی کا اتنا والہانہ پن زیبی کے لیے نیا تھا۔ شاہ زیان نے اس کے ایک ایک زخم چن لیے تھے۔ اس کی محبت و دیوانگی میں بھیگتی زیبی نے جیسے نیا روپ دھار لیا تھا۔

شاہ زیان نے صرف ازالے کے لیے یہ شادی نہیں کی تھی، اسے واقعی زیبی سے محبت ہوگئی تھی اور یہ احساس کہ اس کی غلطی پہ یہ نازک لڑکی پل پل تڑپی ہے اسے مزید محبت کرنے پہ مجبور کر گیا تھا۔ شاہ زیان کے لفظ کھوکھلے نہیں تھے آنے والے دنوں میں اس نے اپنا کہا سچ کردکھایا۔ زیبی اس کی محبت کی برتی پھوار سے بدلنے لگی تھی۔ وہ بدل رہی تھی۔ اس کے لب مسکرانا سیکھ رہے تھے اور یہ سب شاہ زیان کی

رفاقت کا اثر تھا۔ وہ جو بولنا بھول گئی تھی شاہ زیان گھنٹوں اس سے باتیں کرتا تھا...... ایک لمحے کے لیے نظروں سے اوجھل ہوتی تو پکار پکار کر گھر سر پہ اٹھا لیتا۔

ہنی مون کے لیے وہ شمالی علاقہ جات گئے تھے۔ زینی کو ان دنوں اپنا بھی ہوش نہیں تھا۔ اس کے سارے زخم بھرنے لگے تھے۔ اس وقت وہ قدرت کے حسین مناظر میں کھو کر شاہ زیان سے آگے نکل گئی تھی دفعتاً اس کے پیر لڑکھڑائے تھے۔ نیچے خطرناک کھائی تھی۔ خوف سے آنکھیں بند ہوگئی تھیں۔

"شاہ......" ابھی اس نے پکارا ہی تھا کہ اس کے وجود کے گرد شاہ زیان کا حصار زنجیر بن کر اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔

"حکم شاہ کی جان۔" اس کی پیشانی پہ چمکتی بوندوں کو ہتھیلی پہ سمیٹتے ہم کلام ہوا۔

"وہ مجھے لگا میں کھائی میں گر جاؤں گی۔" وہ ابھی تک خوف سے کانپ رہی تھی۔

"میرے ہوتے ہوئے تو ایسا ممکن نہیں ڈیئر۔" اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکراتے ہوئے بازو کے گھیرے میں لے کر چلنے لگا۔

"اگر میں گر جاتی تو؟" جانے کیوں وہ پوچھ بیٹھی۔

"تو میں بھی چھلانگ لگا دیتا۔" ایک سیکنڈ کی دیری کے بغیر جواب دیا۔ گہری کھائی اور اس کا دعویٰ۔ زینی رک کر اسے دیکھنے لگی۔ جیسے یقین نہ کر پا رہی ہو اسے جیسے چوٹ پڑی تھی۔

"تم کبھی میری محبت پہ شک کرو یہ میں برداشت نہیں کر پاؤں گا۔" شاہ زیان نے اس کے وجود کے گرد سے اپنا ہاتھ ہٹایا تو زینی چونک کر اس کے بدلتے تاثرات کو دیکھنے لگی۔ وہ شاید کچھ کرنے کی ٹھان چکا تھا۔

"زندہ رہا تو پھر ملیں گے۔ ورنہ میرا یقین کر لینا۔" وہ تیز قدموں سے کھائی کی طرف بڑھنے لگا۔ کئی ثانیے وہ کچھ سمجھ نہ سکی جب سمجھی تو اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔

"شاہ زیان پلیز......" وہ ان سنی کیے آگے بڑھتا رہا۔

"پلیز شاہ میرا یہ مقصد نہیں تھا۔" زینی کو اس سے ایسی دیوانگی کی امید نہیں تھی کہ وہ اس کے سامنے آگئی۔

"مجھے یقین ہے پلیز ایسی حرکت نہ کریں۔" اس کے آنسو نکل آئے وہ جو کسی ٹرانس میں چلا تھا اس کے بڑھتے قدم رک گئے تھے۔

"مجھے یقین ہے آپ کی محبت پہ۔" اسے بازوؤں سے پکڑے وہ رو دی۔ اسے خبر نہیں تھی یہ آنسو کیوں بہہ رہے تھے لیکن یہ ضرور جان گئی تھی کہ چند دنوں میں اسے یہ شخص بہت عزیز ہو گیا تھا اور وہ اس کی دوری کسی صورت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"یار ایک تو تم ہر بات پہ رونا شروع کر دیتی ہو، کہاں سے آتا ہے اتنا پانی؟" اگلے پل وہ اپنے مخصوص انداز میں آنسو پونچھ رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے جتنا خود سے دور لگ رہا تھا اب اتنا ہی اپنا اپنا بیٹھا تھا۔ زینی نے جھٹک کر اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"مجھے بات نہیں کرنی آپ سے؟"

"او کے...... میں کرتا ہوں تم سنو۔" وہ قریب ہوا۔

"مجھے آپ کی بات سننی بھی نہیں ہے۔" وہ خفا ہو چکی تھی اور کانوں پہ ہاتھ رکھ کر کھڑی رہی۔ شاہ زیان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

"ہرٹ ہوئی تو سوری لیکن میں ابھی اسی پل اپنی جان دے سکتا ہوں صرف تمہیں اعتبار دلانے کو کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔" اس کی خفگی کو دیکھتے اس نے پوری سچائی سے کہا۔

"زینی مجھے نہیں معلوم کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں، تم سے پہلے کیسے جی رہا تھا لیکن تمہیں دیکھ کے میں تمہاری محبت میں گرفتار ہو گیا، اپنے ادھورے پن کا شدت سے احساس ہوا، بے شک تمہیں یہ افسانوی محبت لگے گی مگر یہی سچ ہے۔ ہر گزرتے دن کا ہر پہر میرے اندر تمہاری محبت کی بنیاد کو مضبوط کرتا جا رہا ہے۔ مجھے لگنے لگا ہے کہ میری محبت تمہارے لیے دیوانگی کے حدود میں داخل ہو گئی ہے۔ میں تمہارے لیے کسی کی جان لے بھی سکتا ہوں اور اپنی جان دے بھی سکتا ہوں۔" زینی بدحواس سی اس کی جنوں خیزی دیکھتی رہی۔ اس کے آنسوؤں اس کے گلے شکوؤں کا انعام تھا وہ شخص، وہ مبہوت رہ گئی۔ دعاؤں کا ثمر ایسا بھی ہوتا ہے؟

وہ لوٹ آئے تھے۔ سب نے جس گرم جوشی اور محبت سے اسے خوش آمدید کہا تھا وہ اس کے لیے بہت حیران کن تھا۔ اس نے جتنے دن ان کے ساتھ گزارے تھے اسے وہ لوگ دوسری دنیا کے مخلوق لگے تھے جو صرف محبت کرنا جانتے تھے۔ ورنہ سسرالی رشتوں کی جو یادیں اس کے دامن میں تھیں، اسے یقین ہو گیا تھا کہ ہر سسرال ایسے ہوتے ہیں لیکن عروسہ بیگم

Scanned with CamScanner

جیسی ساس، انا جیسی نند پا کر اس کے خیالات بدلنے لگے تھے۔ واصف بہت مشفق باپ تھے تو ازمیر ٹرٹ کھٹ سا بھائی تھا۔ سب ان کے لائے تحفوں کو بے حد سراہ رہے تھے۔

''ویسے بھائی بھابی کی چوائس آپ سے زیادہ اچھی ہے۔'' ازمیر نے بلا جھجک کہا۔ سب کے لیے دونوں نے اپنی اپنی پسند سے تحفے لیے تھے ازمیر کو زیبی کا تحفہ زیادہ پسند آیا تھا جس کا اس نے برملا اظہار بھی کر دیا۔ زیبی نے شاہ زیان کو دیکھا مبادا اسے برا نہ لگا ہو لیکن وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اس بات کا تو میں بھی قائل ہوں۔'' زیبی کو خوشگواریت کا احساس ہوا۔

اس تاریک دور میں جس طرح اس کی ذات، ترجیحات کو کچلا گیا تھا وہ اپنی ذات کا غرور ہی کھو بیٹھی تھی۔ خود پہ بھروسا نام کی چیز نہیں رہی تھی لیکن اب ایک چھوٹے بچے کی طرح وہ اس کے حوصلے کو بڑھا رہا تھا۔ اسے پھر سے احساس دلا رہا تھا کہ وہ بھی گوشت پوست کی اک جیتی جاگتی لڑکی ہے۔ اس کے بھی احساسات وجذبات ہیں پسند ناپسند ہیں۔ اسے بھی آزادی اظہار کا حق حاصل ہے۔

''بھابی آپ مزید خوب صورت ہوگئی ہیں۔ ماما دیکھیں کتنی نکھر رہی ہے بے سکن۔'' انا نے بچوں کی طرح اس کے گال کو چھو کر کہا۔ شاہ زیان کی شرارتی نظریں خود پہ محسوس کر کے وہ جھینپ گئی، عروسہ بیگم نے دونوں کے کھلے چہرے کو دیکھا۔

''ہاں ماشاءاللہ...... اللہ ہمیشہ خوش رکھے۔'' عروسہ بیگم نے دعا دیتے شاہ زیان کو دیکھا وہ بہت تر وتازہ اور خوش لگ رہا تھا اتنا خوش اور آسودہ انہوں نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

''خوش ہو ناں؟'' عروسہ بیگم نے محبت سے پوچھا۔

''بہت زیادہ...... تھینکس تو اللہ کہ اس نے مجھے اتنی اچھی ماما دی جنہوں نے بیٹے کی خوشی میں اپنی خوشی محسوس کی۔'' شاہ زیان نے محبت وعقیدت سے عروسہ بیگم کے ہاتھ چوم لیے، انا اور ازمیر کی شرارتوں میں گھری زیبی نے ماں بیٹے کی محبت کا عملی مظاہرہ دیکھا تو مسکرا دی۔

❁ ❁ ❁ ❁

جب سے زیبی کی شادی ہوئی تھی ارسم کانٹوں پہ لوٹ رہا تھا زیبی نے ایک نہیں دو بار اسے ٹھکرایا تھا اور وہ اس دھتکار پہ سلگ رہا تھا۔ اس نے شادی میں بھی شرکت نہیں کی تھی۔ دور سے دلہا بنے شاہ زیان کو دیکھ کر اسے آگ ضرور لگی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیسے زیبی کو حاصل کرے، شرمین اس کی تڑپ پہ ہنس رہی تھی، قہقہے لگا رہی تھی اور اس کا یہ عمل اسے اور تپا رہا تھا۔ ان دنوں وہ کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کر رہا تھا۔ نبیلہ اس کے مزاج کی کڑواہٹ پہ افسوس کر رہی تھیں۔ انہیں بھی بیٹے کی بے چینی اور زیبی کی شادی کا افسوس تھا۔

حقیقتاً زیبی کی اتنے اچھے اور امیر گھرانے میں شادی پہ ہر کوئی جلن کا شکار تھا۔ خصوصاً شاہ زیان کو دیکھ کر سب ہی کے سینے پہ سانپ لوٹنے لگے تھے۔ ان میں علشبہ تو سرفہرست تھی ہی شرمین نے بھی دانتوں تلے انگلی دبالی تھی۔

''میری باری میں ارسم ہی آپ کو بیسٹ لگا، جانے تب یہ کہاں چھپا بیٹھا تھا۔'' شرمین نے بے شرمی کی حد کر دی تھی۔

''ہاں سارا ماسٹر پیس اللہ نے اسی کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔'' علشبہ زیبی کا ڈائمنڈ سیٹ دیکھتی ہوئی جل کے بولی۔ ارسم نے کتنی بار زیبی کو کال کی مگر وہ کال ریسو نہیں کر رہی تھی لیکن وہ پیچھے نہ ہٹنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

ارسم بنیادی طور پہ خود غرض انسان تھا۔ اسے زیبی سے محبت کا دعویٰ تھا لیکن جب دعویٰ ثابت کرنے کا موقع ملا تو اس کے قدم اکھڑ گئے۔ اس نے شرمین سے شادی کر لی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے سو کالڈ سسرالی اور بیوی، زیبی کو زدوکوب کرتے تھے، گالیاں دیتے تھے تب اس کے منہ پہ قفل پڑ گئے تھے۔ اس کی محبت جانے کہاں جا سوئی تھی کہ وہ زیبی کے حق کے لیے انسانیت کے ناتے بھی کوئی اسٹینڈ نہ لے سکا اور ایک بار پھر جب زیبی بیوگی کی چادر اوڑھ کر لوٹ آئی تو اس کی نام نہاد محبت لوٹ آئی۔ وہ پھر سے اسے حاصل کرنے کے خواب دیکھنے لگا لیکن زیبی نے ایک بار پھر اسے دھتکار دیا اب وہ زیبی کی زندگی میں زہر گھولنے کا سوچ رہا تھا جس طرح وہ سلگ رہا تھا اسی طرح زیبی کی خوشیوں کو آگ لگانا چاہتا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

اس کی آنکھ کھلی تو زیبی کو بستر پہ نہ پا کر اس نے متلاشی نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا۔ قبلہ رخ جائے نماز بچھائے وہ نماز پڑھتی نظر آئی۔ طویل سجدے کے بعد دعا کو ہاتھ اٹھے تو کافی دیر زیر لب دعا مانگتی رہی...... وہ کتنی ہی دیر اس کے پاکیزہ چہرے کو دیکھتا رہا مزید دوری برداشت نہ ہوئی تو اس کی پیٹھ سے پیٹھ ملا کر بیٹھ گیا، زیبی نے دعا پوری کی چہرے پہ ہاتھ پھیر کر گردن موڑ کر اسے دیکھا، سیدھا ہوتے ہوئے وہ اس کی گود

میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔ سفید دوپٹے کے ہالے میں اس کا چہرہ سامنے تھا۔

"میں آ رہی تھی۔"

"تم جب اللہ سے باتیں کرتی ہو تو مجھے بہت اچھی لگتی ہو...... اس لیے قریب سے دیکھنے آ گیا۔" وہ ہولے سے مسکرائی۔

"کیا باتیں کرتی ہو؟" اس کا ہاتھ تھام کر اس کی ہتھیلی پہ انگلی پھیرنے لگا۔

"بہت ساری، مجھے اللہ سے باتیں کرنے کی عادت ہوگئی ہے کیونکہ جب کوئی میری بات سننا پسند نہیں کرتا تھا تب بھی اللہ مجھے سنتا تھا۔" اس کے چہرے پہ بیتے دنوں کا کرب آ گیا۔ بس اسی لمحے شاہ زیان خود کو بے بس محسوس کرتا تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ کیسے اس کا کربناک ماضی بھلادے کہ چاہنے کے باوجود دکھ کے رنگ اس کے چہرے پہ آ تے ہیں۔

"بے وقت اللہ کو تنگ کرنے کی وجہ؟"

"گلے شکوے تو بہت کیے اپنے رب سے...... آج کل اس کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" وہ آسودگی سے مسکرائی۔

"آج کل ایسا کیا ہوگیا ہے؟" چہرے پہ جھولتی لٹ کو انگلی پہ لپیٹتے سوال کیا۔

"مجھے آپ جو مل گئے ہیں۔" آہستگی سے کان کھینچے۔

"آپ اللہ کا دیا ہوا خوب صورت انعام ہیں جس نے مجھے احساس دلایا کہ میں بھی زندوں میں ہوں...... آپ نے مجھے پھر سے مسکرانا سکھایا، ہنسنا، باتیں کرنا سکھایا، اللہ کے بعد آپ کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے کہ آپ نے ایک بیوہ کو اپنایا۔" وہ پوری سچائی سے دلی کیفیت بیان کر رہی تھی۔ وہ چپ چاپ اسے سنتا رہا۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھ سے اتنی محبت کریں گے کہ میں خود آپ سے محبت کرنے پہ مجبور ہو جاؤں گی اور اب مجھے اعتراف ہے کہ آپ اپنے لفظوں میں سچے تھے، میں آپ کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہوں۔ آپ نے مجھے صرف بیوی کا رتبہ نہیں دیا بلکہ میری عزت بھی کی اور صرف آپ نے نہیں...... آپ کی پوری فیملی نے بھی مجھے احساس نہیں دلایا کہ انہوں نے مجھ پہ کوئی احسان کیا ہے، آپ میں کوئی کمی نہیں، آپ کو حسین لڑکیاں مل جاتیں اور اس گھر کو بہو لیکن آپ سب نے جس طرح مجھے سر اٹھا کر جینا سکھایا اس کے لیے میں تاعمر آپ سب کا احسان چکا نہیں پاؤں گی۔"

"اگر کبھی زینی کو اس حقیقت کا علم ہوگیا کہ اس کی زندگی میں بدبختی کو دعوت دینے والا میں ہی تھا تو کیا یہ مجھ سے پھر بھی محبت کرے گی؟" یہ وہ سوال تھا جس نے شاہ زیان کو جھرجھری لینے پہ مجبور کردیا تھا۔

✿ ✿ ✿ ✿

عروسہ بیگم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ بخار کی وجہ سے وہ نڈھال ہوگئی تھیں، ازمیر نے ڈاکٹر کو گھر بلا لیا تھا۔ زینی نے شاہ زیان اور واصف کو اطلاع کرنی چاہی مگر عروسہ بیگم نے منع کر دیا۔

"زینی میں ٹھیک ہوں بیٹا، وہ لوگ پریشان ہو جائیں گے۔" عروسہ بیگم کی بات اس کے دل کو لگی۔ انا بھی کافی دیر عروسہ بیگم کی دلجوئی کرتی رہی پھر وہ اکیڈمی چلی گئی۔ زینی ان کا سایہ بنی رہی، عروسہ بیگم کے ناں ناں کرنے پہ بھی اس نے سوپ کا باؤل پورا پلایا پھر زیتون کا تیل لے کر ان کے پیروں کی مالش کرنے لگی۔

"زینی نہ کرو۔" عروسہ بیگم کو اس کا پیروں کو ہاتھ لگانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"میں کسی ملازمہ سے کروالوں گی۔"

"بالکل نہیں، آپ کے جسم میں درد ہو رہا ہے میں اچھی طرح مالش کر دوں گی تو آرام آ جائے گا۔ آپ مجھے بیٹی نہیں سمجھتیں جو غیریت برت رہی ہیں؟" عروسہ بیگم اس کے روٹھے انداز پہ مسکرائیں۔

"میرے بچے میرے دل میں رہتے ہیں، کوئی بھی میرے پیروں کو ہاتھ لگائے مجھے اچھا نہیں لگتا، اب تم بھی میری بیٹی ہی ہو۔" عروسہ بیگم نے جھجک کی وجہ بتائی۔

"ماں کے پیروں کو ہاتھ لگانے میں کیسی شرم یا بے عزتی...... آپ آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کریں۔" مالش کرتے اس نے مشورہ دیا۔

"جیتی رہو...... سدا سہاگن رہو۔" عروسہ بیگم کے دل سے دعا نکلی۔ شاہ زیان شاپنگ بیگز اٹھائے عروسہ بیگم کے کمرے میں داخل ہوا۔

"مام آر یو اوکے؟ ازمیر نے بتایا کہ آپ کی طبیعت خراب ہوگئی تھی۔" بیگز سائیڈ پہ رکھ کر وہ ان کے سرہانے بیٹھ گیا۔

"میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا بخار ہے اور باڈی میں پین

Scanned with CamScanner

بھی۔" عروسہ بیگم نے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر تسلی دی۔

"دوا دی ماما کو؟" اب کے زینی سے استفسار کیا۔

"جی تھوڑی دیر پہلے دی ہے۔"

"زینی چھوڑو بیٹا...... شاہ زیان کے لیے کچھ کھانے کا بندوبست کرواؤ۔" عروسہ بیگم نے اسے روکنا چاہا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے، آپ آرام کریں۔" وہ سر دبانے لگا۔ اسی وقت اس کی خالہ زاد عمامہ داخل ہوئی۔

"واؤ یہاں تو مکمل فیملی سین چل رہا ہے۔" عمامہ کی غیر متوقع آمد پہ سب نے خوشگوار مسکراہٹ سے استقبال کیا۔

"شاپنگ پہ گئی تھی سوچا یہاں کا بھی چکر لگا لوں۔ تم تو شادی کے بعد بالکل ہی کانٹیکٹ نہیں رکھتے شاہ زیان۔" وہ بے تکلفی سے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"میں پہلے بھی کوئی کانٹیکٹ نہیں رکھتا تھا یاد کریں۔" شاہ زیان نے یاد دلایا، اس صاف جواب پہ وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔

"طبیعت زیادہ خراب ہے ماما؟" اب وہ ہمدرد بنی شاہ زیان کے بالکل قریب آ کر عروسہ بیگم سے استفسار کر رہی تھی اس کے وجود کا بوجھ شاہ زیان پہ آ گیا تھا۔ زینی کو بے حد عجیب محسوس ہوا۔

"ایکسکیوز می۔" ناگوار تاثرات کے ساتھ شاہ زیان نے کھردرے لہجے میں اسے پیچھے کیا اور اٹھ کر صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"اب ٹھیک ہوں، زینی نے بہت اچھی طرح سے مالش کی ہے آرام محسوس ہو رہا ہے۔"

"ہاں مڈل کلاس بہو کے کئی فائدے ہوتے ہیں۔" زینی کو استہزائیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ زینی کا رنگ فق ہو گیا۔ عروسہ بیگم کو بھی عمامہ کی باتیں اچھی نہیں لگیں۔

"بجا فرمایا آپ نے...... مڈل کلاس لڑکی میں جہاں اور بہت سی خوبیاں ہوتی ہیں وہاں اس کی سب سے بڑی خوبی اس کی شرم وحیا ہوتی ہے، اسے کس کے قریب جانا ہے کس کے نہیں وہ بہت اچھی طرح جانتی ہے...... الحمدللہ میری بیوی پرفیکٹ ہے۔" شاہ زیان نے کھری کھری سنائی۔

"آپا کیسی ہیں؟" عروسہ بیگم نے موضوع بدلا۔

"ٹھیک ہیں۔" عمامہ پہ جیسے شاہ زیان کی کسی بات کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ شاہ زیان کے لائے شاپنگ بیگز کے اندر موجود کپڑے دیکھنے لگی۔

"واؤ یہ تو بہت خوب صورت ہے۔ ماما یہ میں لے لوں۔" عمامہ بلیک سوٹ پہ فریفتہ ہو گئی۔

"سوری یہ زینی کے لیے ہے۔" شاہ زیان سے اس کا وجود برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"کتنے کنجوس ہو...... اسے اور لا دینا یہ میں رکھ رہی ہوں۔" عمامہ نے سوٹ شاپنگ بیگ میں ڈال کر بیگ اٹھایا۔

"سوری یہ میں اپنی بیوی کے لیے لایا تھا۔" اس نے آگے بڑھ کر بیگ تقریباً جھپٹ لیا۔

"ہاؤ روڈ؟" عمامہ اپنے ہاتھ سہلانے لگی۔ شاہ زیان بیگز اٹھا کر کمرے سے چلا گیا زینی عجیب سی صورت حال میں پھنس گئی تھی۔

"دیکھا ماما اس نے کیسے بی ہیو کیا...... ایک سوٹ ہی تو تھا۔" عمامہ رونے بیٹھ گئی۔

"آپ دل برا نہ کریں عمامہ میں ابھی لا دیتی ہوں۔" زینی نے اسے چپ کرانا چاہا۔

"نہیں چاہیے مجھے اب۔" عمامہ جھٹکے سے اٹھ کر چلی گئی۔

"شاہ زیان کو گھر آئے مہمان سے تھوڑی رعایت کرنی چاہیے تھی۔" عروسہ بیگم نے زینی سے کہا۔ وہ چپ رہی۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

"آپ کو عمامہ کے ساتھ اتنا برا سلوک نہیں کرنا چاہیے تھا۔" زینی کمرے میں آئی تو وہ آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹا ہوا تھا۔ زینی نے سینڈوچ اور چائے کی ٹرے رکھی۔

"یہ تم کہہ رہی ہو...... دیکھا نہیں تھا کتنا فضول بول رہی تھی۔" وہ چڑا۔

"وہ اس کا ظرف تھا۔ آپ کو کیا ضرورت تھی گھر آئے مہمان سے روڈ ہونے کی۔"

"میرا دل تو اسے تھپڑ مارنے کو چاہ رہا تھا۔ جو چیز میں تمہارے لیے لایا ہوں اسے کسی ایرے غیرے کو دے دوں۔" وہ خفگی سے بولا۔

"ماما کو برا لگا عمامہ کے ساتھ آپ کا سلوک۔ کزن ہے آپ کی۔" وہ سمجھانے لگی۔

"جو کزن، جن بننے کی کوشش کرے اس کے ساتھ میں ایسا رویہ رکھوں گا۔ خواہ تمہیں برا لگے یا ماما کو۔" اس کا انداز دوٹوک رہا۔

"ذرا تمیز نہیں ہے بغیر اجازت چیزوں پہ ہاتھ ڈالنا اور پھر

دھونس جماتا۔" وہ سخت برہم تھا۔
"تو کے چلیں غصہ ختم کریں چائے پئیں۔"
"میں نہیں پی رہا۔" اس نے رخ پھیرلیا۔
"شاہ میں نے کیا کیا ہے؟ مجھ سے کیوں ناراض ہو رہے ہیں۔" وہ حیران ہوئی۔
"تم بلاوجہ اس کی طرف داری نہ کرو جس طرح وہ تمہاری بے عزتی کررہی تھی، میں نے بہت مشکل سے خود کو روکے رکھا تھا۔"
"اچھا ناں چھوڑیں...... میں باہر کے کسی بندے کی باتوں کو اہمیت نہیں دیتی میرے لیے یہ اہم ہے کہ آپ نے میرا ساتھ دیا۔" زیبی نے اس کے شانے پہ سر رکھا، اس نے زیبی کے سر پہ اپنا سر رکھ دیا۔
"چائے پی لیں۔" اس نے کپ تھمایا، وہ سیدھا ہوگیا۔
"ماں کی طبیعت کیسی ہے جاب؟"
"سو گئی ہیں۔" زیبی نے چائے پیتے ہوئے کہا۔ اسی وقت اس کا سیل فون بجا تو وہ کچھ چونکی۔ سیل فون اٹھا کر بند کردیا۔ شاہ زیان نے اس کے انداز کو محسوس کیا۔
"کوئی پریشانی؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

❀ ❀ ❀ ❀

"بار بار کال کرکے کیوں پریشان کررہے ہیں۔" زیبی، ارسم کی مسلسل کال پہ چڑی۔ اب کے ارسم نے گھر کے نمبر پہ کال کی تھی۔ اتفاق سے زیبی نے کال ریسیو کی تھی۔
"تو خیال آ گیا کال ریسیو کرنے کا...... اب بھی نہ کرتیں...... میں نے کون سا ہار ماننا تھا۔"
"اس حرکت کا مطلب؟" زیبی تنگ آ چکی تھی۔
"تم نے جس طرح میری زندگی کو بے سکون کیا ہے میں تمہیں بھی چین سے جینے نہیں دوں گا۔" وہ پھنکارا۔
"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا...... غلط بات نہ کریں۔" اسے غصہ آیا۔
"آپ کی محبت بودی تھی جو ایک جعلی نکاح نامہ دیکھ کر ختم ہوگئی تھی۔" زیبی نے آئینہ دکھایا۔
"تو اب مجھے ٹھکرا کر شاہ زیان سے شادی کرکے تم نے مجھے نیچا دکھایا ہے۔" اصل میں تو اسے آگ ہی اس کی شادی سے لگی تھی۔
"آپ خود کو شاہ زیان سے نہ ملائیں، دوبارہ پیدا ہونا پڑے گا اس کی طرح بننے کے لیے۔ جو زخم آپ لوگوں نے دیے ان پہ مرہم شاہ زیان نے رکھا ہے اور آپ مجھ پہ انگلی اٹھا رہے ہیں۔" کئی دنوں کا غبار اب باہر نکل رہا تھا۔
"اوہو، پرانا لب و لہجہ لوٹ آیا ہے۔" ارسم نے مزا لیا۔
"بہت بڑی بڑی باتیں کررہی ہو اپنے میاں کے لیے، جب اسے میں اپنے اور تمہارے بیچ کے تعلقات کے بارے میں چٹ پٹی باتیں بتاؤں گا تب دیکھنا کیسے تمہیں طلاق دے کر گھر سے نکال دے گا۔" اس نے فون بند کردیا، ارسم اتنی بیچ حرکتیں بھی کرسکتا ہے وہ سوچنے سے قاصر تھی۔ بظاہر بہت سوبر بنتا تھا مگر اس کے اندر کا گندا پن نظر آیا تھا۔
"کون تھا؟" شاہ زیان کہیں سے نکل آیا تھا۔ وہ بری طرح ڈر گئی۔
"ارے...... وہ ہنسا۔ "ڈر گئیں؟" بازو کے گھیرے میں لے کر اسے ساتھ لے کر چلنے لگا۔
"آپ نے اتنا اچانک کہا تو......" گھر میں خاموشی تھی سب اپنے کمروں میں سونے جا چکے تھے۔
"لاؤنج بند کرنے آیا تھا تمہیں فون پہ باتیں کرتے دیکھ کر رک گیا۔ سب خیریت ہے؟" وہ اس کی اڑی اڑی رنگت کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔
"جی...... آپ کے لیے کافی بنادوں۔" وہ صاف محسوس کررہا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی تھی لیکن اس نے اصرار نہیں کیا۔ یونہی اسے بازو کے گھیرے میں لیے کچن میں آ گیا۔
"آپ یہاں بیٹھیں کافی میں بناتا ہوں۔" اسے کرسی پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔
"میں بناتی ہوں۔" اپنے شانے پہ رکھے اس کے ہاتھ پہ زیبی نے ہاتھ رکھا۔
"میں اتنی بری کافی نہیں بناتا۔" اس کے شانوں کو نرمی سے دباتے وہ کافی کا جار نکالنے لگا۔
"سارا دن بیٹھی ہی رہتی ہوں کام تو میڈ ہی کرتے ہیں۔" اس نے منہ بنایا۔ "لائیں میں بنادوں۔"
"جی نہیں آج میں اپنے ہاتھ کی کافی پلاؤں گا۔" فریج سے فریش کریم نکال کر مگ میں ڈالتے اس نے کافی ڈال کر پھینٹنا شروع کردی۔ چولہے پہ دودھ ابال کرنے رکھا۔ انگیٹھی فریج سے نکال کر اوون میں گرم کرنے کے لیے رکھ دی، زیبی دلچسپی سے اس کی کارستانی دیکھ رہی تھی۔

Scanned with CamScanner

"پھر میں سارا دن کیا کروں؟"
"مجھ سے پیار؟" شوخ سا جواب فوراً دیا۔
"ڈیمانڈ ہے؟" وہ بھی شوخ ہوئی۔
"نہیں آر یکویسٹ...... ہماری اتنی مجال کہ آپ پہ زور زبردستی کریں۔" کافی پھینٹنے کا عمل روک دیا۔ پھینٹی ہوئی کافی دودھ میں ڈال کر اچھی طرح مکس کی، اوون سے اسپگیٹی نکالی تو زینی اٹھی۔
"اگر تم اسٹڈی کا سلسلہ شروع کرنا چاہتی ہو تو کرلو...... اس طرح مصروف ہو جاؤ گی۔" جار شیلف میں رکھتے ہوئے اس نے کہا تو زینی چونکی۔
"ہاں آئیڈیا اچھا ہے۔" وہ خوش ہوئی۔ اسپگیٹی سے چکن کی بوٹی نکال کر شاہ زیان کے منہ میں رکھ دی۔
"سوچ لو......" کافی مگ میں ڈالتے وہ اسپگیٹی انجوائے کررہا تھا جو زینی فورک میں فولڈ کیے اسے کھلا رہی تھی۔
"شوگر کتنی میم؟" اس نے پروفیشنل انداز میں پوچھا۔
"اپنی انگلی ڈال دیں۔" زینی نے مسکراتے ہوئے شرارت سے کہا تھا لیکن اگلے لمحے اس کی چیخ سے مشابہہ آواز نکلی شاہ زیان نے گرم کافی میں انگلی ڈال دی تھی۔
"شاہ......!" اس نے سرعت سے اس کا ہاتھ کھینچا، انگلی گلابی ہوگئی تھی۔ "یہ......!" پریشانی سے انگلی کو دیکھتے اس نے سر پکڑ لیا...... فرسٹ ایڈ باکس کچن میں موجود تھا اس نے تیزی سے برن ٹیوب نکال کر انگلی پہ لگانا شروع کردی۔
"کیا پاگل پن ہے یہ؟" اس کی تکلیف پہ آنسو بہاتی وہ اسی پہ چلائی۔ وہ ہولے سے ہنس دیا۔
"تمہاری کوئی بات ٹالی نہیں جاتی۔"
"میں نے مذاقاً کہا تھا۔" اس کے کرتے کو مٹھی میں بھر کے بے چارگی سے اس کے سینے سے لگی بن بادل برسات شروع کردی۔
"کچھ نہیں ہوا یار۔" اس کو مطمئن کرنے کے لیے اس کا سر اٹھانے لگا مگر وہ مضبوطی سے اس کا کرتا دبوچے ضدی بچے کی طرح روتی رہی۔
"زینی اگر اب تم چپ نہیں ہوئیں تو میں پورا ہاتھ جلا لوں گا۔" اس کے بڑھتے ہاتھ کو زینی نے فوری روک لیا۔ آنسوؤں میں کمی آگئی۔ حربہ کامیاب رہا۔
"آپ بہت برے ہیں۔" سوں سوں کرتی گلابی آنکھوں سے گھورتی وہ سیدھی دل میں اتر رہی تھی۔
"ہاں تمہاری آنکھیں روز بتاتی ہیں مجھے۔" اس نے شرارت سے کہا تو زینی ناراضی کا اظہار کرتی اسپگیٹی کا باؤل اٹھا کر کچن سے نکل گئی پیچھے پیچھے کافی کے مگ اٹھائے وہ چلا آرہا تھا۔

❀❀❀❀

"میں ارسم بات کررہا ہوں زینی کا کزن اور ایکس منگیتر۔" شاہ زیان ایک اہم فائل اسٹڈی کررہا تھا۔ اس نے بے دھیانی میں کال ریسیو کی مگر دوسری طرف اس کی آواز سن کر جس طرح تعارف کرایا گیا اس نے شاہ زیان کو فائل بند کرنے پہ مجبور کردیا۔
"فرمایئے۔"
"میں آپ کو اپنے اور زینی کے متعلق کچھ باتیں بتانا چاہتا ہوں۔" ارسم نے اپنا کھیل شروع کیا۔
"کیسی باتیں؟" اس کا لہجہ بے تاثر رہا۔
"ایسی باتیں جن کو سن کر آپ کو افسوس ہوگا کہ آپ نے ایسی لڑکی سے شادی کی جس کی ایک منگنی اور شادی نہ چل سکی...... جعلی نکاح کی داستان......" ارسم کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ آئی۔
"کیا ہی اچھا ہو کہ ہم یہ باتیں مل بیٹھ کر کرلیں کیا تم مجھ سے ملنا چاہو گے ارسم۔" اس کی پیشکش پر ارسم پھولے نہ سمایا۔ شاہ زیان کی دلچسپی اس کا کھیل آسان بنا سکتی تھی۔
"شیور۔" اس نے فوراً آمادگی ظاہر کی۔
"اوکے ڈنر پہ آپ کا ویٹ کروں گا۔" شاہ زیان نے وقت اور جگہ بتا کر میٹنگ طے کرلی۔

❀❀❀❀

"اتنا سرپرائزنگ ڈنر کس خوشی میں؟" دوپٹا شانوں پہ سنبھالتی وہ اس کے ہمراہ ہوٹل میں انٹر ہوئی، شاہ زیان نے اس کے لیے کرسی نکالی۔ وہ مسکراتی ہوئی بیٹھ گئی۔
"یونہی دل چاہ رہا تھا اپنی لو کے ساتھ ڈیٹ مارنے کو۔" وہ مقابل بیٹھ گیا۔ بلیک جینز شرٹ اور کافی کلر کی جیکٹ میں وہ بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا۔ جلدی جلدی تیار ہوتے زینی کو اسے دھیان سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا اور اب جو نظر پڑی تو وہ کئی ثانیے نظر نہ ہٹا سکی۔ دل مغرور ہونے لگا کہ یہ یونانی دیوتا اس کے عشق میں مبتلا ہے۔ اسے لگ رہا تھا جتنی شدت سے وہ اس

سے محبت کرتا تھا وہ بھی اتنی ہی شدت سے اس کی اسیر ہوتی جارہی تھی۔

"کہاں کھو گئیں؟" اس نے چٹکی بجائی۔

"آپ بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں۔" اس نے بے ساختہ کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"زیبی......"

"کوئی شک؟" وہ خفگی سے گھورنے لگی۔

"پہلے تو ساری دنیا کہتی تھی لیکن اب تم کہہ رہی ہو تو مان لیتا ہوں۔" اس نے کسرنفسی سے کام لیا۔

"رئیلی یو آر رئیل آرٹیکل ناول ہیرو۔" زیبی روانی میں کہہ گئی۔ شاہ زیان کا قہقہہ بے ساختہ بلند ہوا۔

"اینڈ یو آر مائے ہیروئن آئسکریم لوگی؟" ڈنر کے بعد اس نے پوچھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اس نے آئسکریم آرڈر کردی۔

"آپ ہر چیز میری پسند کی کیوں منگواتے ہیں، جیسے ڈنر اور اب آئسکریم، اناؤ اور الزبیھ نے بتایا ہے کہ آپ کو کریچ پسند نہیں ہے۔" وہ نوٹس کررہی تھی کہ وہ اپنی پسند کو پس پشت ڈال کر اس کی پسند اپنا لیتا تھا۔

"تمہیں جو پسند ہے۔" کسے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔

"کسی کے لیے اپنی پسند بدلنا یہ تو زبردستی ہوئی ناں۔" اس نے اختلاف کیا۔

"محبت میں کیسی زبردستی۔" اسپون بھر کر آئسکریم اسے کھلاتے وہ لاجواب کرگیا۔

"محبت کا دعویٰ تو مجھے بھی ہے۔" اب کے اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ لب دانتوں تلے دبائے وہ مسکراتی نظروں سے بلیک سوٹ میں ملبوس اس حسین پری کو دیکھ رہا تھا جسے ملے کچھ مہینے ہوئے تھے مگر وہ اس کی رگ رگ میں بس گئی تھی۔

"بہت غلط مقام پہ دعویٰ کررہی ہو۔" اس نے لوگوں کی موجودگی کا احساس دلایا۔ وہ جھینپ گئی۔ دفعتاً اس کے مسکراتے لب بھنچ گئے وہ لاشبہ ارسم ہی تھا اور وہ اسی طرف آرہا تھا۔

"تشریف رکھیں۔" شاہ زیان نے کھڑے ہوکر مصافحہ کرتے اسے دائیں جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ زیبی نا سمجھی سے شاہ زیان کو دیکھ رہی تھی۔

"سوری ارسم ہم وقت سے پہلے آگئے تھے اور ہم نے ڈنر بھی کرلیا۔" شاہ زیان نے دوستانہ انداز میں معذرت کی۔ زیبی کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپنے لگا۔ شاہ زیان کی باتوں سے ظاہر تھا ان کی میٹنگ پہلے سے طے تھی۔ وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔" ارسم کو برا تو لگا لیکن اس نے مروتاً کہا۔ وہ تو سمجھ رہا تھا شاہ زیان اکیلے آئے گا اور اسے زیبی کے متعلق برین واش کرنے کا موقع مل جائے گا مگر اب وہ زیبی کے سامنے بھی سب کچھ بولنے کے لیے خود کو تیار کررہا تھا۔

"زیبی وہ پہر کو ارسم کی کال آئی تھی میرے پاس...... یہ مجھے اپنے اور تمہارے متعلق کچھ بتانا چاہتے تھے۔" شاہ زیان نے زیبی کو بتایا۔ ہراساں زیبی شاہ زیان کے انداز سمجھنے سے قاصر نظر آرہی تھی۔

"ارسم آپ فون پر بھی سب کچھ کہہ سکتے تھے لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ میں فون پہ اپنی بیوی کا نام لینے پہ آپ کو تھپڑ نہیں مار سکتا تھا۔" شاہ زیان نے کہنے کے ساتھ زناٹے کا تھپڑ ارسم کے منہ پہ مارا اور یانے زیبی کا ہاتھ اچانک منہ پہ آپڑا۔ ارسم شاکڈ بیٹھا رہ گیا، اردگرد کے لوگ بھی متوجہ ہوئے۔

"پھر کبھی میری بیوی کو تنگ کرنے کا خیال بھی آیا تو تمہارے دونوں ہاتھ اس قابل نہیں رہیں گے کہ تم اسے یا مجھے کال کرکے اپنی غلیظ زبان سے زیبی کا نام لو۔" کمال سکون سے بل بک میں کریڈٹ کارڈ رکھ کر ویٹر کے حوالے کیا۔

"زیبی......" شاہ زیان اپنا ہاتھ حیران پریشان بیٹھی زیبی کے سامنے پھیلاتے اٹھ کھڑا ہوا۔ بدحواس ارسم پہ ایک جتاتی نظر ڈال کر اس نے شاہ زیان کے پھیلے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کھڑی ہوگئی، اسے بازو کے گھیرے میں لیے وہ خارجی راستے کی طرف چل دیا، چلتے ہوئے اس نے کریڈٹ کارڈ لیا اور دونوں ارسم کی نظروں سے اوجھل ہوگئے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

گاڑی گھر جانے والے راستے پہ سفر کررہی تھی۔ شاہ زیان نے کئی بار ونڈ اسکرین سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا، وہ گم صم سی بیٹھی تھی۔ نظریں دوڑتی بھاگتی سڑک پہ تھیں۔ شاہ زیان نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالتے دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو ہولے سے تھام کر قریب کیا۔ زیبی نے خاموشی سے اس کے شانے پہ سر رکھ دیا۔ شاہ زیان کا ہاتھ اس کے بالوں پہ تھا۔

"کچھ برا لگا؟" ہولے سے استفسار کیا۔ عجیب شخص تھا اس کے لیے بڑے سے بڑا کام کرکے پوچھتا تھا اس نے کچھ غلط تو

Scanned with CamScanner

نہیں کیا۔ اتنے محبت کرنے والے شخص کو غصے میں انتہائی حرکت کرتے اس نے پہلی بار دیکھا تھا جو خاصا حیران کن بھی تھا۔اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی اس کی حرکت برداشت کرنے کی؟" اس نے زینی سے استفسار کیا۔

"میں ڈر گئی تھی کہ اگر آپ نے ارسم کی باتوں پہ یقین کرلیا تو میں کیا کروں گی؟"

"تمہیں کیا لگا کہ تم مجھے میری ہی نظروں میں گرا رہی ہو زینی...... تمہیں مجھ پہ ذرا اعتبار نہیں؟" اسے دکھ ہوا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔" اس کے آنسو بہنے لگے۔

"کم آن یار روتو مت۔ ایک ارسم کیا ہزاروں ارسم جیسے لوگ آجائیں میں تب بھی صرف تمہارا یقین کروں گا۔ خواہ تم مجھ سے جھوٹ کہو یا سچ۔" محبت سے گندھا لہجہ اک سحر پھونک رہا تھا۔ اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی تھی۔ تیز رفتار گاڑیاں ہارن بجاتی گزر رہی تھیں۔ اس نے ایک سائیڈ پہ گاڑی کو بریک لگا کر روک لی تھی۔

"تمہارے آنسو کسی دن میری جان لے لیں گے۔" زینی نے دہل کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میری بھول تھی جو میں نے آپ کے لیے غلط سوچا...... اب جان گئی ہوں کہ میں آنکھیں بند کرکے آپ پہ بھروسا کرسکتی ہوں۔" اس نے اتنے یقین سے کہا کہ وہ ڈگمگانے لگا۔

"زینی اگر کبھی تمہیں میرے بارے میں کوئی ایسی بات پتا لگے جو تمہارے لیے قابل نفرت ہو تو...... کیا تم مجھ سے نفرت کروگی؟" اندر کا خدشہ زبان پہ آیا۔

"مجھے یقین ہے آپ کبھی میرے لیے قابل نفرت نہیں ہوں گے۔" اٹل لہجے پہ وہ اسے دیکھتا رہا۔ اسے شاید ایک ہی غلطی کے ساتھ جینا تھا۔

"میں نے صرف ایک شخص سے نفرت کی ہے۔ بے حد بے حساب اور شاید ساری زندگی کرتی رہوں گی۔"

"کس سے؟" اس کی دھڑکنیں رکیں۔ اس کی دلی خواہش تھی زینی کے لبوں سے نکلنے والا نام اس کے خیال کی نفی کردے۔

"جس نے جعلی نکاح نامہ دیا تھا۔" زینی کے لہجے میں بے حد نفرت تھی۔ ٹھٹک بہت اونچائی سے کچھ گرا تھا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں ہر پل اللہ سے دعا کرتی ہوں اللہ جلد سے جلد اس راز سے پردہ اٹھائے، اس چہرے کو میری آنکھوں کے سامنے لائے جس نے میرے ماتھے پہ سیاہی پھیلائی۔ مجھے لوگوں کے سامنے تماشا بنایا۔" شاہ زیان کا دل جیسے بند ہونے لگا تھا۔ اسے اپنا آپ بہت حقیر لگنے لگا۔ اس سے محبت کا دعویٰ کرتی اس کے ساتھ پہ فخر کرتی اس کی بیوی کو جب خبر ہوگی کہ رب نے اس کی دعا قبول کرلی ہے اس چہرے کو اس کے سامنے لا کھڑا کیا ہے تو وہ جانے کیا کرجائے۔

"گھر چلیں۔" زینی نے گاڑی اسٹارٹ کرنے کا اشارہ کیا۔ اس نے غائب دماغی سے گاڑی اسٹارٹ کی۔

❁......❁......❁......❁

"بھائی کیا میں پرابر آپ کا آفس جوائن کرسکتا ہوں؟" سب خوشگوار ماحول میں کھانا کھا رہے تھے جب ازمیر نے پوچھا۔

"تم اپنا سارا فوکس ایم بی اے پہ لگاؤ آفس جوائن کرلو گے تو اسٹڈی کو ٹائم نہیں دے سکو گے۔ ویسے ٹائم اسپینڈ کرنے جب چاہو آفس آ جاؤ۔" اس نے خوشدلی سے کہا۔

"شاہ زیان اسے ابھی سے عادی بھی ہوتی رہے گی اسے اپنے ساتھ لگاؤ تاکہ کچھ تو بزنس کے داؤ پیچ سیکھے۔" عروسہ بیگم نے کہا۔

"ابھی چھوٹا ہے ماما، سیکھ جائے گا۔" اس نے اس کی سائیڈ لی۔ زینی خاموشی سے اس کی پلیٹ میں وقتے وقتے سے چیزیں رکھ رہی تھی جیسے وہ نوٹس بھی کررہا تھا مگر چپ کرکے کھاتا رہا۔

"کوئی چھوٹا نہیں ہے تم نے تو ایم بی اے کے پہلے سال سے آفس جانا شروع کردیا تھا۔" عروسہ بیگم نے یاد دلایا۔

"تم دونوں کو ایک جیسا کیوں سمجھ رہی ہو...... یار ازمیر ہے جو صرف ہر چیز انجوائمنٹ میں کرتا ہے شاہ زیان تو شروع سے بہت جینئس رہا ہے۔"

"جینئس تو ازمیر بھی ہے ڈیڈ...... ڈونٹ انڈر اسٹیمیٹ ہم۔" شاہ زیان نے ازمیر کا دل برا ہونے سے بچایا۔

"میں نے کتنا کہا کہ ازمیر کو بھی باہر پڑھنے بھیج دیں مگر مانے نہیں۔" عروسہ بیگم نے شاہ زیان سے گلہ کیا۔

"بیگم باہر پڑھنے ہر کوئی منہ اٹھا کر نہیں چلا جاتا آپ بیٹے کا اکیڈمک ریکارڈ بھی چیک کرلیں ذرا۔" واصف نے کوئی لگی لپٹی نہ رکھی۔ ازمیر برے برے منہ بنانے لگا۔ انا اسے دیکھ کر ہنس

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

رہی تھی۔ زیبی بھی مسکرانے لگی۔

"سارا سال محترم دوستوں، پارٹیز اور ٹور پہ بزی رہتے ہیں۔ پڑھائی میں کہاں سے دل لگے گا۔" واصف آج حساب کتاب کے موڈ میں تھے۔

"چھوڑیں ڈیڈ ابھی چھوٹا ہے۔" اس سے پہلے کہ کلاس لمبی ہوتی شاہ زیان نے طرف داری کی۔

"مام آپ ٹینشن نہ لیں، اسٹڈی کے بعد میں خود ازمیر کو ٹرینڈ کروں گا۔" وہ بیک وقت ماں باپ سے مخاطب ہوا۔

"اس چھوٹے کی بڑی بڑی حرکتوں کی رپورٹ آنے لگی ہے میرے پاس۔" واصف ہاتھ صاف کرتے اٹھ گئے۔

"کور شرمندہ کراؤ اپنے ڈیڈ کے سامنے۔" عروسہ بیگم بھی ازمیر کو گھورتی چلی گئیں۔ ازمیر نے سر جھکا۔

"اسٹڈی پہ فوکس کرو ازمیر۔" انداز ناصحانہ تھا۔ وہ چھوٹوں پہ چیخ نہیں کرتا، اتنے پیار سے سمجھاتا تھا کہ زبردستی کی نوبت نہیں آتی تھی۔ اب وہ چاروں رہ گئے تھے۔

"سوری بھائی مام ڈیڈ کو مجھ سے اب شکایت نہیں ہوگی۔ پراس۔" ازمیر جلد سمجھ گیا۔ بات چلتے چلتے سوشل ویب سائیٹ پہ آ گئی تھی۔

"بھائی آپ ہیں سوشل میڈیا پہ؟" آنا کے اچانک پوچھنے پہ زیبی ایک لمحہ کے لیے چپ ہوگئی۔ کیا وقت تھا جب اس کی صبح فیس بک کے بغیر نہیں ہوتی تھی اور اب سالوں بیت گئے تھے۔ وہ تو اپنا اکاؤنٹ ای میل تک بھول گئی تھی۔ شاہ زیان نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تو زیبی نے نفی میں سر ہلایا۔

"کمال ہے دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور آپ سوشل میڈیا پہ نہیں ہیں۔" ازمیر کو حیرت ہوئی۔ زیبی پھیکے پن سے مسکرائی۔

"میں نے ایک نیا ویب پیج سرچ کیا ہے آؤ تمہیں دکھاؤں۔" آنا اور ازمیر باتیں کرتے اٹھے، اب میز پہ وہ دونوں رہ گئے تھے۔

"یہ آپ میری پلیٹ کیوں بھر رہی تھیں۔" شاہ زیان نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے اس کی حرکت کے متعلق استفسار کیا۔

"مجھے حق ہے۔"

"جی تو پھر مجھے بھی حق ہے۔" اس نے بڑا سا نوالہ اس کے منہ میں رکھ دیا۔

❁ ❁ ❁ ❁

زیبی وارڈ روب کے آگے کھڑی کافی دیر سے کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس نے کئی بار نوٹس کیا مگر دھیان نہیں دیا۔ کچھ دنوں سے وہ جس طرح اپ سیٹ ہو رہی تھی اس نے اسے نوٹس لینے پہ مجبور کر دیا تھا۔ وہ اس کی ہر حرکت کو باریکی سے دیکھ رہا تھا۔ وارڈ روب بند کر کے وہ واش روم گئی تو اس نے وارڈ روب کی تلاشی لی۔ جلد ہی اس کو ایک مڑا ہوا کاغذ مل گیا۔ ایسا کیا تھا اس کاغذ میں؟ اسے دلچسپی ہوئی۔ اس نے کاغذ کی تہہ کھولی اور پوری عبارت جیسے اس کے اوپر آ گری تھی۔ یہ وہی نکاح نامہ تھا جو اس نے فل کیا تھا۔ اس پہ جابجا آنسوؤں کے نشانات تھے۔ شاہ زیان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبا دیا تھا۔ آہٹ پہ اس نے کاغذ کو اسی انداز میں تہہ کر کے جگہ پہ رکھ دیا۔ زیبی آئی تو وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے لیٹ چکا تھا۔ درحقیقت وہ اس وقت اتنا اپ سیٹ تھا کہ زیبی کا سامنا کرنے کی ہمت خود میں نہیں پا رہا تھا۔ سوشل میڈیا کی بات کر کے ازمیر نے انجانے میں اس کے زخم ہرے کر دیے تھے۔ روز ہی کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آ جاتی تھی جس سے اس کا ماضی ایک بار پھر جھانکنے لگتا تھا۔

"یا اللہ...... ایک بار ایک بار میرے مجرم کا چہرہ دکھا دے تاکہ میں اس سے پوچھ سکوں کہ اس نے میرے ساتھ اتنا بڑا مذاق کیوں کیا؟ اسے جھنجوڑ کر بتا سکوں کہ اس نے میرے ساتھ کتنا برا کیا۔" زیبی کی آنکھ سے نکل کر ایک بوند بالوں میں جذب ہوگئی تھی۔

"یا اللہ...... میں کیسے اس گھڑی کا سامنا کروں گا جب زیبی پہ کھلے گا کہ اس کی زندگی کو کانٹوں کے حوالے کرنے والا کوئی اور نہیں میں ہوں۔" شاہ زیان پریشان ہوا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ دونوں لاتعلقی سے بغیر بات کیے اپنی اپنی جگہ لیٹ گئے تھے۔ درحقیقت ان دونوں کی سوچ ایک دوسرے کے گرد ہی گھوم رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

فردوس کافی دنوں سے اسے بلا رہی تھیں۔ وہ بہت کم ملنے جاتی تھی۔ اکثر فون پہ بات ہو جاتی تھی۔ ملنے نہ جانے کی وجہ علشبہ تھی جس کی طنزیہ گفتگو کو برداشت کرنا مشکل ہوتا تھا مگر آج وہ ہمت کر کے ملنے آ ہی گئی تھی۔ آفس جاتے ہوئے شاہ زیان اسے چھوڑ گیا تھا۔ اس کے مہنگے ملبوسات اور گاڑی سے اترتے دیکھ کر علشبہ کو آگ سی لگ گئی تھی۔ مصنوعی انداز سے مل کر اپنے

کمرے میں چلی گئی۔
"شاہ زیان نہیں آیا؟" فردوس اسے دیکھ کر کھل گئیں۔
"انہیں دیر ہو رہی تھی شام کو لینے آئیں گے تو ملیں گے آپ سے۔" زینی نے دوڑتے بھاگتے عمیس کو پکڑا۔
"لو یے پھوپو سے ملے بھی نہیں۔" اس نے خفگی دکھائی۔
"سوری۔" عمیس نے جھٹ ہاتھ ملانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ زینی نے تھام کر گلے لگایا۔
"اور کسی؟" زینی نے اپنا گال آگے کیا عمیس نے جھٹ چوم لیا۔
"اسکول کیوں نہیں گئے؟"
"اس کی ماں کی آنکھ کھلے گی تو بچہ اسکول جائے گا ناں..... ہفتے میں یہ تیسری چھٹی ہوگئی ہے۔ صبح بھی احرم اسی بات پہ شور کرکے گیا ہے۔" فردوس نے عمیس کے بولنے سے پہلے ناگواری سے وجہ بتائی۔
"آپ جگا دیا کریں۔" زینی نے عمیس کو پیار کرتے فردوس کو مشورہ دیا۔
"ہاں اب یہی کروں گی ورنہ اس کی ماں تو جاہل ہی رکھے گی۔" فردوس دل گرفتہ نظر آرہی تھیں۔
"اچھا چھوڑیں ناں۔" زینی نے موضوع بدلنا چاہا۔
"یہی آئی نہیں کہ میری برائی شروع کردی آپ نے؟" علشبہ سامنے آئی۔
"سچ ہی کہا ہے اور تمہاری چھپ کر باتیں سننے کی عادت کب جائے گی..... اتنا ہی مروڑ اٹھتا ہے پیٹ میں تو بیٹھ جاؤ ہمارے ساتھ۔" فردوس نے بھی ادھار نہ رکھا۔
"مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا۔" علشبہ حریص نظروں سے زینی کے ڈائمنڈ بریسلیٹ کو دیکھ رہی تھی۔ جل کے عمیس کو کھینچ کر لے جانے لگی۔
"مما مجھے پھوپو کے پاس رہنا ہے۔" عمیس زینی کے ساتھ چپٹ گیا۔
"بھابی رہنے دیں۔" زینی نے اسے روکنا چاہا۔
"چلو عمیس۔" زینی نے لاچاری سے علشبہ کو دیکھا، عمیس کسی طور جانے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس نے دھیان آنے پہ پرس کے اندر ہاتھ ڈالا۔
"یہ دیکھو عمیس کے لیے کتنی چاکلیٹس لائی ہوں، آپ جاکے کمرے میں کھاؤ۔" چیزیں دیکھ کر عمیس نے زینی کو چھوڑ کر چیزیں تھام لیں۔ علشبہ اسے کھینچتی لے گئی۔
"جانے کس مٹی سے بنی ہے علشبہ۔" فردوس نے تاسف سے کہا۔
"بھائی اور پپا سے ملے کافی دن ہوگئے کب تک لوٹیں گے؟" زینی نے بات کا رخ بدلا۔
"احرم تو جلدی آجاتا ہے ملاقات ہوجائے گی اس سے۔ تمہارے پپا تو ٹائم پہ ہی آتے ہیں یاد کررہے تھے تمہیں۔" فردوس کا دھیان بٹ گیا اسے تسلی ہوئی۔
"نبیلہ بھابی نے تو تمہاری شادی کے بعد سے چکر ہی نہیں لگایا۔ میں نے ایک بار فون کیا تو سیدھے منہ بات نہیں کی۔ ارسم کو بھی مہینوں ہوگئے ہیں۔" زینی کے لب بھینچ گئے۔
"ارسم نے اتنی گھٹیا حرکت کی کہ انہیں اپنا کزن کہتے شرم آتی ہے۔" زینی کو غصہ آگیا۔
"ایسا کیا کردیا..... ملا تھا تم سے کیا؟" فردوس کو حیرانی ہوئی۔ زینی نے مسلسل فون دھمکی اور شاہ زیان کا اس کے ساتھ سلوک گوش گزار کردیا۔
"اتنی گری ہوئی حرکت کی اس نے۔" فردوس کو یقین نہ آیا۔
"میں کرتی ہوں تمہارے پپا سے بات وہ بات کریں وقار بھائی سے۔ انہیں بھی تو علم ہو اپنے ہونہار بیٹے کے کرتوت کا۔" فردوس غصے میں آگئیں۔
"آپ ایسا کچھ نہ کریں..... ارسم کو عقل آگئی ہوگی۔"
"اگر اس نے پھر کوئی حرکت کی تو....." فردوس کو دھڑکا ہوا۔
"شاہ زیان کبھی ارسم کی بات کا یقین نہیں کریں گے۔ انہیں مجھ پہ مکمل بھروسا ہے۔" زینی کے لہجے میں شاہ زیان کے لیے محبت بھرا یقین فردوس کو پرسکون کرگیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

ارسم سگریٹ کے دھوئیں میں کب سے ایک ہیولہ دیکھ رہا تھا۔ زینی کے لیے بچھائے جال میں شاہ زیان نے اسے ہی لپیٹ دیا تھا اور اس کا وہ تھپڑ..... سیکڑوں لوگوں کی موجودگی میں ارسم کو جتنی ذلت کا سامنا کرنا پڑا تھا وہ کبھی بھول نہیں سکتا تھا اور نہ بھولنا چاہتا تھا۔ اندھیرے کمرے کو شرمین نے روشن کیا۔
"کب تک سوگ مناتے رہیں گے اپنی محبوبہ کی شادی کا۔" شرمین کا انداز استہزائیہ تھا۔ ارسم نے خونی نظروں

سے شرمین کو دیکھا۔

"میں نے کتنی بار پوچھا ہے کہ آپ بار بار کے فون کرتے ہیں مگر آپ نے نہیں بتایا لیکن دیکھ لیں مجھے خبر ہوگئی۔" شرمین کے پاس جب سے علشبہ کی کال آئی تھی وہ ارسم کو چڑا رہی تھی۔

"اب وہ ایک بے حد ہینڈسم بندے کی بیوی ہے جس کے آگے پیسے کی ریل پیل ہے۔ وہ کیوں آپ کی فون کال سننے لگی۔"

"اپنا منہ بند کرکے دفع ہوجاؤ یہاں سے۔" ارسم دھاڑا۔

"میں کیوں جاؤں، سچ کڑوا کیوں لگ رہا ہے۔" شرمین چلائی۔

"عشق آپ فرما رہے ہیں محبوب سے ملنے آپ جاتے ہیں اور مجھ پہ چلا رہے ہیں۔ بہت اچھا کیا شاہ زیان نے آپ کو تھپڑ مار کر آپ کی اوقات یاد دلائی۔ آپ ہیں ہی اسی قابل......" شرمین غصے میں کہہ رہی تھی، ارسم کی انا پہ چوٹ پڑی، اس نے شرمین کے منہ پہ ایک تھپڑ رسید کیا۔ شرمین ہکا بکا رہ گئی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ دفع ہوجاؤ یہاں سے۔" ارسم نے روح فرسا جملہ تین بار دہرا کر شرمین کو بازو سے پکڑ کر دروازے کی طرف دھکیل دیا۔ شرمین کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس کے جذبات کو مجروح کرتے ہوئے وہ بھول گئی تھی کہ وہ اپنا اصل چہرہ دکھانے پہ اس کی دنیا ہی اندھیر کرسکتا تھا اور جب وہ فیصلہ سنا چکا تو وہ حیرت سے زمین میں گڑھ گئی۔ دوسروں کو جلا کر مزا لینے والی شرمین انجانے میں خود کو جلا بیٹھی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

شاہ زیان کی جگہ ازمیر اسے پک کرنے آیا تھا۔

"سوری بھابی بھائی بزی تھے۔ اس لیے انہوں نے مجھے آپ کو پک کرنے کا کہا۔" ازمیر نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں زحمت تو نہیں ہوئی؟ میں احرم بھائی کے ساتھ آجاتی۔" زینی شاہ زیان کی مصروفیت کا سن کے مطمئن ہوئی۔ صبح سے اس نے ایک بار بھی فون نہیں کیا تھا۔ رات سے ہی وہ عجیب سا بی ہیو کر رہا تھا۔ صبح بھی موڈ خوشگوار نہیں تھا۔

"زحمت کیسی، بھائی کا حکم تھا۔" ازمیر بلاشبہ شاہ زیان سے بہت محبت کرتا تھا۔ "اور پھر بھائی کی کار ڈرائیو کرنے کا مزا ہی الگ ہے۔" ازمیر نے ڈرائیونگ انجوائے کرتے ہوئے کہا۔

"یونو، بھائی نے پراس کیا ہے کہ نیکسٹ منتھ میری برتھ ڈے پہ وہ مجھے بھی ایسی ہی کار گفٹ کریں گے۔" وہ خوشی خوشی بتا رہا تھا زینی مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔

"آپ جیلس تو نہیں ہو رہیں۔" اس نے شرارت سے پوچھا۔

"جیلس کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔

"یہی کہ میرے میاں کا پیسہ یوں پہ لگے ہوا اینڈ سو۔" ازمیر کی بات پہ وہ ہنس دی۔

"میرے میاں سے پہلے وہ تمہارے بھائی بھی ہیں۔" زینی نے کہا۔

"آپ کا دل بہت خوب صورت ہے، میری دعا ہے کہ آپ اور بھائی ہمیشہ خوش رہیں اور اللہ سے جو مانگے وہ آپ کو ملے۔" ازمیر نے سچے دل سے دعا دی۔

"مزاج، انداز ایک سے تو ہوں گے اللہ نے مرد کی پسلی سے عورت کو بنایا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"میں تو بہت فکرمند ہوں کہ میری پسلی کہاں گھوم رہی ہوگی؟" ازمیر کی تشویش پہ وہ ہنس دی۔

"یونہی تمہاری طرح کسی کے کان کھا رہی ہوگی۔"

"زینی......!" اس نے بے یقینی کے انداز میں کہا۔

"ے بی۔" ازمیر کے ساتھ سفر کا پتا ہی نہ چلا۔

گھر آئی تو ملازم ٹریولنگ بیگ لے کر نکل رہا تھا۔ وہ حیران ہوتی ہوئی کمرے میں آئی تو شاہ زیان ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔

"آ گئیں......سوری تمہیں لینے نہیں آسکا۔" اس پہ ایک نظر ڈال کر کہا۔

"کوئی بات نہیں......آپ کہیں جا رہے ہیں کیا؟" اس کی تیاری دیکھ کر اس نے پوچھا۔

"ہاں اسلام آباد جا رہا ہوں...... یورپ سے ایک ڈیلی گیشن آیا ہوا ہے اس سے میٹنگ ہے اور کچھ ڈیل فائنل کرنی ہے۔" اب وہ جوتے پہن رہا تھا۔

"اچانک۔" وہ ہاتھ دھونے واش روم کی طرف بڑھا۔ ہاتھ خشک کرتے واپس آیا۔

"میٹنگ تو مہینوں سے طے تھی ڈیٹ آج کنفرم ہوئی ہے۔" کوٹ بازو پہ ڈالتے اس کے قریب آیا۔ وہ چپ سی ہوگئی دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھرلیا۔

"چار دن میں لوٹ آؤں گا۔" محبت بھری نظر سے اس کے اداس چہرے کو دیکھا۔ ایک بے نام سی بے چینی شاہ زیان کی آنکھوں میں آ گئی تھی۔

"جانے پھر بھی وہ یہ چہرہ اتنے قرب سے دیکھ پائے گا یا نہیں۔" اس کا دل اس سوچ سے ہی بند ہونے لگا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ کچھ پریشان تھا یہ وہ جان گئی تھی۔

"میں ساتھ چلوں...... آپ کو بالکل ڈسٹرب نہیں کروں گی۔" جانے کیسے بے ارادہ اس کے منہ سے نکلا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو وہ خود اسے ساتھ لے جاتا۔

"پھر کبھی، ابھی میں ایک اہم فیصلہ کرنے جا رہا ہوں اس فیصلے کے اچھے اثرات ہوئے تو پھر کبھی تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ ٹرسٹ می۔" عجیب غیر مبہم انداز تھا۔ اس کی حیران آنکھوں کو محبت سے بند کر کے وہ تیزی سے پلٹ گیا اور زینی ساکت کھڑی رہ گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

علشبہ نے شرمین کی طلاق کا سن کر گھر میں رونا ڈال دیا۔ منہ بھر بھر کر زینی کو گالیاں دیں، احرم تک اس کی آواز پہنچی تو وہ اس کے سر پہ پہنچ گیا۔

"میری بہن کا نام بھی تمہاری زبان پہ آیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ تمہاری بہن خود گھر بسانے والی نہیں تھی اور اگر تم نے اس سے سبق نہ سیکھا تو ایسا نہ ہو بڑھاپے میں تمہاری ماں کو دو دو طلاق یافتہ بیٹیوں کو گھر میں بٹھانا پڑے۔" احرم کی دھمکی پہ علشبہ کا واویلہ کم ہو گیا، وہ اپنا گھر اجاڑنا نہیں چاہتی تھی۔ شرمین کے ساتھ ہوئے سانحے نے اسے محتاط کر دیا تھا، احرم کی دھمکی بھی اثر کر گئی تھی۔ فردوس تک یہ خبر پہنچی تو انہیں تاسف ہوا۔

"بہت غلط کیا ارسم نے...... میں تو اسے بہت سمجھ دار سمجھتی تھی۔"

"برے کام کا برا نتیجہ ہی ہوتا ہے۔ علشبہ نے پلاننگ اور شرمین نے چالاکی سے زینی کے حق پہ ڈاکہ ڈالا تھا۔ انجام تو ایسا ہی ہونا تھا۔ زینی کے ساتھ ان لوگوں نے جتنا برا سلوک کیا یہ اسی کا مکافات عمل ہے۔" احرم نے فردوس کو افسوس کرنے سے روک دیا۔

"پھر بھی بیٹا کسی بھی بچی کا گھر اجڑنا اچھی بات نہیں، اس کا گھر بچانے کے لیے زینی نے ارسم کو بار ہا ٹھکرایا اور ارسم نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا کر زینی کی زندگی میں زہر گھولنا چاہا۔"

فردوس روانی میں کہہ گئیں۔ احرم کے کان کھڑے ہوئے۔

"کیا، کیا ہے ارسم نے؟"

"کچھ نہیں بس یونہی منہ سے نکل گیا تھا۔" فردوس نے بات بنائی۔

"آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہیں۔" وہ فردوس کے انداز پہ مشکوک ہوا، ناچار فردوس کو بتانا پڑا۔

"ارسم اتنی گری ہوئی حرکت کرے گا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" احرم کو غصہ آ گیا۔

"اب تم کچھ نہ کرنا...... زینی نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ وہ میں تو روانی میں کہہ گئی۔"

"یہ تو شاہ زیان کا بڑا پن ہے جو اس نے ارسم کو منہ توڑ جواب دیا اگر وہ ارسم کی باتوں میں آ کر کوئی ایسا ویسا فیصلہ کر جاتا تو پھر......"

"اللہ نے زینی کے لیے بہترین انتخاب کیا ہے۔ یہ مکافات عمل ہی تو ہے۔ ارسم زینی کی زندگی میں زہر گھولنا چاہتا تھا۔ اس کا گھر توڑنا چاہتا تھا۔ اللہ نے اس کا آشیانہ بکھیر دیا۔ وہ بہترین انصاف کرنے والا ہے۔" فردوس نے احرم کو سمجھایا۔ جس سے اس کا غصہ کچھ کم ہو گیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

عروسہ بیگم کافی پی رہی تھیں ازمیر اور انا ویڈیو گیم کھیل رہے تھے۔ زینی عروسہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"بھابی ہمارے ساتھ کھیلیں۔" انا نے آفر کی۔

"مجھے ان چیزوں میں بالکل دلچسپی نہیں ہے تم لوگ کھیلو میں دیکھ رہی ہوں۔" اس نے معذرت کر لی۔

"شاہ زیان کی کال آئی تھی؟" عروسہ بیگم اس کی اداس شکل کو دیکھ رہی تھیں۔ جب ہی پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"بزی ہوگا۔ واصف بتا رہے تھے شاہ زیان نے اس ڈیل کے لیے مہینوں محنت کی ہے۔ ڈیل فائنل ہو جاتی ہے تو کمپنی کو بہت فائدہ ہوگا۔"

"ان شاء اللہ شاہ زیان کامیاب لوٹیں گے۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"صبح ہوئی تھی میری بات شاہ زیان سے...... زیادہ بھی بات نہ ہو سکی بس خیر خیریت ہی پوچھ سکی۔" عروسہ بیگم نے اطلاع دی۔ زینی محویت سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا؟ چپ چپ سی ہو...... کمزور بھی لگ رہی

Scanned with CamScanner

ہو۔" عروسہ بیگم نے اس کے پھیکے چہرے کو دیکھا۔
"میں ٹھیک ہوں۔" اس نے تسلی دی۔
"مجھے نہیں لگ رہیں، تم چلنا میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس شاہ زیان نے واپس آ کر تمہیں ایسا دیکھا تو خفا ہوگا۔" وہ سر ہلا کے رہ گئی۔
"میں ذرا اپنی دوست کی طرف جا رہی ہوں تم گھر اور ان دونوں کا خیال رکھنا۔" عروسہ بیگم اسے ذمہ داری دیتی اٹھ گئیں۔
"ازمیر گاڑی لے کر کہیں نکلنے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے ڈیڈ نے سختی سے منع کیا ہے۔" عروسہ بیگم نے وارن کیا۔
"او کے مام۔" تیز آواز میں جواب دے کر ازمیر پھر سے گیم میں لگ گیا۔
زینی خاموشی سے دونوں کو دیکھتی رہی پھر اپنے کمرے میں آ گئی۔ شاہ زیان کو گئے آج تیسرا دن تھا۔ اس نے ابھی تک اسے کال نہیں کی تھی۔ خود اس نے کئی بار کال کی مگر اس نے ریسیو نہیں کی، اس کی مصروفیت کا سوچ کر خیال تھا کہ وہ کسی پہر فری ہو کر کال کرے گا مگر یہ بھی اس کی خوش فہمی ثابت ہوئی۔ اس نے کال بیک نہیں کی تھی۔ زینی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ اس کی عادی ہو گئی تھی۔ اس کی محبت زینی کے اندر زندگی بن کر دوڑنے لگی تھی لیکن اب جانے کیا ہوا تھا...... کسی انہونی کے خیال سے زینی کا دل دھڑک رہا تھا۔ کچھ غیر معمولی تھا۔
"جس دن تمہاری آواز نہ سنوں، تمہاری صورت نہ دیکھوں اس دن میرا سورج طلوع نہیں ہوگا۔" شاہ زیان نے بہت محبت سے اسے کہا تھا، جب اس نے میکے میں ایک دن رکنے کی بات کی تھی۔ شاہ زیان کے تکیہ پہ ہاتھ پھیرتے اس کی بے اعتنائی پہ آنسو بہنے لگے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

الجھا سی نگاہوں سے، ڈوبا نہیں ہوں میں
اے رات خبردار کہ ہارا نہیں ہوں میں
درپیش صبح و شام یہی کشمکش ہے اب
اس کا بنوں میں کیسے کہ اپنا نہیں ہوں میں
مجھ کو فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں مگر......!
جتنا برا سمجھتے ہو اتنا نہیں ہوں میں
ممکن نہیں ہے مجھ سے یہ طرز منافقت
دنیا تیرے مزاج کا بندہ نہیں ہوں میں......!

دیوار سے پیشانی ٹکائے مکہ دیوار پہ مارتے وہ خود کو سخت بے بس محسوس کر رہا تھا۔ آفس کا کام دو دن میں ختم ہو گیا تھا لیکن اس نے جس فیصلے کے لیے زینی سے دوری قائم کر رکھی تھی وہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اسے یہ احساس کچوکے لگا رہا تھا کہ وہ زینی کو دھوکا دے رہا ہے، اس کا مجرم ہوتے ہوئے اس سے چھپا بیٹھا ہے۔ اس سے دور خود میں ہمت جتانے کے لیے ہوا تھا۔
"زینی نے سچ جان کر اس سے نفرت کی تو وہ کیا کرے گا؟" یہ دنیا کا وہ سب سے خوفناک سوال تھا جس کے آگے وہ خود کو بے بس محسوس کرتا تھا۔ زینی کی کال آ رہی تھی مگر وہ اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔ ایک بار بند ہونے کے بعد دوبارہ سیل فون بجنے لگا تھا، پوزیشن بدل کر اس نے کال ریسیو کی۔
"ہیلو مام۔"
"کیسے ہو شاہ زیان؟" دوسری طرف عروسہ بیگم فکرمندی سے پوچھ رہی تھیں۔
"ٹھیک ہوں مام۔"
"تم تو چار دن کا کہہ کر گئے تھے ہفتہ ہونے کو آیا ہے، کب لوٹو گے، سب ٹھیک ہے ناں؟" عروسہ بیگم کے لہجے میں خدشے بول رہے تھے۔
"سب ٹھیک ہے، بس کچھ کام نکل آیا تھا۔ پرانے دوست بھی مل گئے تو......" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ جھوٹ بولنا اس کا شیوہ نہیں تھا۔
"تمہاری زینی سے کوئی لڑائی ہوئی ہے کیا؟" عروسہ بیگم کے اچانک سوال پہ وہ چونکا۔
"نہیں تو۔" اس کا نام سنتے ہی دل گداز ہونے لگا۔
"پھر تم اسے کال کیوں نہیں کر رہے، پتا ہے اس پاگل لڑکی نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے، کمرے میں بند رہتی ہے۔"
"جی میں کر لیتا ہوں کال۔" اس نے اذیت سے مٹھیاں بھینچی۔
"ہاں کر لو مجھے تو اس کی بہت فکر ہو رہی ہے۔ تمہارے ڈیڈ بھی صبح دبئی کی میٹنگ کے لیے نکل گئے ہیں۔" عروسہ بیگم نے اطلاع دی۔
"جی ڈیڈ سے بات ہوئی ہے میری۔"
"تم اپنا خیال رکھنا اور اس لڑکی کو بھی سمجھاؤ میری تو سن نہیں رہی۔"

"جی کرتا ہوں۔" فون رکھ کر دونوں ہاتھوں سے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتے وہ جیسے خود کو تیار کر رہا تھا پھر کھڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس نے زینی کا نمبر ڈائل کیا۔ پشت دیوار سے لگائے اس نے فون کان سے لگایا۔

"شاہ....." دوسری طرف چند سیکنڈ میں کال ریسیو ہوئی تھی سسکی سے مشابہ اس کی پکار پہ وہ دیوار سے سر ٹکاتے اذیت کے عالم میں آنکھیں موند گیا۔

"آپ سن رہے ہیں ناں شاہ؟" اس کے لہجے کی بے قراری اسے مزید بے سکون کر گئی۔

"مام بتا رہی تھیں تم اپنا خیال نہیں رکھ رہیں، کھانا بھی چھوڑا ہوا ہے۔" بے تاثر لہجہ تھا۔

"میرا کچھ کرنے کو دل نہیں چاہ رہا، آپ کب آئیں گے۔" بے چارگی کا اظہار کر کے اس نے سوال کیا۔

"دو دن بھی لگ سکتے ہیں، دو ماہ بھی۔" تھکاوٹ بھرا لہجہ تھا۔

"کیوں ایسا کون سا کام ہے؟" اس کے بے گمانہ انداز پہ وہ پریشانی ہوئی۔

"تم اپنا خیال رکھو میں پھر کوئی شکایت نہ سنوں۔" وہ اس کو صاف نظر انداز کر کے نصیحت کر رہا تھا۔

"بزی ہوں، بعد میں بات کرتا ہوں۔" اس نے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

"ہیلو شاہ....." وہ پکارتی رہ گئی مگر اس کی پکار سننے والا نہیں تھا۔ اس کے آنسو بہنے لگے۔ اس سے بات کر کے وہ مزید اپ سیٹ ہو گیا تھا۔ کھڑکی کے پاس کھڑے اس نے غیر مرئی نقطے پہ نظریں جما دی تھیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

زینی شاہ زیان کا انداز سمجھنے سے قاصر تھی۔ بے حد محبت کرنے والا شوہر کیوں انجان بن گیا تھا۔ وہ بے خبر تھی۔ اسے اعتراف تھا کہ محض آٹھ ماہ کی رفاقت میں وہ شخص اس کے لیے بہت اہمیت اختیار کر گیا تھا اور اب اس کی بے توجہی کھل رہی تھی۔ ازمیر اور انا یونیورسٹی گئے ہوئے تھے۔ عروسہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ باتوں میں لگایا ہوا تھا۔

"شیف کو کافی کا کہا تھا جانے کہاں رہ گئی کافی۔" عروسہ بیگم اٹھنے لگیں۔

"آپ بیٹھیں میں لے کر آتی ہوں کافی۔" زینی تیزی سے اٹھی اور اگلے ہی لمحے چکرا کر صوفے پر گر گئی۔

"زینی....." عروسہ بیگم فکرمندی سے اسے اٹھانے لگیں۔ چند سیکنڈز تک اسے خود کو سنبھالنے میں لگے۔

"تم ٹھیک تو ہو ناں؟" عروسہ بیگم فکرمندی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"اچانک اٹھی تو چکر آ گئے۔" زینی نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"مائے گاڈ تم نے تو ڈرا ہی دیا..... کھانا پینا چھوڑنا رنگ دکھانے لگا ہے، تم چلو میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس..... شاہ زیان نے لوٹ کر تمہاری ایسی حالت دیکھی تو سب سے ناراض ہو جائے گا۔ جانتی ہو وہ کتنا پوزیسو ہے تمہارے معاملے میں۔" عروسہ بیگم فکرمندی سے کھڑی ہوئیں۔

"میں ٹھیک ہوں۔" اس نے بچنا چاہا۔

"بالکل نہیں، اٹھ جاؤ بس..... وسیم۔" عروسہ بیگم نے اسے حکم دیتے ہوئے ملازم کو آواز دی۔

"ہم ڈاکٹر کے پاس جا رہے ہیں گھر کا خیال رکھنا۔" ملازم کو ہدایت کر کے عروسہ بیگم نے اسے اٹھایا۔

"مام آپ بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں۔"

"تمہاری ایک نہیں سنوں گی۔" عروسہ بیگم اس کا ہاتھ پکڑ کر پورچ کی طرف بڑھ گئیں۔ فیملی لیڈی ڈاکٹر نے بلڈ اور یورین سمپل لیے، بی پی چیک کیا، کچھ بنیادی سوالات کیے، زینی ناسمجھی کے عالم میں جواب دے رہی تھی۔

"مبارک ہو آپ دادی بننے والی ہیں۔" ڈاکٹر منیزہ نے رپورٹ دیکھ کر مسکراتے ہوئے مبارک باد دی۔

"زینی.....! او تھینکس بیٹا۔" عروسہ بیگم نے خوشی کا اظہار کرتے حیران زینی کو ساتھ لگا لیا۔

"بلڈ ٹیسٹ کی رپورٹس چار دن بعد آ جائیں گی۔ آپ ان کا خیال رکھیں یہ بہت کمزور ہو رہی ہیں، میں کچھ ٹانک لکھ رہی ہوں، وٹامنز کی کمی ہے انہیں پراپر لیں۔" ڈاکٹر منیزہ پروفیشنل انداز میں ایڈوائس کر رہی تھیں۔

"تم کہو تو شاہ زیان کو انفارم کروں؟" عروسہ بیگم نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"آپ انہیں ابھی کچھ نہ بتائیں جب وہ آ جائیں گے تب....." وہ جھینپ کے چپ ہوئی۔

"جیسے تمہاری مرضی۔" عروسہ بیگم مسکرائیں۔ "وہ تو اس شوز

کو سن کر خوشی سے پاگل ہو جائے گا۔" زینی، اس کے متوقع ردعمل کا سوچ کر مسکرا دی۔

❁ ❁ ❁ ❁

سیاہ تارکول پہ چلتے ہوئے وہ جیسے خود سے بھاگتے بھاگتے تھک گیا تھا۔ ہنستے کھلکھلاتے چہروں کو ایک دوسرے میں مگن دیکھ کر اسے شدت سے اپنے خالی پہلو کا احساس ہوا تھا۔ کتنے ہی دنوں سے وہ اس سے دور تھا۔ وہ جو اس کے وجود کا حصہ تھی۔ وہ اس سے لاتعلق ہو کر خود کو سزا دے رہا تھا لیکن اب نہیں، اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ زینی کے سامنے اس سچ سے پردہ اٹھا دے گا۔ بتا دے گا کہ اس کا مجرم ایک عرصے سے اس کے سامنے ہے مگر وہ اسے پہچان نہ سکی پھر اس کا جو فیصلہ ہو گا وہ قبول کر لے گا...... اس کی نفرت بھی سہہ لے گا تھک کر وہ نیچے لمبے پیڑ سے ٹیک لگاتے اس نے اس کا نمبر ملایا۔ ایک بار پھر اسی بے تابی سے کال ریسیو ہوئی تھی۔ اس نے شاید فون سے الگ ہونا چھوڑ دیا تھا۔

"شاہ......" اس کی سسکی نکلی۔

"کیسی ہو شاہ کی جان۔" وہ جب اسے شاہ کہہ کر پکارتی تھی تو اسے بہت اچھا لگتا تھا۔ اتنے دنوں میں پہلی بار اس کا حال پوچھنے کا خیال آیا تھا۔ اس کا دل گداز ہوا۔

"آپ کے بغیر بہت اکیلی اور بہت تنہا۔" لہجہ روہانسا تھا۔

"دنیا کی بھیڑ میں، میں بھی تمہارے بغیر اکیلا ہوں۔"

"پھر اتنے دنوں سے دوری کی سزا کیوں دے رہے ہیں، اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو بتا تو دیں تاکہ میں معافی مانگ سکوں...... کیوں اجنبی بنے بیٹھے ہیں؟" اس کی آواز کی گرمی اس کے جسم میں حرارت دوڑا گئی تھی۔

"غلطی تو مجھ سے ہوئی ہے اسی کو تسلیم کرنے کی ہمت خود میں پیدا کر رہا تھا۔ جانے تم مجھے کیا سزا دو گی...... مگر اب میں مزید تمہیں اندھیرے میں نہیں رکھ سکتا، تمہیں دھوکا نہیں دے سکتا۔" وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

"کیسی غلطی...... کیسا دھوکا؟" وہ حیران ہوئی۔

"یہ میں تمہارے روبرو آ کر بتاؤں گا۔" وہ پریشان تھا اندر سے ڈرا ہوا بھی۔

"کیسا ڈر ہے آپ کو؟" اس کے لیے شاہ زیان کا لہجہ حیران کن تھا۔

"ہر انسان اپنے اندر کی کمزوری سے ڈرتا ہے اور میری کمزوری تم ہو۔" وہ گول مول باتیں کر رہا تھا۔

"میں منتظر رہوں گی اور مجھے یقین ہے آپ کا ہر ڈر بے جا ثابت ہو گا۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو؟" اس نے رکی سانس بحال کی۔

"مجھے بھی آپ سے ایک بات شیئر کرنی ہے۔" زینی نے شاہ زیان کی بڑی سی تصویر پہ نظریں جما دی جو اس نے آج ہی کمرے میں لگائی تھی۔

"کرو۔"

"جب آپ روبرو ہوں گے تب کروں گی۔" وہ اسی کے انداز میں بولی۔

"اچھا۔" وہ ہولے سے ہنسا۔ "زینی......" پکار کچھ غیر معمولی تھی۔

"جی۔" وہ متوجہ ہوئی۔

"میں تمہارے بنا جی نہیں سکتا۔" جملے کی تاثیر اس کے جذبوں سے چور لہجے نے بڑھا دی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

وہ خوشی خوشی عروسہ بیگم کو بتانے آئی تھی کہ شاہ زیان کل آ رہا ہے۔ عروسہ بیگم اسے لاؤنج میں فون پہ بات کرتی نظر آ گئی تھیں۔

"میں اگر دنیا میں کسی سے شدید نفرت کرتی ہوں تو وہ شاہ زیان ہے۔" عروسہ بیگم اپنی بڑی بہن سے گفتگو کر رہی تھیں۔ زینی کے بڑھتے قدم ان کے الفاظ سن کر ٹھٹک گئے۔ اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسے لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے اسے دھوکا ہوا ہے۔

"جس دن سے واصف نے پاور آف اٹارنی شاہ زیان کے نام منتقل کرنے کی بات کی ہے میرے سینے پہ سانپ لوٹ رہے ہیں۔ ایسا اپنی زندگی میں تو ہونے نہیں دوں گی۔ میری اتنے سالوں کا یہ خراج کہ شاہ زیان کو بزنس کی باگ ڈور تھما دوں...... کبھی نہیں...... یہ سب میرے دونوں بچوں کا ہے۔" زینی کے پیروں سے جیسے زمین نکل گئی تھی۔ عروسہ نے کسی کی موجودگی محسوس کر کے گردن گھمائی۔ زینی کو دیکھ کر انہوں نے سپاٹ تاثرات دیے اور الوداعی کلمات کہہ کر فون بند کر دیا۔ زینی متحیر انہیں دیکھ رہی تھی۔ عروسہ بیگم اسے دیکھ کر مسکرائیں اور اٹھ کر اس کا ہاتھ تھام کر اسے صوفے پہ لا کر بٹھا دیا۔

"اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو؟" وہ اس کے سامنے بیٹھ

Scanned with CamScanner

گئیں۔ زینی کے دونوں ہاتھ ان کے ہاتھوں میں تھے۔ اس کے چہرے پہ سوائے حیرانگی کے اور کوئی تاثر نہ تھا۔ عروسہ بیگم مسکرائیں۔ زینی کو ان کی مسکراہٹ بہت پراسرار لگی۔

"شاید یہ جان کر حیران ہو رہی ہو کہ میں جو شاہ زیان سے محبت کا دم بھرتی ہوں، اس کے لیے نفرت کا اظہار کیسے کر سکتی ہوں ہے نا؟" زینی ساکت ان کے انداز کو دیکھ رہی تھی۔

"شاہ زیان چار سال کا تھا جب میری آغوش میں آیا تھا۔ اس کی ماں بلڈ کینسر کی وجہ سے مرگئی تھی...... تب وہ تین سال کا تھا...... واصف کو میں نے اپروچ کیا تھا...... پیسہ اور پاور میرا شوق تھا لیکن واصف نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اسی صورت میں مجھ سے شادی نبھائیں گے جب تک میں شاہ زیان کو سگی ماں کی طرح پیار کروں...... اینڈ لک ایٹ می آج میں کامیاب ہوں اب شاہ زیان پینتیس سال کا ہو گیا ہے، واصف میری محبت کی مالا جپتے ہیں کیونکہ میں نے اپنے دونوں سگے بچوں کو بھی آج تک نہیں بتایا کہ شاہ زیان ان کا سوتیلا بھائی ہے خود شاہ زیان نے بھی نہیں بتایا...... سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا لیکن واصف نے پاور آف اٹارنی شاہ زیان کے نام کرنے کا سوچ کر سب غلط کر دیا...... تب میں نے پلاننگ شروع کر دی...... شاہ زیان نے جب ایک بیوہ...... او سوری تم ہرٹ تو نہیں ہوئیں۔" عروسہ بیگم نے ڈرنے کی اداکاری کی۔

"کیا کروں شاہ زیان کی سختی سے انٹرکشن ہے کہ تمہیں ہرٹ نہ کیا جائے۔ وہ تمہارے لیے پاگل جو ہے۔" عروسہ بیگم ہنسی۔

"اس نے جب تم سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی تو میرا دل مور بن کر ناچنے کو چاہنے لگا۔ جب وہ خود اپنی دکھتی رگ مجھے تھما رہا تھا تو مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا جو میں پیچھے ہٹتی۔ اپنی بھانجی عمامہ کو ناراض کر کے تمہیں بیاہ لائی کہ تم میرے عزیز از جان بیٹے کی کمزوری تھی۔ اگر تم بیچ میں نہ آتیں تو پلان بی (عمامہ) شاہ زیان کی بیوی ہوتی اور وہ اپنے نام سب کروا لیتی جو ہماری ڈیل تھی لیکن تم نے سارا پلان چینج کر دیا اور یہ زیادہ اچھا ہوا۔" زینی تحیر سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ ان کے انداز سے ظاہر تھا ان کے سینے میں کوئی راز دفن ہے۔

"شاہ زیان جو میری محبت کا دم بھرتا تھا تمہیں بیاہ کر لانے پہ میں اس کی نظروں میں عظیم بن گئی۔ پاور آف اٹارنی منتقل ہونے تک یہ کھیل ابھی چند ماہ اور چل سکتا تھا، تم اس گھر میں مزید کچھ دن عیش کر سکتی تھیں مگر تمہیں شاہ زیان کے بچے کو دنیا میں لانے کی کچھ زیادہ ہی جلدی لے ڈوبی۔" ان کی تمسخرانہ نظروں سے زینی تھرا گئی۔ اسے ان سے بے حد خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

"میں جو اس دولت کی شاہ زیان کو پھوٹی کوڑی دینے کی روادار تھی نہیں کجا اس کے بچے کو...... کبھی سوچنا بھی مت۔" عروسہ بیگم کا بدلا چہرہ زینی کے اوسان خطا کر رہا تھا، محبت کے پیچھے نہایت مکروہ چہرہ تھا۔

"بیچارا شاہ زیان...... جانے کیسا نصیب لکھوا کر لایا ہے کہ اس کے نصیب میں کسی عورت کا پیار نہیں لکھا...... ماں تین سال کی عمر میں چلی گئی، میں نے ساری زندگی پیار کا دکھاوا کیا اور آخر میں بیچ میں تم۔" وہ ہنسیں۔

"اب جو حقیقت میں تمہیں بتانے جا رہی ہوں اسے سن کر تو تم مجھ سے زیادہ شاہ زیان سے نفرت کرنے لگو گی۔" زینی کی تمام حسیں جاگ گئیں۔

"میں جانتی ہوں تم اس شخص سے شدید نفرت کرتی ہو، جس نے تمہارے کردار پہ لوگوں کو انگلی اٹھانے کا موقع دیا تھا۔ تمہارے منہ پہ کالک مل دی تھی اور جانتی ہو ایسا کرنے والا کون ہے؟" عروسہ بیگم اس کے قریب ہوئیں، زینی کے دماغ نے جیسے سوچنا چھوڑ دیا تھا۔

"شاہ زیان۔" عروسہ بیگم ہنسیں۔ زینی کے چہرے سے جیسے کسی نے آنکھیں چھین لی تھیں۔

"شاہ زیان اپنی پھوپو نائمہ کے گھر اکثر جاتا تھا۔ وہیں اس نے تمہاری باتیں سنی تھیں اور شاید پیار ہو گیا تھا واٹ ایور......" عروسہ بیگم نے سر جھٹکا۔

"ایک شرارت کر کے وہ تو آکسفورڈ چلا گیا اور پیچھے تمہیں رلنے کو چھوڑ گیا...... اس نے تمہیں تماشا بنا دیا اور جب لوٹا تو کفارے یا ازالے کے لیے تم سے شادی کر لی، یہ سب میں تمہیں اس لیے بتا رہی ہوں کہ مجھے لگتا ہے تم ایک قابل نفرین شخص کی شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرو گی، کجا کہ اس کا بچہ پیدا کرو، عورت اپنے کردار پہ انگلی اٹھانے والے کو کبھی نہیں بخشتی یہ میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں لیکن اگر تمہیں اس کے ساتھ رہنا ہے تو آئی ڈونٹ مائنڈ، کچھ لوگ ہوتے ہیں بے غیرت۔" زینی میں ہلنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔

"مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے، میں نہیں چاہتی تم مزید

شاہ زیان کے ہاتھوں بے وقوف بنو، اس کی دھوکے بازی کو محبت سمجھو...... شاہ زیان کو تم سے محبت وحبت نہیں ہے وہ صرف اپنی غلطی کا ازالہ کر کے اپنے ضمیر کے آگے سرخرو ہونا چاہتا ہے، اگر وہ اتنا سچا ہوتا تو تمہیں اندھیرے میں کیوں رکھتا؟" عروسہ بیگم اب ہمدردی کر رہی تھیں۔ زینی کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔ اتنا بڑا فریب، اتنا بڑا دھوکا، وہ رو رو کر اللہ سے اپنے مجرم کو سامنے لانے کی دعا کرتی رہی، مجرم اس کی آنکھوں کے سامنے تھا لیکن اس میں پہچاننے کی بصیرت نہ تھی۔

✿......✿......✿......✿

پورے گھر میں اسے ڈھونڈتا آوازیں دیتا آخر میں وہ بیڈ روم میں آیا مگر وہ یہاں بھی نہیں تھی۔ اس کی بے قراری سوا ہو رہی تھی، اتنے دنوں کے بعد وہ اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

"زینی۔" وہ اسے پکار رہا تھا، پھر سیل فون اٹھا کر کال کرنے لگا اس کا نمبر بند تھا، اس کے خیال میں وہ ہر وقت وہ منتظر رہتی، اتنے دن دوری پہ ناراض ہوتی مگر وہ کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ خاموش متعجب تھا، عروسہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔

"مام زینی کہاں ہے؟ نظر نہیں آ رہی۔" عروسہ بیگم کے چہرے کی گمبھیرتا کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"زینی بہت ناراض ہے، مام، جو سامنے نہیں آ رہی۔" وہ بے چین ہوا۔ "میں نے بہت دن لگا دیے ناں۔"

"زینی اپنے گھر چلی گئی ہے، کبھی نہ لوٹ کر آنے کے لیے۔" عروسہ بیگم کی بات پہ اس نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"ایسا کیسے کر سکتی ہے وہ؟ میں ابھی اسے لے کر آتا ہوں۔" وہ دروازہ کی طرف بڑھنے لگا۔

"بات سنو شاہ زیان۔" عروسہ بیگم کی پکار پہ اس کے بڑھتے قدم رکے۔

"مام وہ ناراض ہو گئی ہو گی میں چار دن کا کہہ کر پندرہ دن میں لوٹا ہوں، میں اسے منا لوں گا۔" اسے یقین تھا۔

"وہ جان گئی ہے کہ جعلی نکاح نامہ بھیجنے والے تم ہو۔" عروسہ بیگم کے انکشاف پہ شاہ زیان پتھرا گیا، بے پناہ خوف اس کی آنکھوں میں آ گیا تھا۔ ایک اسی خوف سے کہ اسے کسی اور سے یہ حقیقت پتا نہ چلے پندرہ دن وہ اپنے آپ سے لڑتا رہا تھا۔ اس کی دوری برداشت کی تھی اور جب خود میں سزا بھگتنے کی ہمت کر کے لوٹ آیا تو وہ نہیں تھی۔ اس نے دیر کر دی تھی۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

"کیسے......؟" اس کے بھنچے بھنچے لبوں سے بہ مشکل نکلا۔

"گھر کے کسی ممبر نے تو نہیں کہا ہوگا کہ ہمیں تمہاری خوشی عزیز ہے۔ شاید کسی ملازم نے...... وہ کون ہے میں جلد پتا کر لوں گی۔" عروسہ بیگم دلاسا دے رہی تھیں۔ شاہ زیان کے لیے اس بات کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے وہ ڈھے گیا تھا۔

"تم خود کو سنبھالو...... میں نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وہ تم سے بے حد نفرت کا اظہار کر کے چلی گئی، اس نے کہا ہے اگر تم اس کے پیچھے آئے تو وہ خودکشی کر لے گی اور یہ کہ تمہارے ساتھ گزارے وقت پہ اسے ساری زندگی پچھتاوا رہے گا۔" عروسہ بیگم کی باتیں شاہ زیان کو کھوکھلا کر گئی تھیں۔ وہ رونے لگا تھا۔

"تم فکر نہ کرو میں کوشش کروں گی اسے منانے کی، میں ہوں ناں تمہاری ماں۔" وہ اس کے بال سہلا رہی تھیں۔

"میں بہت برا ہوں...... بہت برا۔" عروسہ بیگم اسے بہ مشکل سنبھال رہی تھیں۔

وہ جیسے حواس کھونے لگا تھا۔ چیخ چیخ کے زینی کو پکار رہا تھا، اس کی چیخ سن کر ازمیر اور انا بھی آ گئے تھے۔ شاہ زیان کی حالت دیکھ کر دونوں پریشان ہوئے، حقیقت جان کر ان کے پیروں سے بھی جان نکل گئی تھی۔

"ازمیر پلیز تھوڑی دیر اور اس کی یہی حالت رہی تو اس کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔" عروسہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔ ازمیر بھاگ کر دوا لے آیا۔ زبردستی دوا کھلا کر عروسہ بیگم اس کا سر گود میں رکھے اسے سونے کی ترغیب دے رہی تھیں۔

"کچھ دیر آرام کر لو شاہ زیان پھر ہم اس مسئلے کا حل سوچیں گے۔" عروسہ بیگم اسے بہلا رہی تھیں۔ وہ غنودگی میں جانے لگا تو انہوں نے دونوں کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

"اب ساری زندگی تمہیں اسی پلو کا سہارا لینا پڑے گا۔" مکروہ مسکراہٹ سے عروسہ بیگم اس پہ کمبل ڈال کر اسے دیکھ رہی تھیں اس کی تھکی سانسوں میں بھی زینی کا نام تھا۔

✿......✿......✿......✿

وہ کسی پرفسوں پرستان کی سیر کو چلی گئی تھی۔ جہاں ایک

ساحر نے اسے اپنے بس میں کرلیا تھا لیکن جب آنکھ کھلی تو نہ ساحر تھا نہ اس کی چاہت کا احساس۔ زینی بھی جیسے گہری نیند سے جاگ گئی تھی۔ جس انسان کو وہ ہر لمحے کے آٹھ پہر اپنے سامنے دیکھنا چاہتی تھی وہ اس کے بے حد قریب رہا مگر وہ بصیرت کھو چکی تھی۔ اسے پہچان نہ سکی۔ اسے اپنے وجود سے نفرت محسوس ہوئی، کتنا عرصہ وہ اس کی جھوٹی محبت کا گھونٹ پیتی رہی اور اب اس کی نشانی اس کے اندر سانس لینے لگی تھی۔ وہ کوشش کے باوجود بھی اپنے اندر کے وجود سے نفرت محسوس نہ کرسکی۔ فردوس اس کی اچانک آمد اور خاموشی پہ پریشان ہوگئی تھیں۔ کہاں وہ مہینوں شکل نہیں دکھاتی تھی اور اب اسے آئے دو دن ہوگئے تھے وہ کچھ نہیں بتا رہی تھی، ضیاء اور احرم بھی پریشان ہوئے، علشبہ کو کھد بد لگی ہوئی تھی مگر اس کی خاموشی نہیں ٹوٹ رہی تھی۔

فردوس نے عروسہ بیگم کو کال کی تھی۔ عروسہ بیگم کی زبانی انہیں یہ روح فرسا خبر ملی تو فردوس بھی کچھ لمحے بولنا بھول گئیں۔

"میرے بیٹے نے ایک غلطی کی مگر اس کا ازالہ بھی کیا لیکن آپ کی بیٹی کے مزاج نہیں گھر بسانے کے، میرے بیٹے کو کون سا لڑکیوں کی کمی ہے میں جلد ہی اس کی دوسری شادی کروادوں گی۔" عروسہ بیگم جانے کیا کیا کہہ رہی تھیں فردوس نے فون بند کردیا، حقیقت جان کر ضیاء اور احرم بھی متفکر ہوئے۔

"میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی، دال میں کچھ کالا ہے، ورنہ کون بیوہ سے خوشی خوشی شادی کرتا ہے، انہیں لگا ازالہ کرکے اپنی آخرت سنوار لیں گے۔" علشبہ کی چلتی زبان کو احرم کی گھورتی نظروں نے چپ کرایا۔

"اس کا فیصلہ تو زینی اور شاہ زیان ہی کرسکتے ہیں، زینی سب بھول کر شاہ زیان کو معاف کردے تو بات ختم ہوسکتی ہے۔" ضیاء کا لہجہ تھکا ہوا تھا، زینی اسی لمحے اندر آئی تھی۔ اس نے ضیاء کا جملہ سن لیا تھا۔

"معاف...... کیا کیا معاف کروں...... بھول جاؤں کہ کیسے لوگوں کے مجمعے میں آپ سب نے میرے سر سے اعتبار کی چادر چھینی تھی، بھول جاؤں، ان مار اور تھڈوں کو جو سسرالیوں نے میرے جسم پہ داغے، بھول جاؤں جعفری کو کتنے گندے لفظوں میں مجھے پکارتا تھا، صرف اس ایک داغ کی وجہ سے...... برسوں میں نے دعا کی ہے کہ اللہ میرے مجرم سے میرا سامنا کرائے اور آج جب اس کا چہرہ سامنے آگیا ہے تو بجائے اسے کچھ کہنے کے آپ لوگ مجھے بھول کر دوبارہ اس شخص کے ساتھ رہنے کو کہہ رہے ہیں اگر آپ لوگوں کے لیے میرا وجود ناقابل برداشت ہے تو میں چلی جاؤں گی یہاں سے بھی۔" زینی جیسے آئی تھی ویسے ہی اپنی بات کہہ کر چلی گئی۔ سب چپ رہے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

"ماما بھائی کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جارہی۔" شاہ زیان کو مسلسل بلڈ کے ذریعے سوتا دیکھ کر اناسے مزید برداشت نہ ہوسکا، تو وہ رونے لگی۔ وہ جب جاگتا تھا زینی کو چیخ چیخ کے پکارنے لگتا تھا۔

"میں بھابی کے پاس جاؤں گا، انہیں سمجھاؤں گا۔" ازمیر نے پلان بتایا۔

"میں نے تمہارے ڈیڈ کو انفارم کردیا ہے وہ آ کر جو فیصلہ کریں گے وہی بہتر ہوگا، تم میں سے کوئی کچھ نہ کرے۔" عروسہ بیگم نے تنبیہ کی۔

"آپ نہیں چاہتیں کہ بھائی ٹھیک ہوجائیں اور یہ تب ہی ہوگا جب بھابی لوٹ کے آئیں گی۔" ازمیر پریشان تھا۔ چاق و چوبند رہنے والے شاہ زیان کو اس حالت میں دیکھ کر افسوس ہورہا تھا۔

"آف کورس میں بھی یہی چاہتی ہوں لیکن زینی نہیں مانے گی میں نے اسے بہت سمجھایا تم دونوں چھوٹے ہو اس معاملے سے دور رہو۔" عروسہ بیگم محبت دکھا کر چال چل گئی تھیں۔

"کتنے خوش تھے بھائی میں نے کبھی انہیں اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔" انا روہانسی ہوئی۔

"بھابی بھی کتنی اچھی ہیں...... ہم نے غلطی کی اگر اسی وقت بھابی کو اعتماد میں لے کر سب بتا دیتے تو شاید آج حالات مختلف ہوتے۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔" انا نے اتفاق کیا۔

"ڈیڈ آجائیں جلدی سے اور سب پھر سے ٹھیک ہوجائے۔" انا نے دل سے دعا کی۔

"میرا تو کچھ کرنے کو دل نہیں چاہ رہا...... نہ دوستوں میں دل لگ رہا ہے نہ کسی ایکٹی ویٹی میں۔" ازمیر نے اداسی سے کہا۔ بلاشبہ شاہ زیان ان سے بہت محبت کرتا تھا وہ بھی اس کی تکلیف پہ تڑپ رہے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

Scanned with CamScanner

اسے اپنی انگلی سے روئی جیسی نرم چیز لپٹتی محسوس ہوئی۔ وہ روئی نہیں کسی نوزائیدہ کی انگلیاں تھیں۔ جس نے اپنے نرم نرم چھوٹے ہاتھ سے اس کی انگلی پکڑی تھی۔ اب اس کا چہرہ واضح ہونے لگا تھا، وہ اس کی طرف مسکرا کے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً کسی شور سے نوزائیدہ دبک گیا۔ شور مسلسل ہو رہا تھا۔ شاہ زیان کی آنکھ کھل گئی تھی۔ اس نے شور کرتے فون کو دیکھا، کوئی انجانا نمبر تھا، اس نے کال ریسیو کی۔

"ہیلو..... ہیلو شاہ زیان میں ڈاکٹر منیزہ بات کر رہی ہوں۔"

"جی ڈاکٹر منیزہ کہیں۔" اس کے حواس بحال ہونے لگے۔

"آپ کی مسز کی کچھ رپورٹس میرے پاس پڑی ہیں میں نے عروسہ بیگم کو بھی کال کی مگر وہ انہیں پک کرنے نہیں آئیں۔ اس لیے آپ کو زحمت دی کہ رپورٹس کہیں کھو نہ جائیں۔" ڈاکٹر منیزہ تفصیل سے بات کرنے کی عادی تھیں۔

"کیسی رپورٹس؟" وہ حیران ہوا۔

"کمال ہے آپ کو خبر ہی نہیں۔"

"ایکچو لی میں آؤٹ آف سٹی تھا۔" وہ متجسس ہوا۔

"اچھا اچھا تب ہی زینی نے آپ کو سرپرائز دینے کا سوچا ہوگا۔ کچھ دنوں پہلے آپ کی مسز عروسہ بیگم کے ساتھ آئی تھیں میرے پاس چیک اپ کے لیے آپ ڈیڈ بننے والے ہیں۔ اسی سلسلے میں زینی کے کئی ٹیسٹ ہوئے تھے ان کی رپورٹس تیار ہیں۔" شاہ زیان جھٹکے سے سیدھا ہوا۔

"آر یو شیور ڈاکٹر؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

"ظاہر ہے میں نے ہی چیک اپ کیا ہے شاہ زیان اور اتنی بڑی خوشی کی بات میں بغیر شیور کیسے کروں گی لیکن لگتا ہے میں نے زینی کا سرپرائز خراب کر دیا۔" ڈاکٹر منیزہ کو افسوس ہوا۔

"نہیں میم یقین کریں آپ نے مجھ میں توانائی بھر دی ہے، تھینک یو سو مچ۔ آئم ریئلی تھینک فل..... میں بس تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں رپورٹس پک کرنے۔" تشکر کا اظہار کر کے اس نے فون رکھ دیا۔

"ہمارا بچہ....." اسے وہ خوش کن لمس یاد آ گیا، آپ ہی آپ اس کے لب مسکرانے لگے۔ یہ اتنا خوش کن احساس تھا کہ وہ سب بھول گیا تھا۔ تیزی سے اٹھ کر اس نے کپڑے چینج کیے اور تیار ہو کر وہ کمرے سے نکل آیا تھا۔ عروسہ بیگم اسی طرف آ رہی تھیں اسے ایکٹو اور تیار دیکھ کر کئی ثانیے کچھ بول نہ سکیں۔

"شاہ زیان۔" انہوں نے آواز دی مگر وہ جانے کس دھن میں تھا جو ان کی پکار بھی نظر انداز کر کے گاڑی نکال لے گیا۔ ڈاکٹر منیزہ سے رپورٹس لے کر اس نے بغور پڑھا۔ زینی پریگننٹ تھی۔

"زینی اب دنیا پوری قوت بھی لگا لے تب بھی میں تمہیں خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔" زیر لب دہراتے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔

"زینی آج کی سب سے بڑی اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ لوگ گناہ تسلیم کر کے بھی اس کا مداوا نہیں کرتے، میں نے مانا کہ شاہ زیان سے غلطی ہوئی ہے لیکن جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے غلطی کا ازالہ بھی کیا۔ تمہیں عزت محبت سے بیاہ کر لے گیا۔ تم بھی اپنا دل بڑا کرو۔" احرم اسے سمجھا رہا تھا۔ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی تھی، دروازہ کھلا ہوا تھا، زینی اور احرم کی نظریں کھلتے پٹ پہ تھیں۔ پٹ آہستہ آہستہ دھکیل کر شاہ زیان اندر داخل ہوا تھا۔

"السلام علیکم!" اس کی نظریں دشمن جاں پہ تھیں۔ کتنے دنوں بعد یہ صورت نظر آئی تھی۔ وہ کئی ثانیے اسے دیکھتا رہا۔ احرم اسے دیکھتے ہی گرم جوشی سے کھڑا ہوا۔

"وعلیکم السلام۔" احرم گلے لگا۔ زینی تیزی سے اوپر جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ جو اس کی ناراضی کا واضح اعلان تھا۔ اس نے خاموشی سے اس کے انداز کو دیکھا، احرم اسے لے کر کمرے میں آ گیا۔ ضیاء اور فردوس کو بھی اس کے آنے سے کچھ حوصلہ ہوا تھا۔ ورنہ اس کی لاتعلقی سے انہیں یہ معاملہ الجھتا محسوس ہو رہا تھا۔ شاہ زیان ان کے درمیان بیٹھ گیا۔

"میں آپ سب کا مجرم ہوں، اس لیے اپنے جرم کا اعتراف کرنے آیا ہوں۔" اس نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"زینی، احرم سے شادی کرنا نہیں چاہتی تھی مگر آپ لوگ بضد تھے، ان دنوں وہ بہت دکھی تھی۔ میں قسیم کے گھر رکنے آیا ہوا تھا، اس کی گفتگو سننے کے بعد مجھے اس سے ہمدردی محسوس ہوئی اور میں ایک جعلی نکاح نامہ احرم بھائی کو تھما کر چلا گیا تھا، میرے نزدیک یہ صرف ایک چھوٹی سی کوشش تھی ایک لڑکی کو زبردستی ان چاہے لڑکے سے شادی سے روکنے کے لیے اور کچھ نہیں مگر مجھے خبر نہیں تھی کہ میں اپنے پیچھے اسے کن مسائل کے

حوالے کرتا پایا ہوں۔ واپس لوٹ کر زینی کو اپنی حرکت کی سزا پاتے دیکھا تو خود کو اس کا مجرم سمجھ کر آپ لوگوں سے دست سوال پھیلایا۔ اس وقت حقیقت چھپانے کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ لوگ جذبات میں آ کر غلط فیصلہ کرتے۔ میں مانتا ہوں کہ میں آپ سب کا مجرم ہوں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں زینی سے بے حد محبت کرتا ہوں اور اب جب وہ ماں بننے والی ہے تو میرے لیے پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ میں اسے کسی صورت کھونا نہیں چاہتا۔" شاہ زیان کا اعتراف جرم سب نے سنا اور کسی کو بھی اس پہ شک نہیں تھا۔ سب کے لیے زینی کے ماں بننے کی خبر بھی نئی تھی۔

"بیٹا ہمیں تم پہ مکمل اعتماد ہے۔ غلطی تم نے کی مگر اصل غلطی ہم سے ہوئی تم تو صرف ایک لڑکی کے جذبات کو ٹھیس لگنے سے بچانا چاہتے تھے لیکن ہو کچھ اور گیا...... ہم سب نے تم سے کہیں زیادہ زینی کے ساتھ برا کیا تھا...... ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔" ضیاء نے یقین دلایا تو اسے کچھ سکون ملا۔ زینی اپنا کمرہ بند کیے بیٹھی تھی۔ شاہ زیان نے دستک دی۔

"زینی......" وہ مسلسل پکار رہا تھا۔ پکار میں محبت کی آنچ صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔

"زینی پلیز دروازہ کھولو۔" وہ مسلسل دستک دے رہا تھا مگر وہ ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔

"میں ساری زندگی اس بند دروازے کے باہر تمہارا انتظار کر سکتا ہوں۔" اس کے اعلان نے زینی کو آگ بگولہ کر دیا۔ اس نے جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

"کیوں کریں گے میرا انتظار؟" وہ غصے سے چلائی، اتنے دنوں بعد اسے اتنے قریب سے دیکھ کر وہ مسکرایا۔

"کیونکہ تم سے محبت کرتا ہوں۔"

"بند کریں اپنی محبت کا ڈھنڈورا پیٹنا...... کھل گئی ہے آپ کی اصلیت۔" وہ چراغ پا ہوئی۔

"زینی میں تم سے دور صرف اسی لیے گیا تھا کہ واپس آ کر تمہیں سب بتا سکوں، میں تمہیں کھونے سے ڈرتا تھا۔" اس نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرنا چاہا تو وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔

"کھو تو مجھے آپ نے اب بھی دیا ہے۔" اس کے لہجے میں نفرت تھی۔

"زینی میں نے صرف تمہاری مرضی کے خلاف ہوتی شادی کو رکوانے کے لیے یہ حرکت کی تھی بخدا مجھے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی تلخیوں میں آ جاؤ گی۔" وہ نادم تھا۔

"میں آپ کی کوئی بات سننا نہیں چاہتی۔ آپ کی صفائی میرے زخموں کا مداوا نہیں کر سکتی، بہتر ہوگا آپ چلے جائیں۔" وہ کٹھور بن گئی۔

"زینی...... سب بھول کر مجھے معاف کر دو۔"

"بھول جاؤں...... کتنا آسان ہے آپ کے لیے یہ سب کہنا، ہر اذیت برداشت کرتے ہوئے میں اپنے مجرم کا چہرہ دیکھنے کے لیے ترستی تھی اور اب وہ چہرہ میرے سامنے ہے...... میں بے حد نفرت کرتی ہوں آپ سے۔" وہ اس پر الفاظ کے پتھر برسا رہی تھی۔

"پلیز زینی ہمارے بچے کے لیے ہی ختم کرو یہ سب۔" شاہ زیان نے لجاجت سے کہا۔ وہ ایک پل کو اس کی باخبری پہ ٹھٹکی، اگلے پل اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"میں کچھ ختم نہیں کروں گی، ختم ہوگا تو ہمارا رشتہ...... میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔ شاہ زیان کا ہر لفظ اسے ناقابل قبول لگ رہا تھا۔

"زینی پلیز مت کرو ایسا...... میں مر جاؤں گا۔" اس کا لہجہ ہارا ہوا تھا۔ "تم جو سزا دو گی میں جھیل لوں گا لیکن مجھ سے تعلق نہ توڑو پلیز۔" وہ نفرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اپنے مجرم کو درد کے حوالے کر دینے والے کو، اس گھڑی اس کی رفاقت میں گزرنے والا ہر دن وہ بھول گئی تھی۔ اس کی بے انتہا محبت کو فراموش کر گئی تھی۔ اس گھڑی کچھ یاد تھا تو صرف اتنا وہ اس کا مجرم تھا۔

❀......❀......❀......❀

انا، ازمیر شاہ زیان کے وکیل بن کر آئے تھے۔ ان کے اصرار پہ بھی وہ چپ رہی۔ دونوں تھک کر چلے گئے۔ واصف نے فون پہ سمجھایا۔ وہ چپ کر کے سنتی رہی۔ کسی کے لفظ دل میں نہیں اتر رہے تھے...... شاہ زیان پھر چلا آیا تھا۔

"زینی اتنی کٹھور کیوں ہو گئی ہو، تمہیں تو مجھ سے محبت کا دعویٰ تھا۔" اس کے اڑیل انداز پہ وہ ٹوٹنے لگا۔

"آپ کی اصلیت کھلتے ہی ہر چیز نے رنگ بدل لیا اور اب یہ عالم ہے کہ آپ کی شکل دیکھتی ہوں تو مجھے اذیت ہوتی ہے۔" وہ نفرت سے کہہ کر رخ پھیر گئی۔ شاہ زیان نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

Scanned with CamScanner

"پھر سے کہو تمہیں میری شکل دیکھ کر اذیت ہوتی ہے۔" وہ بے یقین ہوا۔ اس نے جھٹکے سے خود کو چھڑایا۔

"ہاں آپ کو دیکھتی ہوں تو اپنے غم ہرے لگنے لگتے ہیں، ٹیسیں اٹھنے لگتی ہیں ان میں۔" وہ کتنی ہی دیر بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا۔ دکھ کا احساس گہرا تھا، شاہ زیان دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"پلان تو یہی تھا کہ اپنے بچے اور تمہارے ساتھ بہت اچھی زندگی گزاروں گا لیکن تمہیں میری شکل سے اذیت ہوتی ہے اور میں تمہیں مشکل میں نہیں دیکھ سکتا، ہمارے بچے سے بہت محبت کرنا، اسے میرے کیے کی سزا مت دینا۔ زندہ رہا تو دل کے ہاتھوں مجبور تم تک بار بار آؤں گا اور تمہیں اذیت ہوتی رہے گی، تمہیں کوئی تکلیف نہ ہو اس کے لیے مجھے مرنا ہوگا۔" زینی اس کے انداز پہ چونک گئی مگر کمزور نہیں پڑی، شاہ زیان تیزی سے چلا گیا تھا۔ جانے کیوں اس کا دل دھڑک اٹھا، وہ اس کی دیوانگی کی امین تھی۔

"ہونہہ ہاتھ جلانے اور مرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔" اس نے تنفر سے سوچ کر سر جھٹکا۔ خود کو بہلانے کو اس نے ہزار تاویل دی لیکن جانے کیوں ہر آہٹ پہ چونک رہی تھی۔ جیسے کچھ ہونے والا ہو۔ اسے گئے ابھی دو گھنٹے ہوئے تھے جب احرم فون کال سنتے ہوئے بدحواس ہوا۔

"شاہ زیان کو کسی نے ٹارگٹ کیا ہے، اسے دو گولیاں لگی ہیں، قاتل کو لوگوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔" احرم تیزی سے بتا کر ہاسپٹل بھاگا۔ ایک ایک کر کے سب ہاسپٹل آنے لگے تھے۔

"میں بھی چلوں گی۔" فردوس کے سامنے وہ بھی کھڑی ہوئی تو انہوں نے ساتھ لے لیا۔

ہاسپٹل میں عجیب سماں تھا۔ ازمیر، انابری طرح رو رہے تھے۔ واصف کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ عروسہ بیگم انہیں سنبھال رہی تھیں۔ شاہ زیان کا آپریشن ہو رہا تھا۔ زینی کی آنکھیں بنجر ہو گئی تھیں۔ جیسے سوتے خشک ہو گئے تھے، چند گھنٹوں پہلے کیسے وہ شخص اس کے قریب تھا اور اب خود سے دور جاتا محسوس ہو رہا تھا۔

"تم...... ا حیرت ہے...... تم آ گئیں۔" عروسہ بیگم اس کے سامنے آ ئیں۔ زینی کو ان کے چہرے پہ خوشی نظر آئی۔

"ہاں میں بہت خوش ہوں...... میرے راستے کا کانٹا جو نکلنے والا ہے۔" ان کا لہجہ اتنا سفاک تھا کہ زینی کے دل پہ کسی نے سوئی چبھوئی۔

"شاہ زیان کو کچھ نہیں ہوگا۔" اس کا لہجہ پر یقین ہوا۔

"یہ تم بول رہی ہو؟" عروسہ بیگم ہنسیں۔

"اپنے مجرم سے نفرت الگ لیکن میں آپ کو جیتتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی جس نے ایک عظیم رشتے کو بدنام کر دیا۔" وہ نفرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ شاہ زیان کو کوئی نقصان بھی پہنچا سکیں گی یہ خیال بھی اپنے دل سے نکال دیں۔" زینی نے دوٹوک لہجے میں کہا، کسی کی آمد پہ عروسہ بیگم روتی صورت بنا کر بیٹھ گئیں۔ ایک ایک لمحہ گراں گزر رہا تھا۔ آپریشن جاری تھا۔ بالآخر ڈاکٹر اس کی زندگی کی نوید لے کر باہر نکلے تو سب کی جان میں جان آئی۔ عروسہ بیگم کو افسردہ دیکھ کر زینی کو حقیقتاً شاہ زیان کی بدنصیبی کا احساس ہوا۔ اسے آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ شیشے کے اس پار سے اسے دیکھتے وہ چپ تھی بالکل چپ۔

"کیا شاہ زیان کی اتنی بڑی غلطی تھی کہ وہ اسے معاف نہیں کر سکتی تھی اگر شاہ زیان ایسی حرکت نہیں کرتا تو وہ کیسے اس کا نصیب بنتی؟" یہ وہ سوال تھے جن کا جواب نہیں تھا۔

"مجرم نے اعتراف کر لیا تھا کہ اسے ارم نے شاہ زیان کو ٹارگٹ کرنے کے لیے بھیجا تھا، پولیس ارم کو گرفتار کر چکی ہے۔" احرم نے فردوس کے ساتھ اسے بھی اطلاع دی۔ زینی جیسے فریز ہو گئی تھی۔ وہ اس کی وجہ سے اس وقت اذیت برداشت کر رہا تھا، اسے خود سے نفرت محسوس ہونے لگی۔ کیا دیا تھا زینی نے اسے جو وہ اس پہ جان تک نچھاور کرنے چلا تھا۔ اگر کوئی اور مارتا تو یہ کام وہ خود کر لیتا تاکہ اسے اذیت نہ ہو۔ اسے وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

"پیشنٹ کو ہوش آ چکا ہے آپ لوگ مل سکتے ہیں۔" ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز سے کہا۔

"زینی کون ہے پہلے وہ چلی جائیں بے ہوشی میں بھی یہ نام بار بار لے رہے تھے۔" ڈاکٹر کہہ کر چلا گیا۔ سب کی نظریں اس پہ ٹھہر گئیں۔

"زینی...... میرا بیٹا تم سے بہت محبت کرتا ہے۔" واصف گلوگیر لہجے میں کہہ رہے تھے۔ اس نے کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔

"بیچارا شاہ زیان جانے کیسا نصیب لکھوا کر لایا ہے کہ اس کے نصیب میں کسی عورت کا پیار نہیں لکھا۔ ماں تین سال کی عمر

میں چلی گئی۔ میں نے ساری زندگی پیار کا دکھاوا کیا اور آخر میں بچی تم تم تو مجھ سے بھی زیادہ نفرت کرنے لگو گی۔" عروسہ بیگم کی بازگشت اس کے اردگرد گونج رہی تھی۔

"زیبی اگر کبھی تمہیں میرے بارے میں کوئی ایسی بات پتا لگے جو تمہارے لیے قابل نفرت ہو تو کیا تم مجھ سے نفرت کرو گی۔" شاہ زیان کے سوال نے اس کے گرد چکر کاٹا۔ وہ اس کے نزدیک آ گئی تھی۔ ڈرپ اور مشینوں میں جکڑے اس کے جسم کو اس نے بہت خاموشی سے دیکھا۔ زیبی نے بیڈ پہ ہاتھ رکھا، اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

"شرمندہ ہوں کہ تمہیں میری شکل دیکھنا پڑی۔" اس نے ڈرپ کی نیڈل نکالنا چاہی تو زیبی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ہر وقت اپنی کرنا چھوڑ دیں مسٹر شاہ زیان۔" عجیب دھونس بھرا لہجہ تھا۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔

"اب وہ ہوگا جو میں کہوں گی اور میرا حکم یہ ہے کہ شرافت سے ٹھیک ہو جائیں۔ دوبارہ ایسی حرکت نہ ہو۔" اشارہ ہاتھ کی طرف تھا۔

زیبی مسلسل ہاسپٹل میں تھی وہ اس کا خیال رکھ رہی تھی۔ اسے عروسہ بیگم سے کوئی اچھی امید نہیں تھی کہ اسے ڈسچارج کیا جا رہا تھا۔

"تم گھر چلو گی ناں؟" اس نے بہت آس سے پوچھا تو اس نے سر ہلا دیا۔ ازمیر کے ساتھ سہارا دے کر وہ اسے کمرے تک لائی تھی۔

"یہ کون سا ناٹک کر رہی ہو تم؟" عروسہ بیگم کو اس کا وجود برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"میں صرف شاہ زیان کو آپ کے ارادوں سے بچا رہی ہوں۔" اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"کب تک بچاؤ گی اپنے مجرم کو؟" عروسہ بیگم اس پہ ہنسیں۔ وہ اس کا مکمل دھیان رکھ رہی تھی مگر وہ جو بھی کوئی بات کرنا چاہتا وہ کنی کترا جاتی۔ وہ رو بہ صحت تھا۔

"میں واپس جا رہی ہوں۔" وہ اپنا بیگ لیے کھڑی تھی۔ شاہ زیان نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"جب جانا ہی تھا تو آئی کیوں تھیں؟" وہ خفا ہوا۔ جان گیا تھا وہ ابھی تک اسے معاف نہیں کر سکی۔

"آپ کے اردگرد بہت دشمن ہیں ان سے بچانے، اب آپ ماشاءاللہ ٹھیک ہیں تو آپ کو میری ضرورت نہیں رہے گی۔"

"زیبی......؟" اس کی پکار کو ان سنی کیے وہ کمرے سے نکل گئی۔ اس نے کرب سے آنکھیں موند لی تھیں۔

❀......❀......❀......❀

زیبی کے گھر چھوڑ کر چلے جانے کا سن کر واصف نے گھر سر پہ اٹھا لیا تھا، ملازموں کی لائن لگی ہوئی تھی اور سب ان کے سامنے کھڑے تھے۔

"کس کی حرکت ہے یہ...... کس نے زیبی کے سامنے منہ کھولا؟" ملازم حیران پریشان تھے۔ انہیں کچھ معلوم ہوتا تو بتاتے بھی۔

"تم بتاؤ وسیم تم اس گھر کے سب سے پرانے ملازم ہو...... اس گھر کے بہت سے راز کے امین بھی ہو، کس نے کی یہ حرکت کی ہے۔" واصف سب سے پرانے ملازم پر برس رہے تھے۔

"سر اس گھر کا نمک کھاتے ہیں اور جس تھالی میں کھاتے ہیں اسی میں چھید کرنا ہمارا شیوہ نہیں، ہم میں سے کسی نے کچھ نہیں کہا۔" وسیم کے یقین بھرے لہجے پہ عروسہ بیگم نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ اس کا حساب بعد میں بے باق کرنے کے خیال سے چپکی بیٹھی رہیں۔ شاہ زیان اکتا کر اپنے کمرے سے نکل آیا تھا۔

"آپ کو چلتا پھرتا دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے بھائی۔" کانا اور ازمیر اس کے گلے لگے۔ اس نے مسکرا کر دونوں کو پیار کیا۔ عروسہ بیگم کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔ وہ ملازموں کی لگی لائن دیکھ کر حیران ہوا۔

"آپ سب جائیں اپنا کام کریں۔" شاہ زیان سمجھ گیا واصف کو مجرم کی تلاش ہے۔

"یہ اچانک کیا ہو گیا؟" واصف اس کے پژمردہ چہرے کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ تو ہونا ہی تھا ڈیڈ سچ کب تک چھپا رہ سکتا تھا۔" شاہ زیان حقیقت پسندی سے بولا۔

"گڈ نیوز تو یہ ہے کہ آپ گرینڈ پا بننے والے ہیں۔" شاہ زیان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عروسہ بیگم کو جھٹکا لگا مگر انہوں نے اپنے تاثرات نارمل رکھے۔

"زیبی نے ہمیں بتایا نہیں۔" عروسہ بیگم نے گلہ کیا۔ ازمیر اور کانا خوشی کا اظہار کرنے لگے۔

"رئیلی......؟" واصف نے خوشی کا اظہار کیا۔

"کیسے وقت میں زینی کو اور زیادہ توجہ کی ضرورت ہے مگر کتنی بے بسی ہے۔" عروسہ بیگم نے مصنوعی رونا رو دیا۔

"میں زینی سے بات کرتا ہوں۔" واصف نے سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ اس وقت بہت غصے میں ہے...... کسی کی بات نہیں سمجھے گی۔" شاہ زیان فکر مند تھا۔

"غلطی ہوگئی جو صرف ملٹو دینے پا کتفا کیا۔" وہ نفرت سے سوچ کر رہ گئیں۔

"اسے تھوڑا ٹائم دیں۔" واصف بھی سر ہلانے لگے۔

"شاہ زیان تم اسٹڈی میں آؤ تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" واصف کے حکم پہ اس نے سر ہلا، عروسہ بیگم کے کان کھڑے ہوئے۔

"کس کیا بات ہے؟" انہیں کھد بد ہوئی۔

"کچھ نہیں...... بزنس ڈیل کی تفصیلات لینی ہیں۔" واصف کے جواب سے انہیں تسلی ہوئی۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ اب آگے کیا کرنا ہے وہ پلان کرنا چاہ رہی تھیں۔

"وسیم دو کافی لے کر اسٹڈی میں آؤ۔" واصف نے ملازم سے کہا۔ وسیم کافی کی تیاری کو چل دیا۔

"بھابی کیسے مانیں گی بھائی؟" ازمیر اداس تھا۔ وہ چپ رہا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔" اس کا لہجہ اداسی لیے ہوئے تھا۔

"میں بھائی کو منانے کی کوشش کروں گا۔" ازمیر نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔" انا نے بھی خواہش ظاہر کی۔ وہ بہن بھائی کی محبت پہ مسکرایا اور اٹھ کر اسٹڈی روم میں چلا گیا۔ واصف اس سے ڈیل کے متعلق معلومات لے رہے تھے۔ وسیم کافی لے آیا۔ دونوں کے آگے کافی رکھتے وہ سیدھا ہوا۔

"بیٹھو وسیم...... بتاؤ کیا کہنا چاہ رہے تھے؟" واصف نے ملازم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ شاہ زیان چونک کر سیدھا ہوا۔ اسے واصف کے انداز میں کچھ غیر معمولی لگا تھا۔

"زینی بی بی کے گھر چھوڑ کر جانے سے پہلے بیگم صاحبان سے کافی دیر تک باتیں کرتی رہی تھیں۔ ازمیر اور انا بی بی گھر پہ نہیں تھے۔" وسیم نے بولنا شروع کیا۔

"کیا باتیں کر رہی تھیں؟" واصف جاننا چاہتے تھے ان کے ماتھے کی لکیریں گہری ہونے لگی تھیں تفکر جھلکنے لگا تھا۔ وسیم ان کا پرانا ملازم تھا اور عروسہ بیگم اس بات سے بے خبر تھیں۔ ورنہ وہ اتنی بڑی غلطی کبھی نہ کرتیں۔

"بیگم نے زینی بی بی کو بتایا کہ شاہ زیان صاحب ان کے سوتیلے بیٹے ہیں اور وہ چاہتی ہیں کہ بزنس کی پاور آف اٹارنی شاہ زیان صاحب کے نام نہیں ازمیر صاحب کے نام ہو...... لیکن جب شاہ زیان بابا نے زینی بی بی سے شادی کی خواہش ظاہر کی تو یہ بھی ان کا پلان تھا کہ ایک دن وہ زینی بی بی کو سچائی بتا کر ان سے دور کر دیں گی اور سر اپنے مسائل میں کھو کر بزنس کو ٹائم نہیں دیں گے اس کے لیے انہوں نے تین دن شاہ زیان سر کو بھاری مقدار میں ملٹو دی تھیں۔ وہ انہیں اس کا عادی بنانا چاہتی تھیں لیکن سر کی ول پاور ہی ہے کہ یہ آج اتنے بڑے حادثے کے بعد بھی ایکٹو ہیں۔" وسیم ہر حقیقت سے پردہ اٹھا رہا تھا۔

شاہ زیان جان گیا تھا کہ یہ عروسہ بیگم نے کیا ہے، بچے کی بات پہ انہوں نے جس طرح ری ایکٹ کیا تھا اس پہ ہی سمجھ گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر منیزہ نے کہا تھا کہ زینی عروسہ بیگم کے ساتھ ہاسپٹل آئی تھی۔ صرف سوتیلے والی بات پہ وہ چونکا تھا۔ واصف کے چہرے پہ غصے کے آثار ابھرنے لگے۔

"بیگم کو لاؤنج میں بلاؤ۔" واصف نے وسیم کو بھیجا۔

"ڈیڈ پلیز...... آپ مام سے کوئی بات نہ کریں۔ میں پہلے ہی جان گیا تھا۔" اس نے روکنا چاہا۔

"تم چپ رہو شاہ زیان۔" واصف نے اٹھتے ہوئے گھر کا۔

"ڈیڈ انا اور ازمیر پہ برا اثر پڑے گا۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"جب عروسہ بیگم نے اکیس سال بعد سوتیلا پن دکھایا ہے تو ان کی اصلیت بھی تو سامنے آنا چاہیے۔" واصف منٹوں میں فیصلہ کرنے والے انسان تھے وہ دونوں لاؤنج میں آ گئے۔ شاہ زیان پریشان ہوا...... وہ کوئی ہنگامہ نہیں چاہتا تھا۔

"ڈیڈی پلیز...... ریکویسٹ......"

"تمہارا گھر اجاڑ دیا اس عورت نے اور تم اس کی سائیڈ لے رہے ہو۔" واصف نے ڈانٹا، ان کے لہجے میں دکھ کا رنگ گہرا تھا۔

"کیا ہوا...... کوئی خاص بات؟" عروسہ بیگم چلی آئیں۔

"تم نے اکیس سال جو اعلا اداکاری کی اس پہ لائیو ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ دے دوں۔" واصف کی بھاری آواز گونجی۔

Scanned with CamScanner

عروسہ بیگم نے چونک کر واصف کے غصے سے لال چہرے کو دیکھا۔ دوسری نظر سر جھکائے بیٹھے شاہ زیان کو، انا اور ازمیر بھی آگئے تھے۔ ماحول کی گمبھیرتا انہیں بھی محسوس ہوئی۔ شور شرابا اور جاہلوں کی طرح لڑنا ان کے گھر میں نہیں ہوتا تھا، اب جب ایسا ہو رہا تھا تو ان کا حیران ہونا بجا تھا۔ عروسہ بیگم کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"میں تو اسی دن تمہارے چہرے کے رنگ پہچان گیا تھا جس دن میں نے پاور آف اٹارنی شاہ زیان کے نام کرنے کی تم سے بات کی تھی۔"

"واصف ایسی کوئی بات نہیں۔" انہوں نے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔

"چار سالہ شاہ زیان کو تمہاری گود میں دیتے ہوئے میں نے پہلے ہی تمہیں بتا دیا تھا کہ میرا بیٹا میرے لیے کیا ہے لیکن تم نے اپنا سوتیلا پن دکھا ہی دیا آخر۔" انا اور ازمیر حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ یہ خبر بجلی بن کر گری تھی ان پہ۔

"پاور آف اٹارنی میں کب کا منتقل کر چکا ہوتا شاہ زیان کے نام لیکن اس نے مجھے روکے رکھا کیونکہ یہ جان گیا تھا تمہارا اصل چہرہ سب کے سامنے آجائے گا اور یہ تمہیں ہی شرمندگی سے بچانے کے لیے بضد تھا کہ میں ازمیر کے نام کردوں۔" واصف کو کم غصہ آتا تھا لیکن غصہ میں جب بولتے تھے تو کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی انہیں روکنے کی۔

"سوتیلے پن میں تم نے میرے بیٹے کا گھر برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔" ان کی آواز گونجے۔

"اس بڑھاپے میں تماشا چاہتی ہو تو میں......" اس سے پہلے کہ واصف کے منہ سے کوئی خوفناک لفظ نکل کر عروسہ بیگم کو ان پہ حرام کر جاتا...... شاہ زیان تیزی سے اٹھ کر ان کا ہاتھ تھام گیا۔

"ڈیڈ پلیز...... پلیز ڈیڈ مزید کچھ نہ بولیں...... آپ کو میری قسم۔" شاہ زیان انہیں اس منظر سے لے جانے لگا۔

"چھوڑو مجھے اس عورت نے یہ صلہ دیا مجھے۔" واصف نے اپنا آپ چھڑانا چاہا۔

عروسہ بیگم کا کھیل ختم ہو گیا تھا۔ ان کی عمر بھر کی اداکاری کا پردہ فاش ہو گیا تھا۔ وہ سب کی ملامت بھری نظروں کی زد میں خود کو سر اٹھانے کے قابل نہیں سمجھ رہی تھیں۔ واصف اگر کوئی فیصلہ کر لیتے تو وہ کیا کرتیں...... ان کے پیر اکڑنے لگے تھے وہ بے حد خوف زدہ نظر آرہی تھیں۔

ازمیر بھی شاہ زیان کے ساتھ واصف کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ دونوں انہیں اسٹڈی میں لے آئے تھے۔ ان کی سانس تیز ہو گئی تھی۔

"ڈیڈ ریلیکس پلیز سب ٹھیک ہو جائے گا...... زینی لوٹ آئے گی...... آپ ٹینشن نہ لیں۔" شاہ زیان ان کے ہاتھ سہلا رہا تھا انا بھی چلی آئی تھی۔

"اس نے تمہارے لیے اتنا بڑا پلان بنایا میری اولاد کے لیے......" وہ رونے لگے۔ تینوں انہیں سنبھالنے لگے۔

"مام کچھ بھی کہیں، کچھ بھی سوچیں...... یہ دونوں میرے بہن بھائی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ مجھے سگے سوتیلے کا پتا نہیں۔" شاہ زیان نے تسلی دی۔

"بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں ڈیڈ...... مام نے جو کیا غلط کیا...... اس حقیقت کو جاننے کے بعد ہماری محبتوں میں کمی نہیں آئے گی۔" ازمیر کی بات پہ انا نے بھی حمایت کی تو انہیں کچھ سکون محسوس ہوا۔

"آپ ہم سے پرامس کریں کہ آپ مام سے پھر اس موضوع پہ بات نہیں کریں گے۔" اس نے وعدہ چاہا۔

"میں اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا......" وہ نفرت سے بولے۔

وہ اس وقت غصے میں تھے لیکن کسی قدر حواس میں لوٹ آئے تھے۔ ذرا ریلیکس ہوئے تو انا کو ان کے پاس چھوڑ کر شاہ زیان لاؤنج میں آیا۔ عروسہ بیگم بے حس و حرکت بیٹھی تھیں۔ ان کے ذرا سے لالچ نے انہیں سب کی نظروں میں چھوٹا کر دیا تھا۔

"مام......" شاہ زیان کو انہیں اس حال میں دیکھ کر دکھ ہوا۔ چھوٹا ہی سہی لیکن انہوں نے اس کے لیے پیار دکھایا تو تھا۔ ازمیر دور کھڑا تھا، عروسہ بیگم کا یہ روپ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"آپ نے بھلے مجھے سوتیلا بیٹا سمجھ کر اپنایا ہو مگر میں نے آپ کو کبھی سوتیلا نہیں سمجھا۔" ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے وہ بیٹھا گیا۔ عروسہ بیگم خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"مام آپ کو جو بھی کہنا تھا آپ مجھ سے کہتیں، میں کبھی ڈیڈ کو ایسا کوئی کام نہیں کرنے دوں گا جس میں ازمیر کے ساتھ زیادتی ہو، میں نے اسے اپنا چھوٹا سگا بھائی ہی سمجھا ہے۔" عروسہ بیگم کے آنسو بہنے لگے۔

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

"مجھے معاف کردو شاہ زیان۔"
"مائیں بچے سے معافی کب مانگتی ہیں۔" اس نے ان کو ساتھ لگالیا۔ انا بھی آ گئی تھی۔
"بھائی آپ اس حقیقت سے واقف تھے لیکن آپ نے کبھی ہمیں شک بھی نہیں ہونے دیا۔ ہمیں آپ پہ فخر ہے۔" دونوں عروسہ بیگم کی بجائے شاہ زیان کے کندھے سے لگ گئے۔ عروسہ بیگم کو اپنی ہار اور شاہ زیان کی جیت نظر آ گئی تھی۔ جیت تو بہرحال محبت کی ہی ہوتی ہے۔

زینی نے خلع کا نوٹس بھیجا تھا۔ شاہ زیان غصے سے پاگل ہونے لگا۔ پوری اسپیڈ سے گاڑی دوڑا کر وہ اس کے گھر پہنچا اور بغیر کسی سے ملے سیڑھیوں پہ کھڑی زینی کا ہاتھ تھام کر کھینچتا اس کے کمرے میں لے آیا۔
"کیا ہے یہ؟" خلع کے پیپرز پھاڑ کر پھینک دیے۔ "کب بولو کیا کرنا ہے، ختم کرنا ہے نا مجھ سے تعلق تو توڑنا ہے نا ہر رشتہ تو یہ لو۔" جیب سے اس نے تیز دھار چھری نکالی اور سرعت سے کلائی پہ پھیرنے لگا۔ زینی کے بھرپور روکنے کی کوشش میں بھی کلائی پہ چھری چل گئی تھی۔ اس کا ہاتھ جھٹک کر وہ دوسری، تیسری بار بھی یہ حرکت دہرانا چاہتا تھا مگر اس نے کلائی پہ کتی سے اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ خون بہنے لگا تھا۔
"کیا دیوانگی ہے یہ؟" چلا کر اس نے ہاتھ سے چھری چھین کر دور پھینک دی۔ دوپٹا اس کے ہاتھ میں لپیٹنے لگی۔
"خون بہہ رہا ہے ڈاکٹر کے پاس چلیں۔" دوپٹے پہ خون کے دھبے دیکھ کر وہ بوکھلائی۔
"مجھے نہیں جانا۔" اس نے دوپٹا کھولنا چاہا۔
"پلیز شاہ......" اس کی سسکی نکلی۔
"قابل نفرین شخص کے لیے یہ آنسو کیوں؟" اس نے تمسخر اڑایا۔ "مجھے دیکھ کر تمہیں اذیت ہوتی ہے تو کیوں مرنے نہیں دے رہیں، کیوں بار بار بچانے آ جاتی ہو؟" وہ چلایا۔ "تم جانتی ہو تمہاری جدائی میں، میں تل تل مروں، سکوں تو میں ایسا نہیں کرسکتا..... تمہیں درد دیا، جانتا ہوں لیکن زینی اللہ گواہ ہے وہ حرکت صرف تمہیں ارحم سے بچانے کے لیے کی تھی لیکن تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھ سے نفرت کرتی رہو گی تو کرو..... میں ساری عمر تمہاری نفرت سہہ لوں گا لیکن تم میرے پاس، میرے ساتھ رہو۔" اس کا لہجہ دھیما ہوا۔ وہ بے حس بنی کھڑی رہی جیسے وہ کسی

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں
ماہنامہ آنچل کراچی
ماہنامہ حجاب کراچی
ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے
ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرِ سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)
پاکستان کے کسی بھی کونے میں 850 روپے
امریکا' کینیڈا' آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے
[illegible]000 روپے
مڈل ایسٹ' ایشیا' افریقہ' یورپ کے لیے
19000 روپے
رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ، منی آرڈر، منی گرام، ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جا سکتی ہے
مقامی افراد
ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0316-0128216
موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0300-8264242
رابطہ: طاہر احمد قریشی 0300-8264242
نئے افق گروپ آف پبلی کیشنز
81 مجیدیہ بیرکس، ہاکی کلب آف پاکستان
اسٹیڈیم روڈ آنچل پریس کراچی 75510
فون نمبر: +922-35620771/2
naeyufaq.com
Info@naeyufaq.com
digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

اور سے بات کر رہا ہو..... شاہ زیان نے شانے سے تھام لیا۔

"تمہیں ترس نہیں آتا مجھ پہ..... اعتبار نہیں میری محبت کا۔"

"بند کریں یہ محبت کا راگ۔" اس کے ہاتھ جھٹک کر وہ چلائی۔

"اندازہ کر سکتے ہیں اس اذیت کا جو میں نے آپ کی وجہ سے جھیلی..... محسوس کر سکتے ہیں میرے دکھوں کو؟ کسی نے نہیں کیا تھا اعتبار، تماشا بنا دیا آپ سب نے میرا، کسی کو میری پروا نہیں تھی تو اب میں کیوں کروں؟" وہ بے بسی سے کھڑی تھی۔

"میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا اک پل بھی..... ایک لمحہ بھی نہیں۔" اس نے اپنی مجبوری بتائی۔ "میرے جینے کی وجہ تم ہو، جب تم ہی میری زندگی میں نہیں رہو گی تو میں جی کر کیا کروں گا؟" وہ بہت دلگرفتہ تھا۔ زینی اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

"میں کیا کروں کہ تمہارے آنسوؤں کا مداوا ہو سکے، تم جو کہو گی کروں گا، جو مانگو گی ملے گا..... بولو کیا چاہیے۔" جیسے کوئی فیصلہ کر چکا تھا۔ اس کے لفظ زینی کے دل میں نہیں اتر رہے تھے، اس گھڑی اس نے علیحدگی کا فیصلہ بھی کر لیا تھا اگر زینی بھی چاہتی تھی تو وہ اس کی خاطر یہ بھی کر لے گا۔

"بولو کیا چاہیے؟" وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ چہرے پہ شکست کا عکس در آیا تھا۔

"آپ کی جان چاہیے۔" زینی کی نفرت اس کی محبت کے آگے ڈھے گئی تھی۔ اس نے کئی لمحے اسے دیکھا۔ ہولے سے مسکرا کر اسے گلے لگا لیا۔ محبت کے رنگ پا گیا تھا۔

"اور کچھ....." دھیرے سے سرگوشی کی۔ زینی کے آنسو بہنے لگے، یہ مجرم اسے اتنا عزیز تھا کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے دور ہوئی تھی۔ زینی کی خودسپردگی نے شاہ زیان کو اسے سمیٹ لینے پہ مجبور کر دیا۔

"آپ میرے مجرم ہیں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ مجھے پھر سے جینا آپ نے سکھایا، ہنسنا مسکرانا سکھایا، آپ کی غیر حاضری نے احساس دلایا کہ آپ میرے لیے کتنے ضروری ہو گئے ہیں۔ آپ کے بازو کا تکیہ نہ ہو تو مجھے نیند نہیں آتی، آپ میرے ارد گرد نہ ہوں تو بھوک پیاس کا احساس نہیں ہوتا، یہ جان کر کہ آپ میرے مجرم ہیں میں نے بہت کوشش کی کہ آپ سے نفرت کروں مگر میں ناکام رہی۔" وہ اپنی ہار کا اعتراف کر رہی تھی، اس کے شانے سے چہرہ ٹکائے وہ ہولے ہولے کہہ رہی تھی۔ اس کے رخساروں کی حدت سے شاہ زیان کے چہرے پہ حرارت دوڑنے لگی تھی۔

"میں اپنے مجرم کے خدوخال نہیں پہچانتی، میں آپ کی خوشبو پہچانتی ہوں۔ میں یہ یاد نہیں رکھنا چاہتی کہ کس نے مجھے آنسو دیے، میں صرف آپ کے ساتھ گزرے لمحے میں جینا چاہتی ہوں۔ تھک گئی ہوں نفرت کا ڈراما کرتے کرتے۔" وہ روتے ہوئے اعتراف کر رہی تھی۔ شاہ زیان کے بازو اس کے گرد حصار بنا گئے تھے۔

"میں تمہاری ساری تکلیفوں کا ازالہ کروں گا، تمہیں پھر کبھی بیتے دنوں کو یاد کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔ میں، تم اور ہمارا بچہ ہم بہت خوش رہیں گے۔" اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

"تمہیں کیا لگا تھا تم مجھ سے چھپا لو گی؟" وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔ اس کی نظریں صمیم کے گھر کی دیوار پہ پڑی تو اسے وہ دن یاد آ گئے۔

"تمہیں پنکی روح یاد ہے جو تمہاری فرینڈ لسٹ میں تھا۔" وہ اسے لیے دیوار کے قریب آ گیا۔ زینی نے ذہن پہ زور دیا تو اسے سب یاد آ گیا۔

"ہاں بہت ایکٹو اکاؤنٹ تھا۔"

"وہ میں تھا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"کیا.....؟" اسے حیرانی ہوئی۔

"اس دیوار کے پار تمہاری آواز سنی تھی پہلی بار اور تمہیں اسی دیوار سے پہلی بار دیکھا بھی تھا۔" وہ خوشگوار موڈ سے بتانے لگا۔

"یہ شریفوں کا وطیرہ تو نہیں۔" وہ مصنوعی خفگی سے اس کو گھورنے لگی۔

"میں نے کب شریف ہونے کا دعویٰ کیا۔" اس نے شرارت سے کہا تو زینی نے مسکراتے ہوئے اس کے شانے پہ مکہ مارا..... وہ واقعی ساحر تھا اور وہ اس کے سحر سے نکلنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ واقعی جن یہ عشق بڑا بدذات ہے۔

Nadia Majid

www.naeyufaq.com

Scanned with CamScanner